اعلان یہ کتاب خاص حضرات شیعہ کیواسطے چھاپی گئی ہی لہذا اہلسنت و جماعت نہ دیکھیں اور نہ خریدیں ورنہ

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

الحمد لله المنعم المنعام که درین ایام برکات انضمام جواب کتاب آیات بینات متعلق بحث عقد ام کلثوم علیہا السلام جلد ثالث در فن التعریفات و فی الفن التلبیسات ملقب

رمی الجمرات

از رشحات قلم افادت شیم یکے از ناصران خاندان اہل بیت رسالت و قامع اساس اہل بدعت و ضلالت ادام اللہ ظلہ افاضاتہ العالیہ ما کر الدہور و مر الشہور

در مطبع نامی مطلع العلوم بجن منشی علی حسین مطبوع گردید

فہرست کتب موجودہ کہ راقم اثم بنابر طلب خریداران منگائی ہیں مع شرح قیمت کہ جن سے ارسال کی گئیں

نام کتاب	شرح قیمت
قرآن مجید مترجم بترجمہ اردو مع خلاصہ تفسیر عمدۃ البیان چھاپ دہلی۔	[illegible]
اصول کافی چھاپ طہران۔	[illegible]
من لا یحضرہ الفقیہ چھاپ لکھنؤ عربی	[illegible]
استبصار چھاپ لکھنؤ عربی	[illegible]
نفس الرحمان فی فضائل سلمان چھاپ طہران عربی	[illegible]
مدینۃ المعاجز در معجزات دوازدہ امام علیہم السلام چھاپ طہران عربی	[illegible]
اسرار الشہادۃ چھاپ طہران در مصائب مظلوم کربلا علیہ السلام عربی	[illegible]
منتخب المراثی والخطب مشہور بہ بیاض فخری در مصائب مطبوعہ بمبئی عربی	[illegible]
ناسخ التواریخ احوال امیر المؤمنین علیہ السلام چھاپ طہران فارسی	[illegible]
ناسخ التواریخ احوال سید الشہداء علیہ السلام مطبوعہ بمبئی فارسی	[illegible]
شرح زیارت عاشورہ چھاپ بمبئی زبان فارسی	[illegible]
خصائص حسینیہ چھاپ طہران عربی	[illegible]
لہوف در مصائب چھاپ بمبئی عربی	۵ر
تحفہ احمدیہ جلد اول مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی بزبان اردو	[illegible]
رسالہ حج اردو ترجمہ رسالہ جناب شیخ مرتضیٰ رضوان اللہ علیہ	۴ر
دیوان مولانا امیر المؤمنین علیہ السلام عربی چھاپ بمبئی	۹ر
حیات القلوب در امامت فارسی	۹ر
رسالہ در اصول دین از تصنیف سید کاظم رشتی فارسی	[illegible]
مصطلحات وارستہ چھاپ زمانہ شاہی فارسی	[illegible]
دیوان مجنون چھاپ بمبئی عربی	۸ر
حیات الحیوان جلد کی چھاپ بمبئی عربی	۱۳ر
پارہ از روضۃ الصفا قلمی فارسی	۹ر
دعای ہلال قلمی مترجم بخط میر کاظم علی صاحب خوشنویس مطلا	[illegible]
منہج الیقین فی معرفۃ اصول الدین مؤلفہ جناب سید ابو صاحب قبلہ مدظلہ فارسی کاغذ عمدہ مجلد	۳ر
رسالہ تحفہ عملیہ جناب میرزا مدظلہ چھاپ بمبئی فارسی	۲ر
ہدیۃ النملہ رد مذہب شیخیہ چھاپ بمبئی عربی	۴ر
مسائل متفرقہ از جناب سرکار میرزا مدظلہ مطبوعہ بمبئی فارسی	۱۴ر
جلد اول رمی الجمرات بہ کاغذ معمولی — مجلد — بہ کاغذ عمدہ	[illegible]
جلد ثانی رمی الجمرات	[illegible]
تحفہ لاریہ در بیان اصول دین و مسائل فروع دین از طہارت تا دیت مصنفہ میرزا محمد مشہدی جاری بہ طالب	[illegible]

اعلان یہ کتاب خاص حضرات شیعہ کیواسطے چھاپی گئی ہے

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمد للہ الملک العلام کہ درین ایام برکات انضمام جواب کتاب آیات بینات متعلق بحث عقد ام کلثوم علیہا السلام جلد ثالث دفع التحریفات ورفع التلبیسات ملقب بہ

رمی الجمرات

از رشحات قلم افادت شیم یکی از ناصران خاندان اہلبیت سالک مسالک حق قالع اساس اہل بدعت وضلالت ادام اللہ ظلہ وافاضاتہ العالیہ ماکر الدہور ومر الشہور

در مطبع نامی مظہر العلوم بحسن سعی منظور حسین مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی حل عقدۃ عقد ام کلثوم ببنان بیان اہل الفہوم ولقد کان امرا غیر معلوم ولا محتوم وسلطانہ معدوم بل ہو مفہوم مزعوم باطل موہوم ولا یثبت بافتعال اکاذیب الاغوال واضغاث الاحلام عند اولی الحلوم وان کان قد یفرض الزاما للخصوم ثم غرر الصلوۃ ودرر السلام من المنثور والمنظوم عن الحی القیوم علی خیر مجوز النکاح ومحرم السفاح المذموم وعلی اہلبیتہ الذین ہم ذریتہ عصمتہم وہم فاہم لا یحوم وباحقاقہم الحق المکتوم ببنان الباطل المشوم للمتوہم الجہول الظلوم الذی یتورکہ دیبۃ ھدمہم ما طلعت الشمس وھوت النجوم وتلذذ موالیہم فی النعیم بنفایس الطعوم ومشوی اللحوم وعذب بالحادیہم فی الجحیم بحمیم وسموم وظل من یحموم وبالضریع والزقوم

اما بعد یہ جزء مجلد ثانی رمی الجمرات ہے جو رد کتاب آیات بینات ہے جسکے مصنف عالی منزلت والاشان رفیع المرتبۃ والمکان جناب مولوی محمد علیخان ہداہ اللہ والیانا سبل الایمان وطرق الجنان ہیں یہ خاص مبحث نکاح ام کلثوم ہے حضرات اہل سنت مین اسکی بڑی دھوم ہی ہماری مخاطب الاخطاب

نے بڑا شور وغل مچایا ہی اور کس اہتمام سی خلاف واقع یہ بیاہ رچایا ہی ہان صاحبو سمجھ بوجھ کے اس تقریب
مین آنا دیکھو سب کچھ کھانا اگر قریب نہ کھانا یہان دال مین کالا ہی یہ بیاہ دنیا سی نرالا ہی بلکہ باسے میان
کے بیاہ سی بھی دوبالا ہے اسی کا گیت بی تال و سُر گانا اور ٹوٹے پھوٹے رباب نے بجانا اور اعلان النکاح
بالدف کی سنت عمل مین لانا ان صاحبونکا دستور ہے ملنا ئی بے احترامی خاندان رسالت سی شیشۂ دل
ان متوالون کا معمور ہے قدما و محدثین فی حضرت عمر کے بیاہ کا عجب رنگ جمایا ہے کہ عمر شصت سالگی مین
اونکی لئی شہانہ جوڑا رنگایا ہے اور خلیفہ ثانی کو کہ بنا بنایا ہی لباس عروسی پہنایا ہے اس شادی کی بڑی
عید ہی اور روداد اسکی قابل دید و شنید ہی ایک چار پانچ برس کی لڑکی سی بیاہ ہی وہ بھی بصد جبر و اکراہ
ہی پھر تین سال کے بعد بڈھا میان کی وفات ہی لیکن بڑی تعجب کی بات ہی کہ وہی چار سال کی بنی باین کم سنی
اسی تین سال کے اندر پہلی تو لڑکا جنی پھر لڑکی بھی جنی حیرت ہی کہ کیونکر جنی اور کسطرح جنی اگر بہ کرامات حضرت عمر
جنی تو بیشک اور بحیطہ جنی لیکن اس خرق عادت کا مقام تحمل وہی ہنگام زمانہ کا یادگار اور اعجوبہ روزگار اور
قابل اشتہار اور لایق درج اخبار ہے سہ عجیب واقعہ و طرفہ ماجرائی ہست - اور طریف تر یہ کہ مخبر خبر حیرت اثر
کسی امر کا الزام اپنی سر نہین لیتا بلکہ ثبوت اسکا روایات صحیحہ اہلسنت سی دیتا ہی صاحبو انکار نہ کرو اور
قدرت خدا کا تماشا دیکھو واہ ری چالاکیان اور عیاریان مخاطب والاخطاب کی کہ کس بیباکی اور چالاکی
سی جو الزامات حضرت اہل سنت پر تھی وہ سب شیعون کے گلے منڈھے اور کیسے کیسے افترا اور بہتان اپنے
دل سی گڑھے اور نہ خلق سے شرمائی اور نہ خدا سی ڈری حقیقت حال اور صدق مقال انشاء اللہ المتعال
عنقریب ظاہر ہوا جاتا ہی دہانا شرع فی المقصود متوکلا علی الرب المعبود و قد صرتہ علی نسق ماسبق و اعوذ برب الفلق من شر ما خلق

قال المخاطب المقام ہداہ اللہ سبیل السلام

نوین شہادت بیان حضرت عمر کے نکاح کا ساتھ جناب ام کلثوم کے یہ بات از روئی کتب معتبرہ شیعہ
اور اہل سنت کے ثابت ہی کہ حضرت عمر کا نکاح ساتھ حضرت ام کلثوم کے ہوا جو کہ خاص بیٹی حضرت فاطمہ
علیہا السلام کی تہین اس امر کے ثبوت سی چند فائدہ ظاہر ہوتے ہین اول اوس نکاح سے یہ
امر ظاہر ہوتا ہی کہ باہم حضرت علی اور حضرت عمر فاروق کی کچھ عداوت نتھی بلکہ نہایت ہی دوستی تھی

اگر دوستی نہوتی تو حضرت علی اپنی بیٹی کا وہ بھی وہ بیٹی جو کہ خاص حضرت فاطمہؓ کی بطن سی تھین نکاح حضرت عمر
کے ساتھ نہ کرتے اور دشمن کو اپنی خاندان مین نہ لیتے دوسری اس سی یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ حضرت عمر
کافر یا منافق یا مرتد نہ تھی ورنہ حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا غالب علی کل غالب مطلوب کل طالب مظہر العجائب
والغرائب اپنی ایسی پیاری بیٹی کا نکاح اونکی ساتھ نکرتے اور اگر اونکی ایمان اور عبادت اور زہد اور
پرہیزگاری پر اطمینان کامل حضرت امیر کو نہ ہوتا تو وہ کبھی اونکو اپنا داماد نہ بناتے تیسری اس سی
یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عمر نے کبھی کسی قسم کا رنج اور صدمہ جناب امیرؑ کو یا حضرت فاطمہؓ کو نہین دیا
اور کبھی کسی قسم کی دشمنی یا عداوت اونکے ساتھ نہین رکھی ورنہ ممکن نہ تھا کہ حضرت امیرؑ اسی شخص کے
ساتھ جسنے اونکو یا حضرت فاطمہؓ کو رنج دیا ہوتا اس نکاح کا ہونا جائز رکھتے بہرحال یہ امر اخلاص اور
اتحاد اور محبت پر باہم جناب امیرؑ اور حضرت عمر کے ایسا شاہد عادل ہی کہ کسی طرح بعد ثبوت اس امر کے
شیعون کے زبان پر عداوت کا نام نہین آسکتا اور باوجود ہزار سعی باطل کے کوئی عذر و حیلہ اونکا اس
معاملے مین پیش نہین جاتا کسی معاملے مین ایسے دق اور زچ نہین ہوئی جیسے کہ اس معاملے مین ہوئی
ہین حقیقت مین یہ بحث لائق غور سی دیکھنی کی ہی کہ حضرات شیعہ نی عبداللہ ابن سبا کے زمانے سے لیکر
جناب قبلہ و کعبہ کے وقت تک اس معاملہ مین کیا کیا رنگ بدلے ہین اور کیسے کیسے توجیہات لاطائل
کیے ہین کسی نے اس نکاح کے ہونے ہی سی انکار کیا ہی کوئی ام کلثوم کے بنت مرتضوی ہونے ہی کا منکر ہوا ہی
کسی نے نکاح پر غصب کا اطلاق فرمایا ہے کوئی بعد نکاح کے ہمبستر ہونے سے ساتھ حضرت عمر کے
منکر ہوا ہے کوئی کہتا ہے کہ جنیہ بشکل حضرت ام کلثوم حضرت عمر کے پاس آتی تھی اور وہ ہمخواب ہوتے
تھے کسی نے اسکو جناب امیر کے اعلیٰ درجہ کے صبر کا نتیجہ کہا ہی کسی نی اسکو تقیہ پر ٹالا ہی بہرحال ہر شخص کا جدا
ترانہ اور ہر متنفس کا نیا فسانہ ہے جسکے سننے سے فقط ایک ہمین متحیر نہین ہین بلکہ اونکی نغمہ سرائی
اور ترانہ سنجی کو سنکر ایک عالم اپنی قابو سی نکلا جاتا ہی اور وجد مین آکر مرحبا اور احسنت پڑھتا ہی

بیت

اک ہم ہی تری چال سی بسمل نہین صنم ٭ پامال کبک بھی تو ہوئی کوہسار مین - اب مین
علماء شیعہ کے اقوال مختلفہ کو بیان کرتا ہون پہلا قول بعض متعصب شیعون نے اس نکاح سے

ہونے ہی سی انکار کیا ہی اور اس روایت کو بے اصل محض کہکر اپنا دامن چھوڑا یا ہی جیسا کہ مجتہد صاحب قبلہ و کعبہ اپنی ایک رسالہ میں لکھتی ہین در انتساب تزوج حضرت ام کلثوم با بن الخطاب بہ ثبوت نرسیدہ و مثل سید مرتضی کہ قریب العہد از زمان آئمہ معصومین بود و غیر ایشان انکار بلیغ از ان نمودہ اند لیکن یہ دعوی مجتہد صاحب کا چند دلائل سی غلط معلوم ہوتا ہی پہلی دلیل جناب قبلہ و کعبہ کا یہ ارشاد فرمانا کہ جناب سید مرتضی نی جو کہ آئمہ کے زمانے سے قریب تھے نکاح کے ہونے سے انکار کیا ہے صحیح نہین ہی اس لیی کہ سید مرتضی دو ہین ایک ابو القاسم ثمانینی پرا در رضی دوسرا سید مرتضی رازی صاحب تبصرۃ العوام پہلے سید صاحب تو قدمائی متکلمین اور فقہائی شیعہ سی ہین اور موافق تحریر شہید ثالث کے جو مجالس المومنین میں کی ہی ۳۵۵ ہجری میں پیدا ہوئے اور دوسری میر صاحب اونسے بہت پیچھے ہوئی ہین پس وہ سید مرتضی جنکی نسبت مجتہد صاحب فرماتی ہین کہ قریب العہد از زمان آئمہ معصومین بود منکر روایت نکاح نہین ہین اور انکی تالیفات مثل شافی اور تنزیہ الانبیاء والائمہ اسپر شاہد ہین معلوم نہین کیا اونکی طرف انکار روایت نکاح کو مجتہد صاحب نے کیونکر منسوب فرمایا اور اگر دوسرے سید مرتضی مراد ہین اور شاید انہون نے انکار کیا ہو تو اونکی نسبت مضمون اس فقرہ کا قریب العہد از زمان معصومین بود صحیح نہین ہوتا اب ہم اون سید مرتضی کے تالیفات کو جو کہ زمانہ معصومین سے قریب تھے مجتہد صاحب کے قول کی تکذیب کے لیے پیش کرتے ہین واضح ہو کہ سید صاحب موصوف نی دو کتابون مین اسکا ذکر کیا ہی ایک کتاب شافی مین مفصلا دوسری تنزیہ الانبیاء والائمہ مین مجملا چنانچہ ہم ترجمہ اثنا عشریہ سے جو جواب تحفہ کا ہی اونکی قول کو نقل کرتے ہین سید مرتضی علم الہدی در کتاب تنزیہ الانبیاء می فرماید فاما انکاحہ فقد ذکرنا فی کتاب الشافی الجواب عن ہذا الباب مشروحا و بینا انہ علیہ السلام ما اجاب عمر الی نکاح ابنتہ الا بعد توعد و تہدد و مراجعۃ و منازعۃ و کلام طویل ما ثور ما شفق معہ من سوء الحال و ظہور ما لا یزال یخفیہ الخ یعنے نکاح عمر کا ساتھ ام کلثوم کے جسکو اہلسنت عمر کے فضیلت مین شمار کرتے ہین جواب ہمنے اپنی کتاب شافی مین بتفصیل دیا ہی اور وہان ہمنی بیان کیا ہی کہ حضرت امیر نے عقد اپنی بیٹی کا عمر کے ساتھ بطیب خاطر قبول نہین فرمایا بلکہ یہ عقد بعد اسکی ہوا ہے کہ عمر نے بار بار حضرت امیر سے درخواست

کی اور نوبت منازعت اور تخویف و تہدید کی پہونچی جب حضرت امیر نے دیکھا کہ کار دین و ملت فاش ہوتا ہی اور دامن تقیہ ہاتھ سے نکلا جاتا ہی اور حضرت عباس نے بھی بخیال فتنہ و فساد کے سمجھایا تب بلا رضا اور بغیر اختیار کے جناب امیر علیہ السلام نے یہ نکاح کر دیا فقط اس تحریر کو سید مرتضی کی کوئی شخص جناب قبلہ و کعبہ کی تحریر سی ملا دی اور اس فقری کو کہ مثل جناب سید مرتضی کہ قریب العہد از زمان آئمہ معصومین بود انکار بلیغ ازان نمودہ تنزیہ الانبیا کی عبارت مذکورہ سی مقابل کر کے جناب اجتہاد مآب کی صداقت کی داد دی اگر کوئی شخص اس تحریر پر بھی مجتہد صاحب کی صداقت میں شبہہ نہ کری تو خود اونکی والد ماجد کی زبان سی اونکی تکذیب ہم کرتے ہین جناب مولوی سید دلدار علی صاحب قبلہ مواعظ حسینیہ مین فرماتے ہین کہ سید مرتضی نی فرمایا ہی کہ تزویج ام کلثوم حضرت امیر کے اختیار سی نہین ہوئی اور بہت سی احادیث اونہون نی اس قول کے ثبوت مین بیان کیے ہین اور جب کہ باختیار حضرت امیر کے نکاح کا ہونا ثابت نہین ہوا تو پھر محل اشکال باقی نہ رہا چنانچہ محصل کلام مواعظ حسینیہ کا کتاب فی ازالۃ الغین یہ ہی سید مرتضی گفتہ است کہ تزویج ام کلثوم باختیار حضرت امیر واقع نہ شدہ و احادیث بسیار سوید قول خود ذکر کردہ و ہرگاہ باختیار حضرت امیر واقع نشدہ محل اشکال نیست پس ان تحریرات سی صاف ظاہر ہی کہ بیچارہ سید مرتضی حضرت عمر کے نکاح کا منکر نہین ہی بلکہ اسکا ہونا قطعی و یقینی جانتا ہی ہان اسکا ہونا بخوشی خاطر جناب امیر کے اور برضامندی اونکی بیان نہین کرتا اور یہ امر آخر ہی اور انکار وقوع اصل واقعہ سی دوسرا امر ہی مگر قربان صداقت پر جناب قبلہ و کعبہ کے کہ ایسے دعوی کے کرتے ہین جسکا غلط ہونا محتاج بہ بیان نہین ہی باین تقدس و اجتہاد کچھ لحاظ و خیال نفرمایا غرضکہ یہ قول مجتہد صاحب کا کہ سید مرتضی نی وقوع نکاح سی انکار کیا ہی خود سید مرتضی کی تحریر سی اور خود اونکی والد ماجد کی تقریر سی غلط ٹھہرا لیکن یہ قول اونکا کہ سوائی اونکی اور ون نی بھی انکار کیا ہی کسی قدر صحیح ہی چنانچہ منجملہ منکرین اس قصہ کے اگلی علما شیعہ مین سی ایک قطب الاقطاب راوندی مولف خرائج ہین کہ اونہون نی دعوی کیا ہی کہ اس نکاح کا ہونا پایہ ثبوت کو نہین پہونچا چنانچہ اونکی قول کو جناب مجتہد صاحب قبلہ نے کتاب مواعظ حسینیہ مین نقل کیا ہی اور ترجمہ اوسکا یہ ہی جسکو ہم ازالۃ الغین سی نقل کرتے ہین گفت عرض ملوم مخدمت

حضرت صادق علیہ السلام کہ مخالفین بر ما حجت می آرند و میگویند کہ چرا علی دختر خود را بخلیفہ ثانی داد پس
حضرت صلوات اللہ علیہ کہ تکیہ کردہ نشستہ بودند درست نشستہ فرمودند کہ آیا چنین حرف ہا می گویند
بدرستیکہ قومی کہ چنین زعم می کنند لا یہتدون سواء السبیل لیکن یہ دعوی قطب الاقطاب صاحب کا سراسر باطل
ہی اور بروایات آئمہ کرام نکاح کا ہونا ثابت ہی چنانچہ ہم اوسکو انکی کتب احادیث و فقہ و کلام سی ثابت کرتے ہیں

یقول المتمسک بولاء علی بن ابیطالب ع

انجناب حضرت مخاطب و الاخطاب نی راگ فضائل عمری اور بکری کا بی تال و سُر گایا و بحمد اللہ جواب
ترکی بہ ترکی پایا اب آخر کلام مختل النظام میں خاص فضیلت عمری بعلاقہ سبب ثابت کیا چاہتی ہیں غافل اس سی کی اگر
بطور فرض محال مثل شریک الباری اسکا ثبوت بھی ہو جاوی تو اس سی شرف کیا ہی جب قرابت نسبی ابوطالب
و ابولہب و دیگر کفار کی جناب رسولخدا سے بکار آمد نہیں ہی اور علاقہ سبب فرعون بنی اسرائیل سے
نکاح حضرت آسیہ بنت مزاحم جو بروایات اہلسنت پھوپھی حضرت موسی کی تھیں فرعون کے لیے موجب
کسی فضیلت کا ہوا تو اسیطرح علاقہ سبب فرعون آل محمد بنی ہاشم سی کیا فایدہ دیگا اس لیی کہ حدیث میں
وارد ہی کہ لیس ما بین فرعون من الفراعنة و فرعون ہذہ الامة قیس شبر ای قدر شبر کما فی النہایہ یعنی
درمیان میں اور فرعونوں کے اور فرعون میں اس امت کے کچھ فرق نہیں بالجملہ ایمان و صلاح و تقوی
اور چیز ہے کہ جس سی انتظام امورات آخرت ہی اور علاقہ نسب و سبب اور چیز ہے کہ بنظر ضرورت
انتظام امور دنیاہی بنا بر مذاق اہلسنت تین بیٹیاں پیغمبر کی تین کافروں یعنی ابو العاص اور عتبہ و
عتیبہ ابنای ابولہب کو دی گئیں حالانکہ اون کافروں کے لیے موجب کسی فضیلت کا نہیں ہوا اگر
کوئی کہی کہ اوسوقت میں یہ جایز تھا بعد اوسکے بسبب نزول آیہ لا تنکحوا المشرکین منسوخ ہو گیا تو ہم
کہیں گے کہ ہاں مشرکین سی منسوخ ہو گیا نہ منافقین سی جو ظاہر میں مسلمان تھی اور بلا ضرورت شرعیہ
تو منسوخ ہو گیا مگر بضرورت شرعیہ بھی منسوخ ہو گیا اسکی لیی کسی آیت کسی حدیث کسی دلیل عقل سی ہمکو سند درکار ہی
اور جب اظہار کفر کا اوس سی بڑھکر کوئی حرام ہوگا بضرورت شرعیہ جایز ہو جیسا کہ سابق میں ہم بیان آیہ الا من اکرہ
و قلبہ مطمئن بالایمان میں تفاسیر اہلسنت مثل بیضاوی و امام رازی سی ثابت کر چکے تو بضرورت شرعیہ

نکاح کفار سے بدرجہ اولی جایز ہوگا چہ جائی اینکہ نکاح مشرک سے نہو بلکہ ایک منافق مظہر الاسلام فی الظاہر
سے ہو اسی باعث سے ہمارے اکثر علمانے بنای جواب شیعیان بحث نکاح ام کلثوم مین بفرض و تسلیم نکاح رکھی ہی
اگرچہ جواب حقیقی و سخن تحقیقی عدم ثبوت النکاح بلکہ ثبوت عدم النکاح با بنت فاطمہ علیہا السلام ہے طرفہ
یہ ہی کہ ہمارے حضرت مخاطب والاخطاب ابتدای بحث مین کس زور و شور سے دعوا کرتے ہین
کہ خاص بیٹی فاطمہ کی انہی اور بعد اسکے جو دلایل سقیم غیر مستقیم ذکر فرمائے کہین ا ونمین نام تک
حضرت فاطمہ علیہا السلام کا نہین ہی بلکہ اگر کہین ہی بھی تو بنت علے ہے اور بعد اسکے معلوم
ہوگا کہ بنا اوسکی یا علی الفرض و التسلیم ہے یا بسبب موافقت عامہ کے محمول بر تقیہ ہے یا بسبب
معارض مثل یا معارض با قوی یا مخالف مجمع علیہ ہونیکی مطروح یا محمول بر اشتباہ رواۃ ہے
بجہت اسکی کہ جسطرح عمر عاص نے دربارۂ نکاح ام کلثوم بنت ابی بکر عمر خطاب سے گفتگو کی تھی جیسا کہ کتاب
کامل جزری مین ہی ویسا ہی جناب امیر نے بھی گفتگو کی لوگونکو باشتراک اسمی اشتباہ ہوا کہ شاید یہ
گفتگو اپنی ہی بیٹی کے بارہ مین ہی اس لئی بنت ابوبکر کو تعبیر بہ بنت علی کیا یا بسبب عدم شہرت اول کے
اور شہرت ثانی کے لوگ لفظ ام کلثوم سے بغلط بنت علی سمجھے یا مراد بنت مجازی ہی چونکہ ام کلثوم
بنت ابی بکر کو بعض لوگ ربیبہ جناب امیر کہتے ہین باینمعنی کہ وہ بھی مثل اپنی برادر حقیقی یا برادر علاتی
محمد بن ابی بکر کی تربیت جناب امیر مین تھی اور ربیب و ربیبہ کو ابن و بنت کنایت متعارف ہی
جیسے زینب اور رقیہ بنت رسول اللہ کہلاتی ہین حالانکہ وہ بنت حقیقی رسول اللہ نہ تھین بلکہ
یا بنت خدیجہ تھین یا بنت اخت خدیجہ تھین کہ جناب رسولخدا کی تربیت مین تھین بہرکیف دعوی
تو بڑی شد و مد سے فرماتی ہین مگر کوئی انجام کو نہین پہونچا کما ستقف عنقریب انشاء اللہ ایک امر
قابل تنبیہ حضرات اہل سنت کے یہ ہے کہ حضرت مخاطب نے انتہا کی بدزبانی اور بدلگامی
اور بی تہذیبی کو اس بحث مین صرف کیا ہی کہ ہر جگہ شیعون کو بیعقل و بیدین اور مذہب شیعہ کو
لایق نفرین اور رفض و تجبن لکھا ہی بلکہ صفحہ ۱۳۱ سطر ۲۸ مین تو تشیع کو عین کفر و الحاد و زندقہ بنایا ہے اور
ہمکو بمقتضای سہ لقد امر علی اللئیم یسبنی فمضیت عنہ و قلت لا یعنینی کچھ اسکی شکایت نہین ہی مگر حیرت ہی

کہ پرائی پشگونی کے لیئے اپنی بھی ناک کاٹی ہی کہ حضرت خلیفہ ثانی کو بھی گالیان دین اور اونکا کفر و نفاق اور
ارتداد بلکہ صفحہ ۳۴ مین اونکا ولد الحرام بلکہ ولد الزنا ہونا ثابت کیا ہی مگر بہانہ یہ ہی کہ ہم زبان اہل التشیع
سی کہتی ہین اور اسی طرح اہل بیت معصومین کا بیجمیت اور بیغیرت اور بیحیا اور ذلیل اور رذیل ہونا
ثابت کیا ہی مگر حیلہ یہ ہی کہ ہم بقول شیعہ کہتی ہین حالانکہ یہ شیعون پر بہت بڑا بہتان و افترا ہے سبحانک
ہذا افک مبین ہرگز ہرگز یہ قول شیعہ نہین اور اگر ہماری حضرت اپنی غلط دانی اور غلط فہمی اور غلط اندیشی
سی لازم کسی قول کا سمجھی ہین تو کتاب ستطاب استقصا مین بتحقیق علمائی محققین اہلسنت ثابت کیا گیا ہی کہ
لازم مذہب مذہب نہین ہی چہ جائی اینکہ لزوم بھی اوسکا بنا بر آپ ہی کے زعم باطل کے ہو جیسا کہ عنقریب
معلوم ہوگا بالجملہ یہ فضیحتی اور رسوائی حضرت عمر کی اور حضرات ذوات مقدسات کی جو مخاطب نی
زبان ہندی مین عوام کالانعام پر ظاہر کی دعوای مسلمانی کے ساتھ راست نہین ہو سکتی بلکہ بسبب
ہو اجب کفر ثابت کیا ہے دعوائے مسلمانی   نہ چھوٹی ہاتھ سے تسبیح زنار سلیمانے
اور اہل انصاف کے نزدیک اونکے لیئے سوائی سواد الوجہ فی الدارین کی کچھ نہ ملا دنیا مین سبکی
نزدیک بہ تحیریت و دہریت خارج از دائرہ اسلام کہلائی آخرت مین انشاء اللہ القہار فی الدرک
الاسفل من النار ہونگے ایک بات اور بھی قابل لحاظ ہی کہ شیعونکو انکار اس سی نہین ہی کہ کوئی ام کلثوم
نامی زوجہ عمر نہ تھی بلکہ ایک ام کلثوم بنت جرول خزاعی ایام جاہلیت سی زوجہ عمر بن الخطاب اور
عبید اللہ و زید بن عمر تھی جیسا کہ کتاب کامل ابن اثیر اور اصابہ فی معرفۃ الصحابہ اور تاریخ طبری اور
اسماء الرجال مشکوۃ شیخ عبد الحق دہلوی اور ازالۃ الخفا سے ثابت ہی دوسرے ام کلثوم بنت
عقبہ بن ابی معیط بھی زوجہ عمر تھی جیسا کہ تفسیر فخر رازی مین ہی کہ بعد صلح حدیبیہ نکاح عمر مین آئی تیسری
ام کلثوم بنت ابی بکر ہی اور عمر کا خطبۃ النکاح کرنا اوس سی تاریخ کامل ابن اثیر جزری اور کتاب
اسماء الرجال اور دیگر کتب سی ثابت ہی بلکہ بعض کتب مثل کتاب ابو المحاسن جرجانی و صواعق محرقہ
وغیرہ سی اوسکا منکوحہ عمر ہونا بھی بعد الانکار و الاصرار لوگون نے لکھا ہی اور رجال مشکوۃ شیخ عبد الحق
مین اسطرح ہی کہ بعد مرنے ابوبکر کے ایک لڑکی زوجہ ابوبکر سے پیدا ہوئی عائشہ نے اوسکا نام

چند ام کلثوم منکوحہ و مخطوبہ عمر بودین

اُمّ کلثوم رکھا عمر نے اوس سی درخواست نکاح کی تو اُمّ کلثوم نے انکار کیا اور عائشہ سی کہا کہ تم جانتی ہو کہ عمر فظاً غلیظاً ہی یعنی نہایت بدمزاج اور کج خلق ہی واللہ اگر نکاح میرا اوس سی کیا تو مین قبر رسول پہ جا کے فریاد کرونگی انتہی محصلاً بقدر الحاجۃ بالجملہ ان اُمّ کلثومون کے حالات از راہ اولاد اور از راہ مہر اور از راہ سن اور از راہ انکار من النکاح اولاً اور اقرار بمجبوری بعد الاصرار ثانیاً اور بیان کذب اہلسنت فی طرف ام کلثوم بنت حضرت فاطمہؑ کے منسوب کیے بعضون فی باشتباہ بمشارکت اسمی اور بعضون نے عمداً بغرض فاسد وکاسد اثبات فضیلت عمری اور توہین وتحقیر جناب مرتضوی اور اظہار مجبوریت اور مقہوریت آنحضرت کے باضافہ لغویات چند مثل بوس وکنار وکشف ساق اجنبیہ کا انتساب کیا مگر عجب قدرت خدا ہی کہ ایسی جھوٹھی روایتین سینہ کہ جس سی جناب امیر علیہ السلام کا کچھ نہ بگڑا اسلیے کہ غایۃ الامر یہ ہی کہ اونکی مظلومیت ثابت ہوئی اور مردان خدا کے لیے مظلومیت مایۂ افتخار ہی خود جناب امیرؑ جواب مکتوب معاویہ مین فرماتے ہین لاغضاضۃ للمرء المسلم فی ان یکون مظلوماً یعنی مرد مسلم کے لیے مظلوم ہونے مین کوئی برائی نہین ہی اور مظلومونکی گو ہتک حرمت ظاہر مین ہو مگر حقیقت مین اونکی عزت وحرمت دنیا و آخرت مین باضعاف مضاعف ہوجاتی ہی دیکھیے کربلا مین جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا کی کیسی ہتک حرمت کی گئی کہ بنات رسول اللہ بلکہ خود انہین حضرت ام کلثوم کے شانون مین رسن ظلم وستم بندھے مگر خدا نے اونکو دنیا مین نظر ہرمومن وکافر مین کیسا معزز ومکرم ومحترم کیا اور یزید کے گلے مین طوق لعنت تا قیامت ڈالا اور آخرت مین اونکی علو درجات اور اسکی شدت عقوبات کی انتہی نہین ہی **قولہ** یہ بات از روی کتب معتبرہ شیعہ واہلسنت کے ثابت ہی **اقول** اگر کتب اہلسنت سے باحادیث مکذوبہ موضوعہ مجعولہ ثابت ہی تو ہوا کری شیعہ کو اوس سی کیا مطلب پس کتب اہلسنت کا ذکر مقام مناظرہ شیعہ مین قدیم حماقت جناب شاہ صاحب اور اونکی والد ماجد کی ہی کما یظہر من اکثر مقامات التحفۃ المسروقۃ وازالۃ الخفا علاوہ اسکے کتب معتبرہ اہلسنت مین صحاح ستہ سی بڑھکر کوئی کتاب معتبر نہین ہی اونمین کہین اسکا ذکر نہین ہی اور اہلسنت کے محققین اسپر کہ جو حدیث صحیحین یعنی مسلم وبخاری مین نہین وہ قابل اعتبار نہین بلکہ اسی باعث سی حدیث صحیح عدیر

حال روایات کتب اہلسنت در بارۂ نکاح ام کلثوم

غیر معتبر ہوگئی کیونکہ صحیحین مین نہین ہی گو صحاح دیگر مین ہو تو ہوا کرے پھر تعجب ہی کہ حدیث نکاح ام کلثوم جو کسی مین صحاح ستہ سی نہین ہی کیونکر معتبر ہوگئی یہ ایک بات ہی دوسری یہ کہ جن روایات نکاح کی تصحیح متعصبین اہلسنت نے کی ہی اونہین کے علمائی رجال اونکی راویونکو کذاب اور شیطان اور دجال کہتی ہین پھر شیاطین اور دجالین کی روایتین کیونکر معتبر ہونگی تیسری یہ کہ نہین روایات جبر و اکراہ مین کچھ مضامین واہیہ قبیحہ مستہجنہ ایسے ہین مثل ضم الصدر و التقبیل و کشف الساق و المنبر کہ جسکے معتبرین علمائی اہل سنت امثال سبط ابن جوزی علانیہ تکذیب کرتے ہین پھر اون روایتون مین آدھا سچ اور آدھا جھوٹھ ہونیکی کیا معنی کہ یک بام و دو ہوا خواب نیمہ راست و نیمہ دروغ نہین ہوتا سچی تفصیل کل ذالک عنقریب چوتھی اختلاف و اضطراب ان احادیث کا باہم کہ ایک دوسری کی مکذب ہی پوری دلیل کذب اصل خبر کی ہی کسی مین ہی کہ جناب امیر نے بعد الانکار و عند الاصرار خود نکاح کر دیا کسی مین ہی کہ عباس کے سمجھانے سے اونہین کو متکفل کر دیا کسی مین ہی کہ صغیر السن تھین اور کوئی اولاد ہونے نہین پائی کہ حضرت عمر اپنی سفر کو سدھارے کسی مین ہی کہ نہین ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی کسی مین ہی کہ بعد عمر عہد معاویہ مین مرین اور امام حسینؑ نے اونپر نماز پڑھی کسی مین ہی کہ نہین عمر کے ساتھ ہی عشری مین مرین و لا عقب لہا کسی مین ہی کہ بعد امام حسینؑ ایک زمانہ دراز تک زندہ رہین کسی مین ہی کہ بعد عمر نکاح اونکا محمد بن جعفر سی ہوا کسی مین ہی کہ عون بن جعفر سی ہوا کسی مین ہے کہ عبد اللہ بن جعفر سے ہوا مہر مین بھی بڑا اختلاف ہی کسی مین چالیس ہزار کسی مین کم الغرض جس بات مین اسقدر اختلاف ہوا کوئی عاقل اوسکو خبر معتبر کہیگا یا کوئی شتر و خر کہیگا شاہ صاحب تحفہ مسروقہ مین اختلاف و اضطراب روایات کو مانع عمل بالبداہتہ العقلیہ فرماتی ہین پس ضروری کہ حصول علم و یقین کو بھی بالبداہتہ العقلیہ مانع ہو پھر مقام دیگر مین فرماتی ہین کہ تعدد رواۃ چون باین رنگ باشد کہ ہر یکے در قصہ واحد چیزے روایت کند کہ مخالف دیگر باشد قابل صحت خبر نمیشود و نہ مفید شہرت انتہی روایات کتب اہلسنت کا تو یہ حال ہی باقی رہی کتب شیعہ اوس مین کچھ اقوال ایسی ہین کہ جو ام کلثوم سے نکاح بجبر و اکراہ پر نہ بخوشی خاطر دلالت کرتی ہین اور روایات صحیحہ اہل سنت کے مطابق اور موافق ہین کہ وہ بھی

حال کتب شیعہ در روایات نکاح ام کلثوم

نکاح بجبر و اکراہ پر دلالت صریحی رکھتی ہین اور ان روایات کو صاحب استغاثہ نے مجمع علیہ محدثین
اہلسنت سمجھا ہی پس جو ہماری روایتین مطابق روایات اہل سنت ہین ہماری علما اوسکی تصدیق اور
تصحیح نہین کرتے بلکہ اونکی ضعیف اور مجہول السند ہونیکی تصریح کرتے ہین اور بسبب مخالفت اجماع و موافقت
عامہ کے اوسکو مطروح یا مأول یا محمول بر تقیہ کرتے ہین اس لیے کہ خود آئمہ علیہم السلام نے فرمایا ہی کہ جو
حدیث کہ موافق سنیونکی ہو اوسکو چھوڑ دو اور جو مخالف اونکے ہو اوسی پر عمل کرو اسلیے کہ وہ بھی پر ہین
اور راستی اونکی خلاف مین ہی اور کچھ حدیثین کتب شیعہ مین ایسی ہین جو صاف صاف دلالت کرتے ہین
اوپر انکار اہلبیت کے اس نکاح سی اور صاف تصریح ہی کہ جو لوگ مدعی نکاح ہین وہ کذاب اور گمراہ ہین
اور یہی حدیثین معمول بہ اور مجمع علیہ ہماری اصحاب کی ہین پس یہی قابل تصدیق و تصحیح ہین کہ خود آئمہ
نے فرمایا ہے کہ جو حدیث مجمع علیہ تیری اصحاب کی ہو اوسکو لے اسلیے کہ مجمع علیہ مین شک نہین ہی
اسی سبب سی ہماری کل علما نے اس نکاح سے انکار کیا ہی مگر بعضون نے بفرض تسلیم روایات
قسم اول بھی جوابات شافی دیے ہین اور شیعون کا بلکہ اہلبیت کا منکر ہونا اس نکاح سے
کتب اہلسنت سے بھی ثابت ہی چنانچہ صاحب صواعق کہتا ہی کہ تعجب ہی اس زمانے کے بعض
اہلبیت سی کہ انکار اس نکاح سی کرتے ہین اور باعث اسکا اونکی جہالت ہی کہ جہل روافض اونکی
عقلون پر غالب آیا ہی اور بتقلید روافض اس حکایت تزویج کو جھوٹا سمجھے ہین اور مولوی صاحب ازالۃ الغین مین فرماتے
ہین کہ نور الدین حسینی کہتا ہی کہ مجھکو تعجب ہی روافض سی کہ روایات اہلبیتؑ کو جو اس نکاح پر دلالت کرتے ہین
ہرگز نہین سنتی اور جو روایتین نقیض ان روایتون کی ہین کہ جسکو چند ابلیسون اور دجالون نے بنایا ہے اوسپر عمل
کرتے ہین یعنی اس نکاح سی انکار کرتے ہین انتہی بالجملہ ان عبارتون سی ثابت ہوا کہ روایتین انکار اہلبیتؑ کی شیعونکی بیان
ہین اور شیعہ اوسی پر عمل کرتی ہین گو اہلسنت اونکی راویونکو ابلیس و دجال کہین تو کچھ مضائقہ نہین یہی ابلیس و دجال کی کہنی کا
شیعہ کب برا مانین گے اسلیے کہ خود اہلسنت اپنی بڑی بڑی پیرونکو دجال و کذاب وغیرہ سی ملقب کرتی ہین شیعہ تو
اونکی حلیہ پیران پیر بلکہ کل پیران پیر بالخصوص حضرات ثلثہ خصوصاً شر الثلثہ کو وہ کہتی ہین جو ہزار دجال اور ہزار
ابلیس کہتی ہی ٹھیک ہے جسکا سننا اونکی جگر کو خون اور چونہ در چون کرتا ہی کہ جس سی ہر سنی چیختا ہی اور ہزار

چون وچرا کرکے چون چون کرتا ہی الحاصل جب دو حدیثین متناقض ومعارض یکدیگر ہوتی ہین تو اقوی پر
عمل کرتے ہین اور اقوی ہماری نزدیک بجہت رواۃ اور بجہت مجمع علیہ ہونیکی اور بجہت مخالفت عامہ
کے وہی روایات انکار ہین پس اگر معارض کو ہم اقوی نہ کہین تو لا اقل مساوی کہین گے جب بھی حکم
اذا تعارضا تساقطا بموجب حکم موچی صاحب کے جاری ہوگا اور قاعدہ اصولیہ الاصل فی الحوادث العدم
دلالت اوپر عدم ثبوت کے کریگا بہرکیف کسی حدیث مین ولو کان ضعیفا بنت فاطمہ نہین ہی اور مبحوث عنہ
درمیان ہماری اور اہلسنت کے یہی ہی **قولہ** خاص بیٹی حضرت فاطمہ علیہا السلام کی تہین **اقول**

دلیل تحقیقی عدم النکاح

بموجب آپکے ارشاد لغویت بنیاد کے ہم یہ تو سمجھے کہ عام بیٹی فاطمہ ع کی نہ تہین بلکہ خاص بیٹی حضرت فاطمہ ع
کی تہین لیکن جو دلائل آپ نے ذکر فرمائے اونمین تو کہین نہ فاطمہ بیٹی نہ فاطمہ کے بیٹی کا ذکر ہی ہم خاص
بیٹی کہان سے سمجھین دعوی تو اس شد و مد سے کیا مگر دلیل ندارد اب ہم کہتے ہین کہ آپکا دعوی محض
غلط ہے ہرگز خاص بیٹی حضرت فاطمہ ع کی نہ تہین دلیل تحقیقی اسپر ہمارے لیے احادیث آئمہ کرام علیہم السلام
ہین کہ اونمین سے ایک حدیث جعفر صادق علیہ السلام کی ہی کہ فرمایا کہ جو لوگ ایسا کہتے ہین وہ در غلو
ہین اور راہ راستی سے کج ہین جیسا کہ خود مخاطب فی قطب الدین راوندی علیہ الرحمہ سے اسی قول کے آخر مین
نقل فرمایا ہے اور یہ روایتین مجمع علیہ ہماری اصحاب کے ہین اور مخالف عامہ ہین پس واجب العمل
ہونگے اور جو روایت اسکے مخالف ہوگی تو بسبب مجہول السند ہونیکے اور خلاف مجمع علیہ
ہونیکے اور موافقت عامہ کی یا مطروح یا محمول علی التقیہ یا ماول ہے اور دلیل الزامی ہماری

دلیل الزامی عدم النکاح

اولا قول شاہ عبد العزیز دہلوی تحفہ مسروقہ مین ہی کہ وہ فرماتے ہین کہ یہ متواترات سے ہے کہ
زید بن عمر ایک خانہ جنگی مین قتل ہوا اور اوسکی مان ام کلثوم بھی اوسکی ساتھ ہی مری اور اوسپر عبد اللہ
بن عمر اور امام حسین ع نے ملکر نماز جنازہ پڑہی اور موچی صاحب بھی تواتر کے مدعی ہین اور عہد
معاویہ کا یہ واقعہ فرماتے ہین اب بندہ کہتا ہی کہ یہ بھی متواترات سے ہے کہ جو خاص بیٹی فاطمہ
کی ہین امام حسین ع کی بہین وہ معرکہ کربلا مین موجود تہین اور آپ کے علما نے اونہین کی زبانی
مرثیہ مدینتہ جدنا لا تقبلینا فبالحسرات والاحزان جئنا نقل کیا ہے اسپر کل اہل تواریخ کا اتفاق ہے

مثل روضۃ الشہدا اور روضۃ الصفا و حبیب السیر و مقتل ابو مخنف و مشہد ابو اسحاق
وغیرہ کے بیانات کہ تحریر الشہادتین سلامت اللہ شرح سر الشہادتین
شاہ جی دہلوی مین بھی مکالمات ام کلثوم با ابن زیاد عنید و با یزید پلید موجود ہین پس ان دونو خبر ہائی
متواترہ سے ثابت ہوا کہ وہ ام کلثوم جسکا بیٹا زید بن عمر تھا خاص بیٹی فاطمہ کی نہ تھین اور خود تمہاری
علمائی تصریح اسپر ہے کہ زید بیٹا ام کلثوم بنت جرول خزاعی کا تھا و قدم ثانیاً دلیل
اسپر وہ ہے جو بعض فضلائی کرام اعلی اللہ مقامہ نے دار المقام نے ایک رسالہ مین لکھی ہے اور وہ
مستند وحدیثین صحاح کتب معتبرہ اہل سنت مثل صواعق محرقہ وغیرہ سے ہین کہ اون سب روایات سے
صغر سنی ام کلثوم منکوحہ عمر ثابت ہے بلکہ بعض مین سن چار برس کا یا درمیان چار یا پانچ برس کے ہے
اور راوی ہین ہے کہ سن شریف حضرت عمر وقت خطبہ یعنی درخواست نکاح ساٹھ برس کا تھا
منہا فی الصواعق قال صح عن عمر انہ خطب ام کلثوم من علی فاعتل بصغرہا وبانہ اعدہا لابن اخیہ جعفر فقال
ما اردت الباءۃ ولکن سمعت رسول اللہ یقول کل سبب ونسب ینقطع یوم القیامۃ ما خلا سببی ونسبی
یعنے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ عمر نے درخواست ام کلثوم کی علی سے پس عذر کیا انھون نی صغر سن
کا اور یہ بھی عذر کیا کہ مقرر کی ہے مین نے اسکی نسبت اپنے بھتیجے ابن جعفر سے پس کہا عمر نے کہ
مین خواہش کی راہ سے نہین چاہتا مگر مین نے سنا ہے رسولخدا سے کہ ہر سبب و نسب منقطع ہے
روز قیامت سوائی میرے سبب و نسب کے اور کتاب ذخایر العقبی مین ہی فاقبل علی وقال انہا صغیرۃ
فقال عمر لا واللہ ما ذلک بک ولکن اردت منعی یعنی عمر نے درخواست ام کلثوم کی پس آئے علی اور کہا کہ
وہ صغیرہ السن ہی پس کہا عمر نے نہین قسم خدا کی ایسا نہین ہی بلکہ اس حیلہ سے تم چاہتے ہو کہ مجھکو باز رکھو
اس نکاح سی اور عسقلانی شارح صحیح بخاری سی منقول ہے ان علیا لما ابی عن نکاح ابنتہ بعمر و اعتذر
بصغرہا قال لہ یقبل منہ ذلک لعذر حتی الجا ان یریہا اباہ فارسلہا الیہ فلما راہا عمر اخذہا و ضمہا الیہ و قبلہا یعنی
ہنگام انکار کیا علی نی نکاح سی اپنی بیٹی کے عمر سے اور عذر کیا صغر سن کا تو عمر نے اسکو قبول نہ کیا اور ملجا
و مضطر کیا علی کو اسپر کہ انکو دکھا دی پس علی نی اوسکو عمر کے پاس بھیجا پس عمر نے اوسکو لیکر اپنی چھاتی سے

لگایا اور اوسکے بوسے لیے اور ابن البر نے استیعاب مین لکھا ہے خطبہا عمر الی علی فقال انہا صغیرۃ الی ان قال
وضع یدہ علی ساقہا فکشفہ فقالت اتفعل ہذا لولا انک امیر المومنین لکسرت انفک ثم خرجت یعنی عمر نے خواستگاری
ام کلثوم کی اور علی نے کہا کہ وہ صغیرہ ہی یہانتک کہ جب علی نے اوسکو بھیجا تو عمر نے کشف ساق اوسکا کیا پس
کہا اوسنے کہ یہ کیا کرتا ہے اگر تو امیر المومنین نہوتا تو مین تیری ناک توڑ ڈالتی بعد اسکے عمر کے پاس سے وہ
فوراً چلی گئی پھر وہی صاحب استیعاب دوسری طرح سے روایت کرتا ہے ان عمر ابن خطاب خطب الی
علی ابنتہ ام کلثوم فذکر لہ صغرہا فقیل انہ ردک فعاودہ الی ان قال فارسلہا فکشف عن ساقیہا فقالت لہ لولا انک
امیر المومنین للطمت عینیک یعنی خواستگاری ام کلثوم عمر نے کی پس علی نے اوسکا صغرسن بیان کیا پس لوگون
نے عمر سے کہا کہ علی نے بہانہ سے تیری بات رد کی پس پھر کہا عمر نے یہانتک کہ کہتا ہی کہ جب علی نے اوسکو
بھیجا تو عمر نے کشف ساقین کیا پس کہا اوس لڑکی نے کہ اگر تو امیر المومنین نہوتا تو وہ طمانچہ مارتی کہ تیری دونو
آنکھین پھوٹ جاتین اور انہین مضامین کے احادیث استیعاب اور اصابہ سے خود مولوی صاحب ازالۃ الغین
مین ناقل ہین اور اوسکا انکار نہین فرماتی بلکہ قبل صاحب وآحق فہم الصدر والتقبیل مین عذر صغرسنی پیش
کرتے ہین اور حضرت عمر کی قسم کو واللہ ما والک بک ولاکن اردت منعی کو جھوٹھ ٹھہراتی ہین اور کتاب المودۃ
سے یون منقول ہی ان عمر بن الخطاب لاخطب ام کلثوم واعتذر علی بصغرہا الی ان قال وہی بنتہ اربع سنین الی ان بین
الاربع والخمس وعمر ستین سنین فاجلسہا عمر الی جنبہ فرفع میزرہا ومسح یدہ علی راسہا فجرد ساقہا فرفعت یدہا
وکادت ان تلطمہ قالت اولا انت امیر المومنین للطمت خدک یعنی عمر نے خواستگاری ام کلثوم کی اور علی نے عذر
صغرسن کیا یہانتک کہ کہا کہ وہ چار برس کی تھی یا چار و پانچ کے درمیان مین تھی اور عمر کا سن ساٹھ برس کا
تھا پس عمر نے اوسکو اپنی پہلو مین بٹھایا اور اوسکی چادر کو اوٹھایا اور سر پہ ہاتھ پھیرا پس کشف ساق کیا پس
اوسنے ہاتھ اوٹھایا اور قریب تھا کہ طمانچہ مارے اور کہا کہ اگر تو امیر المومنین نہوتا تو تیرے منہہ پر
طمانچہ مارتی انتہی اور تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی کی (۱۱) باب مین ہی ان ام کلثوم خطبہا عمر بن الخطاب
فی خلافتہ فامتنع علی من تزویجہا وقال ہی صغیرۃ والی ارصدہا لابن اخی جعفر فشق ذالک علی عمر فقال العباس
زوجہا منہ فقد بلغنی عنہ کلام فزوجہا ایاہا یعنے ام کلثوم کی درخواست کی عمر نے اپنی عہد خلافت مین پس علی نے

انکار کیا اوسکی تزویج سی اور کہا کہ صغیرہ ہی اور مین نی اپنی بھتیجی کے لیئے اوسکو رکھا ہے پس شاق ہوا یہ انکار علی عمر پر پس کہا عباس
نی علی سی کہ عمر سی تزویج کر دو اوسکو اسلیئی کہ عمر نے اس بابمین جو بات کہی ہی وسکی خبر مجھکو پہونچی ہی یعنی ایک فساد عظیم ہوگا اگر تزویج
نہوگی آخر علی نی تزویج ام کلثوم کر دی انتہی اور جناب امیر کا انکار اور عباس کا سمجھا کر نکاح کر دینا ذخائر عقبی مین بھی ہی بلکہ
اوسمین مشورہ لینا آنحضرت کا اس بابمین امام حسن و عقیل و عباس سی بھی ہی و عقیل کا اس نکاح پر راضی نہونا اور جناب امیر
کو سختی جواب دینا بھی مذکور ہی و صواعق محرقہ مین امام حسین کا بھی انکار مثل انکار عقیل وقت مشورہ مذکور ہی الغرض ان (?)
روایتین سی اور اسکی امثال سی کہ اہل سنت راوی اوسکے ہین اور شیعونکی نزدیک یہ کل افترات محضہ مین ثابت
ہی کہ مخدومہ عمر چار سالہ یا پنج سالہ تھی اور حضرت عمر شصت سالہ تھی اور ہدایۃ السعداء دولت آبادی سی بھی ثابت
ہی کہ درخواست عمر سن شصت سالگی مین تھی اور دیگر کتب معتبرہ اہلسنت مثل استیعاب وغیرہ سی ثابت ہی کہ عمر سنہ ۱۷ ہجری
مین ساٹھ برس کے تھے اور سنہ تیئیس ۲۳ ہجری مین وفات پائی اور بیچارے بازی حیات کو ملک الموت سے
ہاتھوں ہارے اور معرفت شجاع الدین ابو لولو اپنی مقر کو سدھاری اور اسماء الرجال مین ہی قتل عمر لاربع بقین من
ذیحجہ سنہ ثلث و عشرین و لہ من العمر ثلاث و ستون سنۃ یعنی قتل ہوی عمر ذیحجہ مین کہ چار دن ماہ مذکورہ مین باقی رہی تھی
سنہ تیئیس ۲۳ ہجری مین اور اونکی عمر تریسٹھ ۶۳ برس کی تھی تو سنہ بیس ۲۰ ہجری مین عمر صاحب ساٹھ برس کی ہوئی اور یہ امر بھی اتفاقی ہی
کہ اوائل سنہ گیارہ ۱۱ ہجری مین وفات جناب رسالتمآب اور اوسی سنہ مین وفات جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا ہی اور
یہ بھی اتفاقی ہی کہ آخر اولاد جناب سیدہ حضرت محسن تھے کہ حسب اعتقاد بعض اہلسنت مثل نظام وغیرہ شہادت اون معصوم
کی ہنگام کارروائی خلافت ابوبکر ہوی جسکی صدمہ سی جناب سیدہ نی وفات پائی جیسا کہ ملا معین اپنی سیر مین لکھتی ہین
بہرکیف بنا بر اسکی ضرور ہے کہ ولادت حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کہ حسب روایات سنیہ قبل ولادت رقیہ ہی سنہ سات ۷
یا آٹھ ۸ ہجری مین ہوا اور بیس ۲۰ ہجری تک کہ سنہ خطبہ عمر ہے تیرہ ۱۳ یا چودہ ۱۴ برس ہوتی ہی اور اس سن کی لڑکی خصوصا ہاشمیات
مین صغیر السن نہین ہوسکتی اور شارح مواقف نے نام ام کلثوم کا بھی مثل علی اور حسنین کے گواہان فدک مین
لکھا ہے ہر چند حسنین اور ام کلثوم کی گواہی بسبب فرعیت کے روکی ہے مگر اتنا تو ثابت ہوا کہ ام کلثوم ع
لائق ادای شہادت تھین اور اسی طرح محدثین معتبرین اہل سنت مثل محمد بن عبد بن احمد مقدسی اور شمس الدین محمد
بن محمد جزری وغیرہ جناب سیدہ سی بسلسلہ حضرت ام کلثوم روایت کرتے ہین جیسا کہ اسنے المطالب مین

مذکور ہی چنانچہ آخر سلسلہ روایت مین ہی عن ام کلثوم بنت فاطمہ بنت النبی عن فاطمہ بنت رسول اللہ چنانچہ تفصیل اسکی عبقات الانوار مین ہی اس سی بھی ثابت ہوا کہ حضرت ام کلثوم وقت وفات جناب سیدہ قابل تحمل روایت نہین ہین لا اقل کہ پانچ برس کی ہون اسلیے کہ اس سی کم مین ادای شہادت اور تحمل روایت علمای اہل سنت جایز نہین کہتی اور سنہ بلوغ تک کہ برس کی ہوئین پس چار اور پانچ برس کسی طرح صحیح نہین ہو سکتی بنا بر اسکے قطعاً و حتماً و یقیناً و جزماً ثابت ہوا کہ ہرگز ہرگز خاص بیٹی فاطمہ کے مخطوبہ و منکوحہ عمر نہ تھین اور جب بمضمون خاص بیٹی ہونیکا کہ نمبر اول کا دعوای مخاطب تہا باطل ہو گیا تو اور دعوون کا خدا حافظ ہے مخفی نہ ہے کہ حسب طرح سے ان احادیث کو دلالت ہی اسپر کہ ام کلثوم مخطوبہ عمر خاص بیٹی فاطمہ کی نہ تھین اوسی طرح دلالت ہے اسپر بھی کہ یہ تزویج جسکے اہلسنت مدعی ہین بخوشی خاطر جناب امیر نہ تھی بلکہ جناب امیر کو اس سی انکار رہے تہا چنانچہ فقرہ فاعتل بصغرہا و اعتذر بصغرہا و بانہ اعدہا لابن اخیہ ابی عن نکاح ابنتہ و فامتنع علی من تزویجہا و لم یکن یقبل منہ ذلک العذر و ما ذلک بک ولکن اردت منعی و قال العباس زوجہا فقد بلغنی منہ کلام یعنی عذر کیا صغر سن کا اور عذر کیا منسوب کرنیکا اپنی بھتیجی سی اور نہ تھا کہ عذر اونکا مقبول ہو اور کہا عمر نے کہ یہ عذر جھوٹھا ہی اصلی بازرکھنی کے نکاح سی اور انکار کیا علی نی اپنی بیٹی کی نکاح سی اور بار بار ہی تزویج سی یہانتک کہ عباس نی کہا کہ تزویج کر دو ورنہ فساد عظیم ہوگا تب مجبوری تزویج ہوئی اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہیے جوابات تسلیمی و فرضی مین بکار آمد ہی اور جبکہ دعوی خاص بیٹی فاطمہ کے ہونیکا ان احادیث صغر سنی سی باطل ہو گیا تو اب مین بعض مؤیدات و تنبیہات و شواہد دیگر کا ذکر کرتا ہون جو ہونے پر اس عقد کے دلالت کرتی ہین ایک یہ کہ خود مصنفین اہل سنت ایسی روایتون کا جس سی ثبوت فسق و فجور و جبر و ظلم حضرت عمر ہے انکار کرتے ہین اور راویان روایات کو کاذب سمجھتی ہین چنانچہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامہ باب ۱۱ مین فرماتے ہین و ذکر جدی فی کتاب المنتظم ان علیا بعثہا الی عمر و ان عمر کشف ساقہا و لمسہا بیدہ قلت ہذا قبیح و اللہ لو کانت امۃ لما فعل بہا ہذا باجماع المسلمین لا یجوز لمس الاجنبیۃ فکیف ینسب الی عمر مثل ہذا محصل یہ ہی کہ بعد روایت لمس و کشف ساق فرماتی ہین خدا کی قسم یہ امر بہت ہی قبیح ہی کیونکہ اگر کوئی لونڈی ہوتی تو اوسکے ساتھ بھی حضرت عمر ایسا نہ کرتے چہ جائی اہلبیت خاندان رسالت

کے ساتھ ایسا کرین اس لئی کہ زن اجنبیہ کے بدنکو چھونا باجماع مسلمانان حرام ہے پس کیونکر ایسے امور کی
نسبت کیجا سکتی ہی طرف خلیفہ صاحب کے انتہی اور ظاہر ہے کہ مدار اثبات نکاح تحقیقا اہلسنت کی
نزدیک ایسی ہی احادیث واہیہ باطلہ پر ہے اور جب وہ خلاف عقل ور باطل وکاذب ہوئین تو
ثبوت نکاح کہان سے ہوگا دوسری یہ کہ جو لوگ فضائل جعلیہ بکریہ و عمریہ کی باحادیث کاذبہ ظاہر کرنیوالے
اور فضائل واقعیہ جناب امیر کے چھپانے والے ہین یعنی اصحاب صحاح ستہ اگر یہ عقد ہوا ہوتا تو اوسکو
سر سبد فضائل عمری کرتے چنانچہ صاحب صحیحین والے کہ اونکو چھپاتے ہین فضائل علویہ اظہار فضائل بکریہ وعمریہ
مین یہ تعصب ہی کہ حدیث غدیر ایسی صحیح اور متواتر خبر کو یعنی من کنت مولاہ کو کھا گئے ہر چند اور
صحیحون مین موجود ہی لیکن حدیث نکاح ام کلثوم کو کسی صحیح والے نے صحاح ستہ سی نہین لکھا اور علمای
اہلسنت نے کہا ہے کہ جو حدیث صحاح ستہ مین نہین ہی وہ قابل اعتبار نہین بلکہ اگر صحیحین مین نہین تو قابل
اعتبار نہین اس سی حدیث غدیر غیر معتبر ہوگئی تیسری کل احادیث نکاح ام کلثوم کے راویون کو گو
متعصبین موثق کہین مگر علماء رجال اونکو کذاب اور مفتری اور دجال کہتی ہین چنانچہ اول او
اقدم رواۃ زبیر بن بکار ہی کہ میزان الاعتدال ذہبی مین اسکو منکر الحدیث اور وضاع لکھا ہی اور ابن
حجر عسقلانی نے بھی اسکی روایت کی تکذیب کی ہی اور منجملہ رواۃ سفیان ہی کہ شرح الشرح نخبۃ الفکر
ملا علی قاری مین اوسکو مدلسین مین لکھا ہی کہ تدلیس ابلیسی کرتا تھا اور عبدالرحمن بن زید ہی کہ جسکو ذہبی
زبان یحیی سی لیس بشئ کہا ہی یعنی وہ کوئی چیز نہین ہی اور ابن اسحاق ہی جسکے بارہ مین علامہ ذہبی نے
کہا ہے کہ سلیمان تیمی نی اوسکو کذاب اور امام مالک نے اوسکو دجال کہا ہی بالجملہ حال رواۃ
رجوع کتب رجال اہل سنت سی ظاہر ہے پس اس خبر کذابین کا موضوع اور کاذب اور باطل ہونا
بدلیل بطلان نکاح ہے قولہ اس امر کے ثبوت سے چند فایدے ظاہر ہوتے ہین اقول ثبت العرش
ثم انقش فایدے کسی شی کے بعد ثبوت اوسکے ہین اور وہ گو تصور مین مقدم ہی مگر وجود خارجی مین موخر
ہی آپنے موخر کو مقدم کیون کیا مناسب تھا کہ اوسکو اپنی تصور باطل ہی مین رہنی دیتی پہلے ثبوت
ماہیت علیہ الفایدہ کرتے تب فایدونکی طرف آتے کچھ فایدہ ہوتا ورنہ ابھی تو محض بیفایدہ ہی مگر یہ

فرمائیے کہ روز خلافت خلیفۂ اوّل سی ہماری یہی عادت جاری ہی کہ ہم مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کردیا
کرتے ہین اسی سی تو علیؑ کو خلیفہ چہارم بنایا ہی **قولہ** اوّل اس نکاح سی یہ امر ظاہر ہوتا ہی کہ باہم حضرت
علیؑ اور حضرت عمر فاروق کے کچھ عداوت نتھی **اقول** بفرض وقوع نکاح اسی قیاس پر ہم کہہ سکتے ہین کہ
درمیان رسول پروردگار اور کفار نابکار کے کچھ عداوت نتھی بلکہ نہایت دوستی تھی اگر دوستی نہوتی تو
حضرت پیغمبر اپنی بیٹیون کا وہ بھی وہ بیٹیان کہ جو اہلسنت کے نزدیک خاص صلب رسول اور حضرت خدیجہ
مادر بتول کے بطن سے تھین نکاح ابی العاص بن ربیع و عتبہ و عتیبہ ابنا ابولہب کے ساتھ نہ کرتے
اور اپنے دشمنونکو خاندان مین نہ لیتے اگر فرمائیے کہ اوسوقت دشمنونکو خاندان مین لینا بلاضرورت
جایز تھا تو ہم کہین گے کہ جب اوسوقت دشمنان ظاہر کو بلاضرورت خاندان مین لینا جایز تھا تو اوسوقت
مین دشمن باطنی یعنی ایک منافق کو بضرورت داعیہ خاندان مین لینا بدرجہ اولے جایز تھا و من جاز
ذلک و انکر ہذا فعلیہ البیان تعجب ہے کہ حضرات اہلسنت خود اقرار کرتے ہین کہ درمیان عمر کے اور درمیان امثال
و اقران عمر کے انقباض خاطر تھا اور ہرگز مصافات نہ تھے اسی سبب سے طلحہ و زبیر و علی خلافت عمری پر راضی
نہ تھے جیسا کہ کنز العمال مین ہی اور شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین ناقل ہین کہ ابوبکر پر لوگ معترض تھے
کہ اس فظ غلیظ کو کیون خلیفہ کرتا ہے اور پھر دوسری جگہہ فرماتے ہین کہ اگرچہ صحابہ ایذا دہی خلیفہ
اور فکر شکست خلافت سے ببرکت صحبت نبوی باز رہے مگر کبھی خالی انقباض خاطر سے نہ تھے
اور اسی سبب سی چندان اہتمام نصرت خلیفہ جی مین نہ کیا انتہی محصلاً ہمارے مخاطب صاحب بیان فرماتی
ہین کہ کوئی عداوت فیما بین نتھی بلکہ کمال محبت و اخلاص و اتحاد تھا صحیح مسلم مین حضرت عمر کو کاذب
و غادر و خاین سمجھنے کی حدیث تو موجود ہے علاوہ اسکے جو حدیث چھ مہینے کے بعد بیعت کرنیکی
اوسی صحیح مسلم مین ہی اوس مین مذکور ہے کہ جناب امیرؑ نے ابوبکر کو اپنے مکان پر تنہا بلایا اور فرمایا کہ تیرے
ساتھ کوئی نہ آوے کراہتہ ان یدخل معہ عمر یعنے عمر کا آنا حضرت مکروہ رکھتے تھے یہ کیسا انکے بین
اتحاد تھا کہ ملاقات سی بھی کمال نفرت و کراہت تھی بالجملہ حدیثین نکاح ام کلثوم کے جو باہم کمال اتحاد اور
خلت پر دلالت کرتے ہین اوس مین سی ایک بھی صحاح ستہ مین نہین ہی کما اشرنا الیہ سابقاً اور حدیثین

باہم بغض وعناد کی صحاح ستہ مین بلکہ صحیحین مین بکثرت موجود ہین اب اہل انصاف کہین کہ حدیثین نکاح کی جو کمال محبت پر دلالت کرتی ہین یا وہ کہ ہم صحیح جانتے ہین یا احادیث صحیحین کو جو کمال بغض پر دلالت کرتی ہین ہم انکو صحیح مانتے ہین ہم اب علمائی اہل سنت سے بطور استفتا پوچھتے ہین تاکہ درمیان خود وخدا اپنی اصول کے موافق جواب دین کیا فرماتی ہین علمائی اہل سنت ومفتیان اربعہ ملت اس مسئلہ مین کہ حدیثین خارج از صحاح ستہ معارض اور مخالف ہین احادیث صحاح ستہ کے بلکہ صحیحین کے انمین سے خارج والے حدیثونکو ہم صحیح جانین یا داخل والی کو بینوا توجروا طرفہ یہ ہے کہ جو حدیثین خارج از صحاح ستہ ہین وہمین بھروا کراہ کے حدیثین مجمع علیہ محدثین اہلسنت ہین پھر سا تھ جبروا کراہ کے دعوائی اتحاد سراسر لغو ہے **قولہ** دوسرے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر کافر یا منافق یا مرتد نہ تھے **اقول** بیان قضیہ مانعۃ الجمع یا مانعۃ الخلو یا حقیقیہ نہین ہے کہ حاجت بہ تردید پڑے اور یائے مرددہ لانیکی ضرورت ہو بلکہ شیعیون کا اعتقاد تو یہ ہے کہ بیشک منافق اور اس سے بھی بالاتر تھی ور نہین سکے اور انکے امثال کے شان مین حق تعالے نے اذا جاءک المنافقون نازل فرمایا تھا پس قضیہ حملیہ متعددۃ المحمول ہے خواہ بواو عاطفہ جامعہ خواہ بدون واو بطور خبر بعد خبر مثل ہذا حلو حامض ای مز فہذا الکافر منافق مرتد اسے من الذین سنے الدرک الاسفل من النار **قولہ** حضرت علی مرتضی شیر خدا غالب کل غالب **اقول** امنا وصدقنا وہ حضرت ایسے ہی تھے اگر چہ تم براہ تمسخر یہ واستہزا کہتے ہو سخر اللہ منکم واللہ یستہزئ بہم ویمدہم فی طغیانہم یعمہون لیکن بحکم خدا ایسے تھے اور جسوقت حکم خدا نہوتا تہا اسوقت عبد خاشع وخاضع للہ تھے خود فرماتے ہین قلعت باب خیبر بقوۃ ربانیۃ لا بقوۃ جسدانیۃ اپلو سیجیے آپ کے شیخ سعدی فرماتے ہین

بیت گہی بر طارم اعلی نشینم ٭ گہی بر پشت پائی خود نہ بینم

قولہ اپنے پیاری بیٹی کا نکاح انکی ساتھ نکرتے **اقول** واقعی ہرگز نکاح نہین ہوا نہ اسکا تذکرہ آیا اور اگر بالفرض کوئی ضرورت شرعیہ ہوتی تو پابند شریعت نبوی ضرور کرتے **قولہ** اگر انکے ایمان اور عبادت اور زہد اور پرہیزگاری پر اطمینان کامل حضرت امیر کو نہوتا **اقول** اس قیاس پر ہم کہہ سکتے ہین کہ اگر کفار نابکار کے ایمان اور عبادت اور زہد اور پرہیزگاری پر اطمینان کامل حضرت پیغمبر کو نہوتا تو وہ کبھی انکو اپنا داماد نہ بناتے

حالانکہ وہان بلاضرورت شرعی بخوشی خاطر تھا اور بیان علی الفرض والتسلیم بجبر واکراہ بضرورت داعیہ شرعیہ تھا **قولہ** تیسرے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر نے کبھی کسی قسم کا رنج اور صدمہ جناب امیر کو یا حضرت فاطمہ کو نہین دیا **اقول** حضرت مخاطب نہایت سچ فرماتے ہین کہ اس نکاح فرضی سے جو بجبر واکراہ بضرورت داعیہ عصیہ ہوا حضرت فاطمہ کا نہایت درجہ خوش و خرم خلیفہ اوّل وثانی سے ہونا ثابت ہوگیا اب جتنی حدیثین صحاح اہل سنت مین خصوصاً صحیح بخاری مین سات جگہ اور صحیح مسلم مین بھی چند جگہ غصب فدک کی موجود ہین اور بعض مین وجدت فاطمہ اور بعض مین غضبت فاطمہ ولم تتکلم حتی ماتت اور بعض مین فہجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت ودفن لیلاً ولم یوذن بہا ابابکر ہے یعنے جناب سیدہ فدک کے غصب کئے پر اسقدر غضبناک ہوئین کہ مرتے دم تک ترک ملاقات کی اور ترک کلام کیا یہانتک کہ اپنی جنازہ پر آنیکی بھی روادار نہوئین اسی باعث سے شب کو دفن کی گئین اور ابوبکر کو خبر تک نہ کی گئی یہ سب حدیثین جھوٹھی ہوگئین فقط ایک نکاح فرضی سے جناب مولوی مہدی علی صاحب نے کل صحاح ستہ کو جھوٹھا کردیا اے سنیون کے بھائیو اے کنجڑی اور قصائیو آؤ اور ایک مٹی کی دیا سلائی لاؤ اور ان جھوٹھی کتابون کو جلادو اور جب حضرت عثمان نے خدا کی سچی کتاب صادق جلائی تو تمکو جھوٹھی کتابونکی جلانےمین کیا عذر ہے کیون صاحبو یہی انصاف اور دینداری کے معنے ہین ٹھٹری ہی ایسی انصاف اور دینداری پر یہ حقیر خدمت شریف مخاطب تحریر مین بصد ادب عرض کرتا ہے کہ جسطرح حضور نے خاص بیٹی فاطمہؑ کا ہونا کتب شیعہ سے اپنی زعم باطل مین ثابت ہی کردیا اوسی طرح اس نکاح فرضی کا بخوشی خاطر جناب امیر علیہ السلام ہونا بھی ثابت کردیتے تب اوسپر متفرع کرتے کہ جناب امیرؑ و جناب فاطمہؑ بلکہ جناب رسولخداؐ بلکہ خدا بھی اوسی راضی تھا تو ہوسکتا تھا اوسوقت ہم قائل ہوجاتے کہ جناب رسولخداؐ کا لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ اور خدا کا غضب اللہ فارین عن الزحف کو فرمانا یہ سب غلط ہی اس لئے کہ اس نکاح فرضی نے جو بفرض روایات کاذبہ اہلسنت ہی کل قرآن وحدیث کو بتحقیق مولوی مہدی علی صاحب غلط کردیا **قولہ** ممکن نہ تھا اے قولا اس نکاح کا ہونا جایز رکھتے **اقول** اسیطرح ممکن نہ تھا کہ پیغمبر خدا بھی اپنی بیٹیون کو بزعم اہل سنت کفار و منافقین کو دینا جایز رکھتے پس ثابت ہوگیا کہ پیغمبر خدا بھی کفار و منافقین

سی نہایت راضی تھی بلکہ خدا نے بھی انہیں کی شان مین رضی اللہ عنہم فرمایا ہوگا گر دوست جہان فروز قرآن سوز
حضرت عثمان سی شاید یہ فقرہ چلگیا قولہ ایسا شاہد عادل ہی اقول شیعون کے نزدیک شاہد کاذب ہے
مگر لاریب کہ شاہد دلفریب بصد زینت و زیب دلبر دلربائی اہلسنت ہی کہ مخول شیعہ کا ہمیشہ محل نظر
رہتا ہے قولہ کسی معاملہ مین ایسی دق اور زچ نہین ہوئے اقول الحق یعلو ولا یعلے
ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا شیعہ کبھی کسی معاملہ مین دق نہین ہوئے بلکہ سنیون
کو ایسا دق کرتے ہین کہ اونکو تپ دق ہوجاتی ہے ایک ہی چھپری مین سو ہزار سنیون کو ہنکا
دیتے ہین کسی شیعہ سے آپ نے زچ ہونیکا اقرار نہ سنا ہوگا بخلاف سنیون کے کہ ہر دم اقراری ہین
اور اپنی زچ ہونیکا اقرار کرتی ہین دیکھیے اپنے بڑے محدث شاہ عبد الحق دہلوی صاحب
کو کہ شرح مشکوۃ شریف مین فرماتی ہین کہ مقدمہ باغ فدک بڑا مشکل مقدمہ ہی کہ بہت بعید ہے کہ
حدیث لانرث ولانورث کو فاطمہ زہرا نجانتی ہین اور اگر فرض کرین کہ نجانتی تہین تو جب حضرت
ابوبکر نے اونسے کہا تو اوسکی تصدیق کیون نکی اور مادام الحیات اونسی خفا کیون رہین اور
اگر جانتی تھین تو پھر ایسا دعوای بیجا کیون کیا انتہی محصل کلامہ اسی طرح ہزارون مقام پر اپنے
دست پاچہ ہونیکی مقر ہین مثل حدیث اثنا عشر خلیفہ او امیرا او اماما کہ فاضل رشید نے صاف
صاف لکھدیا اسکا مطلب حل نہین ہوتا معلوم نہین کون لوگ مراد ہین وغیرہ وغیرہ دیکھیے زچ
ہونا اسکو کہتی ہین نہ یہ کہ شیعہ جو ہر جگہ دندان شکن جواب دیتی ہین اور آپ اپنی بھائیون جلاہون
دہنیے قصائیون کے فریب دینی کی لیی کہی جاتی ہین کہ شیعہ خوب زچ ہوئی ہین سبحان اللہ
کسقدر آپ سچے ہین کیون نہو کاذبین غادرین خائنین کے مریدین ایسی ہی ہوتی ہین حضرت
باقرار آپکے شیعون کا ہر جگہ غالب ہونا باستثنا اس بحث کے بخوبی ثابت ہوا فتشا [illegible]
غلبہ الحق آپ لوگون پر یہان بھی ہویدا ہوتا ہے قولہ عبد اللہ ابن سبا کے زمانہ سی اقول
شیعون نی عبد العزی ابن ابی قحافہ کے زمانہ سے جناب قبلہ و کعبہ سنیان یعنے مولوی صاحب
کے وقت تک اس معاملہ مین کیا کیا رنگ بدلے ہین اور کیسی کیسی اکاذیب باطل لا طائل گھڑی ہین

کبھی اسی ام کلثوم جنابیہ کو بالغہ رشیدہ بتلاتی ہین اور زید بن عمر کو اوسکی بطن سی ٹہراتی ہین حالانکہ پیشتر ہمنے
چند کتب اہلسنت سی ثابت کر دیا کہ زید بن عمر جنا ہوا ام کلثوم بنت جرول خزاعی کا تھا جو ایام جاہلیت سے
خلیفہ کی جورو تھی نہ ام کلثوم دیگر کا اور کبھی ام کلثوم کو چار یا پانچ برس کی لڑکی بتلاتی ہین اور شصت سالگی عمر
مین یہ عقد کراتی ہین اور ترسٹھ برس کی عمر مین عمر کو پیوند زمین ہو جانا بتاتی ہین اور کبھی اسی سات
آٹھ برس کی مدت اور سن مین باوجود ایسی صغر سن لڑکی سی ایک لڑکا اور ایک لڑکی کی پیدائش کے
قائل ہوتے ہین کبھی گلی لگانے اور بوسہ لینی اور ساق پا کھولنی کی بدولت عمر کو زانی بالیدین و العینین
بتاتی ہین کیونکہ جناب رسولخدا نی فرمایا ہے العینان تزنیان والیدان تزنیان والرجلان تزنیان کما
فی تفسیر الرازی کبھی خود علی کو جبرا و قہرا اسکا متکفل بتاتی ہین کبھی عباس سی یہ عقد کراتے ہین کبھی امام حسن
اور عباس سی اسکا مشورہ دلاتے ہین اور امام حسین اور عقیل کو اس سی بہت ناخوش بتلاتے
ہین بلکہ عقیل کو اس غصہ مین لاتے ہین کہ کلمات غیر مناسب اونکی زبان سی نکلواتے ہین جیسا کہ ذخائر
العقبی اور صواعق اور ازالۃ الخفا سی ظاہر ہے اور کبھی بعد بہت حیلون کے اور عذرون کی ناچاری
وقوع اسکا ظاہر کرتے ہین کبھی بخوشی خاطر کہتے ہین اور بکمال خلت و محبت اوسپر متفرع کرتے ہین
غرض عجیب رنگ ہین عجب عجب گل بوٹے ہین بڑی بڑی کھیل بڑے بڑے تماشے ہین قولہ کسی نے
اس نکاح کے ہونیسے انکار کیا ہے **اقول** نسبت بنت حضرت فاطمہ کے حقیقۃً ایسا ہی ہے جمعا
و فرادی سبھی منکر ہین نہ نسبت ام کلثوم بنت ابی بکر یا ام کلثوم دیگر قولہ کوئی ام کلثوم کے بنت [illegible]
ہونیکا منکر ہوا ہے **اقول** اسکا کوئی منکر نہین ہی کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر ع
و جناب سیدہ نہ تھین یا حضرت کی کوئی صاحبزادی اس نام کی نہ تھین باقی رہا حضرت ام کلثوم
بنت جناب سیدہ و جناب امیر کے زوجہ عمر ہونیسے بھی منکر ہین حقیقۃً کوئی شیعہ اسکا قائل نہین اور
خود روایات اہلسنت سے بھی ثابت نہین قولہ کسی نی نکاح پر غصب کا اطلاق فرمایا ہی **اقول**
مراد وہ غصب نہین ہی جو سفاح ہو بلکہ غصب سی مراد نکاح جبری ہی کہ بلا طیب خاطر اولیا نکاح
واقع ہو بدلیل قولہ سئل عن نکاح ام کلثوم اور پھر بھی فرضا و تنزلا ہی نہ حقیقۃً و تحقیقًا باعتبار

فرض کر لیجئے تمہاری ہی احادیث کا ذبہ کی کہ حسنین نے کر نکاح بجبر و اکراہ ہی نہ بخوشی خاطر حسب دلخواہ کما سمجھے
قولہ کوئی بعد نکاح کے ہم بستر ہوئیں اقول تمہاری بیان خود ہماے اسعد امین خزانہ جلالیہ سے یہ
روایت ثابت ہے کہ صغر سنی مین ام کلثوم نے عمر کے گھر مین وفات پائی قبل از ہمبستری پھر شیعہ جو تمہاری
جواب مین تمہاری جوتی تمہاری سر پر مارین تو کیون روتے ہو علاوہ بران یہ تقریر فرضی و تنزلی
شیعونکی بنظر اون احادیث سنیہ کے ہے کہ سن و سال مفروضہ لڑکی کا چار یا پانچ برس کا اور بڈھا کھوسٹ
ساٹھ برس کا تھا جو خود ہی بقول تمہاری اقرار کرتا تھا کہ انی لا ارید الباءۃ یعنی مین کسی طرح کی خواہش نہین رکھتا
چنانچہ ایکدفعہ ایک لڑکی جو انکو پسند آئی تو اپنے نام نہاد لڑکو نکو بلا کر کہا کہ یہ لڑکی تو بہت خوب ہے
مگر ہم کیا کرین کہ ذرا بھی قوت ہم مین نہین تم ہی لوگون سے کوئی اس مرغوبہ سے عقد کرلے قولہ کوئی کہتا ہی
کہ جنیہ بشکل حضرت ام کلثوم کے حضرت عمر کے پاس آتی تھی اقول یہ بھی فرضاً و تنزلاً ہی یعنی اگر بالفرض
نکاح عمر ہوا تو کوئی جنیہ شیطانہ بجوابہ شیطان تھی نہ بنت سید الانس والجان اور یہ بعینہ مثل ویسی ہی ہے
امام علیہ السلام نے تفسیر بل فعلہ کبیرہم مین فرمایا ای فعلہ ان کانوا ینطقون یعنی بڑی بت نے سب بتون کو
توڑا ہی اگر یہ بت گویا ہون پس یہ قضیہ شرطیہ ہی کہ اگر بت ناطق ہین تو بڑی بت نے توڑا ہے
اوسی طرح سے بیان بھی مقصود یہی ہی کہ اگر نکاح ہوا تو جناب امیرؑ نے فلان مقام کی جنیہ بلوائی تھی جیسا کہ آئندہ
آویگا کہ محصل کلام امام علیہ السلام یہی ہی کہ جناب امیرؑ کیا اسپر قادر تھے کہ کسی جنیہ کو اونکی صورت پر متشکل
کرتے لیکن حقیقت مین نہ نکاح ہوا نہ جنیہ آئی جیسے نہ بت ناطق تھے نہ کسر اصنام فعل کبیرہم تھا اوسی
کلام بلاغت نظام منشی سخن کو نہ پہونچا اور جو خود سمجھا اوسنے بیان کیا جسطرح سے آیہ مذکورہ مین اہلسنت نے
منشی سخن کو نہ پایا اور اس بات کو ایک کذب کذبات ثلثہ ابراہیمی سے ٹھہرایا جیسے کے صحاح ستہ مقام مین ناقل ہوئے
قولہ کسی نے اسکو جناب امیر کے اعلیٰ درجے کے صبر کا نتیجہ کہا ہے اقول یہ بھی جواب بفرض و تسلیم وقوع
نکاح غیر واقع فی الواقع ہی قولہ کسی نے اسکو تقیہ پر ڈالا ہے اقول ہان یہ بھی فرضاً و تنزلاً ہی اور چونکہ
صبر تقیہ تھا اور تقیہ بعینہ صبر پس ہر ایک کو وجہ جداگانہ قرار دینا عین حماقت ہی و اس سے بڑی حماقت یہ ہی کہ
ہر ایک جواب کو ایک ایک شخص کا جواب جداگانہ ٹھہرانا حالانکہ یہ کل جوابات کل شیعونکی طرف سے بر تقدیر

فرض وتسلیم وقوع نکاح غیرواقع فی الواقع ہین یعنی ہم اگر اسکو فرض بھی کرلین تب بھی ہم سنیونکو بیس ہزار جواب دیسکتی ہین کہ
وہ ہین سنگ بلقمہ دوختہ بہ۔ کما نانک اہلسنت معاویہ عاویہ عوعو کرینگے کسی تتھپری تو اونکی دندان شکنی
ہوجاویگی **قولہ** ہرجال ہرشخص کا جدا ترانہ ہے **اقول** ابھی ہمنی بیان کیا کہ نہ کوئی جدا ترانہ ہے نہ جدا فسانہ
بلکہ سب جواب ایک ڈھنگ کے ہین کہ مبتنی بر تنزل وفرض وتسلیم ہین اور جواب اصلی حقیقی عدم ثبوت النکاح
بلکہ ثبوت عدم النکاح ہی ہان حضرت مخاطب کا عجب نیا ترانہ اور نیا فسانہ ہی کہ اونکے بے تال وسُر
کے نغمہ سرائی اور ترانہ سنجی سن سُن کے تمام عالم کے عالم وجاہل قابو سے نکلے جاتے ہین اور گویا نبیذ
عمری کے نشہ مین آ آکر ہر بن موسی صد تحسین وہزار آفرین فرماتے ہین **شعر** ایک ہم ہی تیری نخرون سی
ہنستے نہین صنم ہے کبک بھی تو قہقہ زن کوہسار مین **قولہ** اب مین علمای شیعہ کے اقوال مختلفہ
بیان کرتا ہون **اقول** کل شیعونکی اقوال متفق ہین یہان اقوال مختلفہ کہان سی آ ئے سب یہی کہتی ہین کہ
جواب تحقیقی عدم الثبوت بلکہ ثبوت العدم ہے اور جواب فرضی تنزلی کی بیس ہزار توجیہین ہوسکتی ہین
کسی نی ایک دو پر اکتفا کی کسی نی دس پانچ بیان کین اسکو اقوال مختلفہ کہنا خوش فہمی مخاطب والاخطاب
ہی **قولہ** پہلا قول بعض متعصب شیعون نی اس نکاح کے ہونیسے انکار کیا ہے **اقول** کل شیعون نے
ثبوت سے اس نکاح کے انکار کیا ہے اور کسی نے اقرار نہین کیا چنانچہ شافی مین جناب سید مرتضیٰ
نے اسکی طرف اشعار بھی فرمایا ہے کہ شیعہ وسُنّی مین ہمیشہ سی اس نکاح کے بارےمین اختلاف ہی وشیعون
نے اقرار کیا ہی کہ شیعہ منکر نکاح ہین مگر ہماری علمانی فرضًا وتنزلًا جوابات دندان شکن دیئے ہین اور
اکثر علمانے اسی طریقہ پر اکتفا کی ہی بنظر اسکے کہ تقریر تنزلی چونکہ بفرض قول مخالف ہی ابلغ فی الالزام
واکد فی التبکیت والتوبیخ واشد فی الاسکات للخصم ہوتی ہی کما لایخفی علی من لہ عقل سلیم وطبع مستقیم
قولہ اپنی ایک رسالہ مین لکھتی ہین **اقول** چونکہ حضور والا کا دارومدار صرف ازالۃ الغین کی چوری پر
ہی اور بوجہ قلت فرصت یا عدم تحمل صعوبات اوسکا مطالعہ بھی من اولہ الی آخرہ نصیب نہین ہوا اسیوجہ سے
نہ آپ کو قائل کا نام معلوم ہوا نہ کتاب کا نام یا حضرت سنیے رسالہ کا نام تشیید مبانی الایمان ہے
جو بجواب البصارۃ العین مولوی حیدر علی فیض آبادی لکھا گیا ہی اوسکی مصنف مولوی سید باقر صاحب

ابن سلطان العلما جناب مولانا السید محمد صاحب قبلہ و کعبہ اعلی اللہ مقامہ مین انہی حیدر علی کی فریب دہی ہی اس
رسالہ اور اس قول کے نسبت جناب قبلہ و کعبہ کے طرف کی ہی دیکھی ہین کی غلطیان آپکی ہوئین اب سنیئے کہ
آپ نے نقل عبارت مین بھی خیانت اور حق پوشی کیا ہے کہ نام شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ کا جو استاد
جناب سید مرتضی جناب ثراہ تھی نکال ڈالا ہے اسلیئے کہ چونکہ جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ نے بعض کتب مین فقط
جواب تنزلی پر اکتفا کی ہی آپنے باطل فہمی سے سمجھی کہ یہی جواب تحقیقی ہی اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنے
ایک رسالہ خاص مین جو کنز الوجود اور اکثر کتب خانون مین موجود ہی اوسمین بشدت و مد انکار بلیغ کیا ہے
اور مکرر انکار زبیر ابن بکار سے جو اصل راوی اس حدیث کا ہی خوب ہی جتایا کی ہی کہ کبھی وہ شقی کہتا ہی
کہ علی خود متولی اس نکاح کے تھے اور کبھی متکفل اوسکا عباس کو بتاتا ہے اور کبھی برضا و رغبت روایت
کرتا ہی اور کبھی بجبر و اکراہ حکایت کرتا ہی غرض بمقتضائی آنکہ دروغگو را حافظہ نباشد متناقض باتین
بتاتا ہے پھر اوسکا کلام سراپا ملام کب قابل اعتبار عند اولی الاحلام و الافہام ہو سکتا ہی بالجملہ اس
انکار شدید کا چونکہ حضرت مخاطب کو کوئی جواب نہ سوجھا اسلیئے اصل عبارت رسالہ قبلہ و کعبہ مین اس
نام نامی اور اسم گرامی کو ساقط کر کے فقط اسم سید مرتضی رکھ لیا اور جناب سید کا انکار کرنا ایک
رسالہ جداگانہ مین ہی لیکن وہ رسالہ بالفعل ہمکو تلاش سی نہین ملا مگر اوسکی بعض عبارات کو بعض
محققین نی اپنی کتاب مین نقل کیا ہے اور وہ کتاب جناب مولانا السید حسن دام اللہ ایامہ کے پاس
موضع [illegible] ضلع سارن مین موجود ہی کہ اوسمین جناب سید کی عبارت منقولہ مین الاولے انکار اصل الروایۃ
کیا ہوا ہے برخلاف جناب سید کا کتاب شافی یا تنزیہ مین بنائی جواب اوپر تقریر تنزلی و فرضی کے
الزاماً للخصم رکھنا دلیل اسکی نہین ہی کہ انہون نی انکار اصل روایت سی نہ کیا ہو **قولہ** صحیح نہین ہی **اقول**
بہت صحیح ہی اور آپکا کلام صحیح نہین اور آپکی دلیل بہت علیل اور آپکا دماغ بھی علیل ہی آپ اپنی دوا کیجئے
شاید تفضل الطائر فائدہ کر جائے **قولہ** دوسرا سید مرتضی رازی **اقول** یہی وہی کفش دوز کی تقلید ہی
کہ جسکا چونکہ تحقیق سی کوئی سروکار نہ تھا اور نہ صاحب تبصرہ شیخ مرتضی رازی علیہ الرحمہ مین نہ سید مرتضی
علم الہدی **قولہ** شافی و تنزیہ **اقول** ہان اسمین بنائی جواب اوپر فرض اور تنزل کے ہے بنا بر فرض ادن

روایات اہلسنت سے جسمین وقوع نکاح بجبر و اکراہ موجود ہے اور اس سے لازم نہین آتا ہی کہ یہی جواب تحقیقی ہو
بلکہ یہ جواب الزامی ہی **قولہ** مجتہد صاحب کے قول کی تکذیب کے لیے پیش کرتے ہین **اقول** ہم بھی آپ کے
پیچھے پیش کرکے آپکو زیر کرتے ہین کہ اگر کہین اس عبارت مین تصریح اسکی ہو کہ یہ جواب تحقیقی ہی تو آپ سچے
ہین ورنہ حضور و الاکذب الکذابین اور مصداق علیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین ہین **قولہ** نے ام کلثوم
عمر کے ساتھ بطیب خاطر قبول نہین فرمایا **اقول** یہ بطیب خاطر قبول ہونا بنا بر فرض مخالف ہے ہی جواب تو نکے
ہے جسمین مضمون جبر و اکراہ کا ہے **قولہ** نیہا حضرت عباس نے بھی بخیال فتنہ و فساد اچھا پایا **اقول** جن
لفظون کا یہ ترجمہ آپ فرما رہے ہین وہ لفظین جو عبارت آپنے نقل فرمائی اوسمین تو نہین ہین شاید یہ الفاظ حضور کے
الیف بطن کثیف ہونگے معلوم نہین کہ اوس کثیف البطن نے کتاب شریف مین کیون نہ درج کیے اور
اگر تھی تو ترجمہ مین کہانسے آگئی **قولہ** اس تحریر کو سید مرتضی کی **اقول** اس تحریر کے کسی لفظ کو دلالت
اسپر نہین ہی کہ یہ جواب تحقیقی ہی بلکہ یہ جواب علی الفرض والتسلیم الزاماً للخصوم ہی کما نبہنا سابقاً فان الجواب
التسلیمی اتم وابلغ الزاماً وتبکیتاً واسکاتاً **قولہ** اور بہت سی احادیث انہون نے اس قول کے ثبوت مین
بیان کیی **اقول** ہان بیان کیی ہین مگر سب مطابق احادیث سنیہ ہین کہ الزاماً للخصوم بیان کیی ہین اور بدیہی
ہی کہ کوئی شخص خاص اپنی احادیث سے الزام خصم نہین دے سکتا گو اس حماقت مین شاہ صاحب دہلوی اور اونکے
والد ماجد گرفتار ہین اور جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ جنابچہ اہل اپنی مذہب کے اخبار احاد کو حجت فی العمل نہین سمجھتے
فضلاً عن الاعتقاد تو سنیون کے احادیث مکذوبہ موضوعہ مجعولہ کو کب قابل اعتقاد سمجھین گے یہی بات
ایک پوری دلیل ہمارے ہی اسکی کہ جناب سید علیہ الرحمہ نے جو اس بارہ مین تحریر فرمایا ہی حتماً وجزماً و
یقیناً بفرض قول مخالف الزاماً للمخالف ہی نہ بسبب اپنی اعتقاد کے اور جب بفرض قول مخالف بیان فرمایا
تو اس سے سمجھ لیا گیا کہ فی نفسہ وہ منکر وقوع نکاح فی الواقع ہین گو فرضاً و تسلیماً اوسکے وقوع کے وجوہ بیان کرین
چنانچہ اول دلیل اور برہان قوی اسکا کہ یہ جواب فرضی و تسلیمی ہی جملہ اخیرہ اوس عبارت شافی کا ہی جناب
سید بعد اس جواب تسلیمی کے فرماتی ہین وفیہ الخلاف فیہ مشہور یعنی اختلاف اس بارہ مین درمیان شیعہ سنی کے مشہور ہی جس سے
بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ جناب سید نے محض بطور فرض و تسلیم جواب دیا ہی اور وجوہ عقلی سے معتقد ہونیکو بھی

مضر اہلسنت بیان فرمایا ہے اس نے کمال ظلم و تشدد و تغلیظ دوم فقط ظاہر ہوا ورنہ اسکی ضرورت نہین کیونکہ
اختلاف فریقین کا اس مسئلہ مین نہایت مشہور جسکی نہ لکھنی کی ضرورت ہی نہ بیان کرنیکی حاجت غرض شیعون کا
انکار اس عقد سے اور سنیونکی مخالفت اسقدر مشہور ہی کہ محتاج اظہار نہین اس لئے اون وجوہ انکاری اور
اوسکی دلیلونکو نہ لکھا صرف جواب تسلیمی کے وجوہ بیان فرمائے کہ باوصف تسلیم ہماری مضر نہین واضح ہو کہ چونکہ
یہ جملہ مختصر تمامی تہامات اہلسنت کو مثل ریح عاصف اوڑا دیتا ہی اسوجہ سے مولوی حیدر علی نی خفت کرکے نقل مین
خیانت کی اور اس جملہ کو نہین لکھا ہماری مخاطب جنہون نی شافی کی کبھی صورت بھی نہین دیکھی کفش دوز
کی صرفت مین گول کھا گئے ورنہ شاید اس لن ترانی سی تکذیب جناب قبلہ و کعبہ طاب ثراہ کا دعوی نہ کرتے
قولہ بیچارہ سید مرتضی حضرت عمر کے نکاح کا منکر نہین **اقول** بیچارہ موچی فیض آبادی کہان سے اتنی
لیاقت لایا کہ جناب سید مرحوم کے کلام کو سمجھے آپکو اسقدر بھی نہین سوجھا کہ جناب سید مطابق احادیث
اہلسنت جبر و اکراہ ثابت فرماتے ہین اور اوسی پر بنا کرکے جواب الزامی دیتی ہین اور آخر مین جواب
تحقیقی لکھتی ہین کہ والخلاف فیہ مشہور **قولہ** بلکہ اوسکا ہونا قطعی و یقینی جانتا ہے **اقول** کوئی امر الزاماً فرض
کرلینی سی قطعی و یقینی نہین ہوجاتا اگر یقینی جانتی تو سنیون کے مطابق احادیث ذکر نہ کرتے بلکہ اپنی کوئی
حدیث بیان فرماتی اور بنا برائی رائی کے کہ احاد کو مطلقاً حجت نہین جانتے اوسکے تواتر کو بھی بیان
فرماتے و اذ لیس فلیس **قولہ** برضامندی اونکی بیان نہین کرتا **اقول** بنا رضامندی کہنا بنا براحادیث
اہلسنت کے ہی ورنہ اپنی اعتقاد کے بیان مین ذکر احادیث اہلسنت کی کیا ضرورت تھی **قولہ** اور
انکار وقوع اصل واقعہ سی دوسرا امر ہے **اقول** ہان دوسرا امر ہے مگر عدم ثبوت اقرار انکار
کی لئے کافی ہی اس لئے کہ ثبوت اقرار بنا بر فرض احادیث سنیہ کے ہے اور کل شیعہ کے نزدیک احادیث
سنیہ باطل ہین پس کل شیعہ منکر وقوع اصل واقعہ ٹھری و منہم جناب السید علی اللہ مقامہ **قولہ** خود سید مرتضی
کی تحریر او خود اونکے والد ماجد کی تقریر سی غلط ٹھرا **اقول** نہ خود سید کے اور نہ اونکے والد کی تقریر
سی غلط ٹھرا جیسا کہ ہمنے مشروحاً بیان کیا البتہ خود مخاطب اور اونکے والد ماجد روحانی آغا حضرت
موچی صاحب کی تقریر نافہمی و نادانی سی غلط ٹھرا جیسا کہ اسی سی کیا ہوتا ہی سہ کا فر ہمہ را بکیش خود سید اند

قولہ سید صحیح ہی اقول کس قدر کے کیا منہ پھوٹ منہ سے کیون نکلا کہ ہان بالکل صحیح ہے
قولہ چنانچہ منجملہ منکرین اس قصہ کے اگلے علمای شیعہ مین ہی اقول یہ لفظ منجملہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ متقدمین
علمای شیعہ بہت سی لوگ منکر اس قصہ کے ہین کہ منجملہ اونکے قطب الاقطاب ہین اور جس قصہ کے علمای متقدمین
شیعہ منکر ہون متاخرین علمای شیعہ بدرجہ اولی منکر ہونگے یہی ایک دلیل کافی و وافی ہی اس بات پر کہ جن
متاخرین کو آپ قایل سمجھی ہین وہ سب بفرض تسلیم قول مخاصم قایل ہین نہ فی الواقع قایل ہین قولہ اور
ترجمہ اوسکا یہ ہے اقول اس حدیث کو جناب قطب راوندی علیہ الرحمہ نے امام جعفر صادق سی نقل کیا
ہے اور دلالت صریح کرتی ہی اوپر انکار وقوع نکاح کے اور اوحضرت نے کل راویان حدیث وقوع
نکاح کو کاذب اور گمراہ از راہ راستی فرمایا پس یہ حدیث منافی و معارض حدیث اول فروع کافی
مناکح ہے کہ جس مین نہ ذکر بنت علی ہی نہ بنت فاطمہ ہے اور اوسکی سند بھی ضعیف اور راوی بھی
مجہول اور دلالت اوسکی اوپر وقوع نکاح کے حقیقۃً نہین ہے بلکہ اگر ہے بھی تو فرضاً ہے جیسا کہ
عنقریب معلوم ہوگا پس معارض قوی کے ساتھ ضعیف قابل اعتبار نہین ہے اور لااقل اذا تعارضا
تساقطا ہوگا اور حکم الاصل فی الحوادث العدم دلالت اوپر عدم ثبوت نکاح کے کریگا فلیکن ہذا آخر ما
ذکر قولہ سراسر باطل ہی ور بروایات ائمہ کرام نکاح کا ہونا ثابت ہی اقول حضور والا کا قول کالبول
از سر تا پا باطل اور حلیہ صدق سی عاطل ہی اور کسی روایت ائمہ کرام سے وقوع نکاح حقیقت مین
ثابت نہین اور اگر کسی روایت کو دلالت ظاہری ہی تو وہ مثل آیات و روایات تشبیہ و تجسیم کے
ماول ہی یا بسبب ضعف سند کے اور معارض قوی کے مطروح ہے قولہ چنانچہ ہم اسکو فصل ثانی احادیث
اور قصص اور کلام مشایخ سے ثابت کرتے ہین اقول تحفہ موچی صاحب اور ساطی صاحب نے ثابت کیا جو تم
ثابت کروگے دیکھو پہلے سے کہی دیتی ہین کہ ہر جگہ منہ کی کھاؤگے اور حضرت عمر کی فضیحتی کراؤگے اور اونکی
مولود شریعت مین اونکی عدم لیاقت وقت کا راگ گاؤگے اور بعد بہت ناچنی کودنی کی سوای ثلثہ کے کچھ نہ پاؤگے

قال المخاطب المقام ہداہ اللہ سبل السلام

ثبوت نکاح ام کلثوم کا ساتھ حضرت فاروق کے پہلا ثبوت قاضی نور اللہ شوشتری نے مجالس المومنین میں
اس نکاح کا اقرار کیا ہے اور ان الفاظ سے اسکی صحت کا اظہار فرمایا ہے اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر
بعمر فرستاد دوسرا ثبوت شرایع جو مشہور کتب فقہ شیعہ سے ہے اسکا شارح ابو القاسم قمی شرح شرایع میں جسکا
نام مسالک ہے صاحب شرایع کے اس قول کے نیچے کہ یجوز نکاح العربیۃ بالعجمی والہاشمیۃ بغیر الہاشمی و بالعکس
فرماتا ہے کہ زوج علی ابنتہ ام کلثوم من عمر کہ نکاح کیا علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا ساتھ عمر کے تیسرا ثبوت ابو الحسن علی
بن اسمٰعیل شیعی اثنا عشری جسکی نسبت امام اعظم امامیہ کے خلاصۃ الاقوال میں فرماتے ہیں کہ وہی پہلا
شخص ہے جس نے موافق قاعدہ علماء کلام کے مذہب اہلبیت کے اثبات میں گفتگو کی ہے وہ بھی اس نکاح کے ہونیکا
مقر ہے چنانچہ اوسکی اس قول کو قاضی نور اللہ شوشتری نے مجالس المومنین میں نقل کیا ہے اور ہم ازالۃ الغین
میں اوسکو نقل کر چکے ہیں او را از چند امر پرسیدند کہ از انجملہ مقدمہ نکاح خلیفہ ثانی است جواب داد کہ اون
دختر بعمر کہ جناب امیر المومنین را اتفاق افتاد باین جہت بود کہ اظہار شہادتین می نمود و بزبان اقرار
بفضیلت رسول می کرد و دران باب غلظت و فظاظت او نیز ساطع بود چوتھا ثبوت مجالس المومنین
میں لکھا ہے کہ بعد وفات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ام کلثوم کا دوسرا نکاح ساتھ محمد ابن جعفر طیار کے
ہوا او نہا عبارتہ محمد بن جعفر الطیار بعد از فوت عمر بن خطاب بشرف مصاہرت حضرت امیر المومنین
مشرف گشتہ ام کلثوم را کہ از روی اکراہ در حبالہ عمر بود تزویج نمود پانچواں ثبوت تہذیب میں جو نہایت
معتبر کتاب حدیث کی مذہب امامیہ میں ہے لکھا ہے کہ حضرت عمر کی اولاد ام کلثوم کے بطن سے
ہوئی اور ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام زید بن عمر تھا اور یہ روایت بسند ائمہ کرام کے اس محدث
نے بیان کی ہے کہا قال عن محمد ابن احمد بن یحیی عن جعفر بن محمد القمی عن القداح عن جعفر عن ابیہ علیہم السلام قال
ماتت ام کلثوم بنت علی علیہ السلام و ابنہا زید بن عمر الخطاب فی ساعۃ واحدۃ ولا یدری ایہما ہلک قبل فلم
یورث احدہما من الآخر وصلی علیہما جمیعا چھٹواں ثبوت قول سید مرتضی کا جو شافی اور تنزیہ الانبیاء
میں لکھا ہے اور جسکو کشمیری نے اپنی کتاب تمہید میں بجواب تحفہ کے اور مجتہد صاحب نے مواعظ حسینیہ
میں نقل کیا ہے اور جسکو ہم اوپر بیان کر چکے انہ علیہ السلام ما اجاب عمر الی نکاح ابنتہ الا بعد توعد و تہدد

ساتوان ثبوت کتاب کافی مین ملا یعقوب کلینی لکھتی ہین کہ کسی نی امام جعفر صادق سی اس نکاح کا حال پوچھا تو آپنے
جواب دیا کہ ہوا ول فرج غصبت منا کہ یہ پہلی شرمگاہ ہی جو ہم اہلبیت مین سی غصب کی گئی ہی آٹھوان ثبوت مصائب
النواصب مین لکھا ہی کہ محدثین کا اقرار ہی کہ یہ نکاح جبر و اکراہ سی ہوا اور منکر روایت نکاح حضرت ام کلثوم شیعہ کی
کتب احادیث و اخبار اور فقہ اور کلام مین اس کثرت سی مذکور ہین کہ کسی طرح اوس سی انکار نہین ہو سکتا
اور ایسی متواتر خبر کو کوئی جھٹلا نہین سکتا اہل انصاف اس فرقہ کے تعصب و عناد کو دیکھین اور انکی بیجا بیبانی
کو ملاحظہ فرماوین کہ باوجودیکہ خود ہی آئمہ کرام علیہم السلام سی اس روایت کی صحت کا اقرار کرین اور اپنی احادیث
کی کتابون مین سنداً اوسکو روایت کرین اور اپنی فقہی مسائل کا اوس سی استخراج فرماوین اور نہ ایک شخص
بلکہ خلفاً عن سلف وابا عن جد بطور میراث کے اس روایت کی صحت بہ سند صحیح نقل کرتے آوین اور اوسکے
توجیہات سی سیکڑون ورق سیاہ کرین اور پھر بھی بعض حضرات شیعہ اور رافضی کو چھوڑ کر بیساختہ اس روایت
کے غلط ہونیکا دعوی کرین اور اصل واقعہ کے منکر ہو جاوین اور یہ نہ خیال کرین کہ اگر ایک دن یا ایک
ہفتہ یا ایک مہینہ حضرت ام کلثوم نکاح مین حضرت عمر کے رہتین اور کسی کو خبر نہوتی اور اوسکی شہرت بدرجہ
تواتر نہ پہونچتی تو شاید کوئی موقع انکار یا تکذیب کا ہوتا لیکن جب سالہا سال حضرت ام کلثوم زینت افزای
خانۂ فاروق ہوئی ہون اور تا حیات اونکے نکاح مین رہی ہون اور اونسے اولاد بھی ہوئی ہو
اور اونکی بیٹی کا نام بھی زید بن عمر خطاب رکھا گیا ہو اور بعد حضرت عمر کے مرنیکے اونکا نکاح جعفر طیار سی ہوا ہو
تو ایسے متواتر اخبار کو کون چھپا سکتا ہے اور آفتاب روشن کو کف دست سی کون پوشیدہ کر سکتا ہی
ہمنے یہ جو کچھ بیان کیا ہے ہمنے اپنی علماؤ کی قول کو نقل کیا ہے نہ اپنی کتابونکے سند لائی ہین بلکہ جو کچھ حضرات شیعہ نے
فرمایا اور جو کچھ اونکی محدثین اور علماء نے تحریر کیا وہی ہمنے نقل کیا اور ایسی ہی ثبوت نکاح کا دیا پس اگر
باوجود اس ثبوت کے بھی کوئی اس نکاح سے انکار کرے تو وہ تواتر کا منکر ہے

بقول التمسک لولایۃ علی بن ابیطالب علیہ السلام

حضور والا کیا جلد بات کو بھول جاتی ہین ابھی تو ماشاءاللہ سن خرافت کو بھی نہین پہونچے اسقدر نسیان

کیونکر غالب ہو گیا یہ خیال کسار بکمال انکسار عرض پرداز ہی کہ حضور نے ابھی تو ابتدائی بحث مین فرمایا تھا کہ
خاص بیٹی فاطمہ کی تھین مگر آپکے دلائل مین نظر کرنے سے خاص بیٹی علی کا ثبوت بھی نہین نکلتا خاص بیٹی فاطمہ کا
ثبوت کیونکر ہوگا چنانچہ اول دلیل آپکی جسکو سر سبد دلائل آپنے ٹھہرایا ہی خاص بیٹی فاطمہؑ کا تعین نہین کرتی بلکہ خاص
بیٹی علی کا بھی قرینہ نہین جیسا کہ ابھی آپکو معلوم ہو جاتا ہے قولہ پہلا ثبوت قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین
مین اس نکاح کا اقرار کیا ہے اقول حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ کتب احادیث اور فقہ اور کلام سے
ثابت کرتے ہین یہ کتاب مجالس نہ کتب احادیث سے ہے نہ فقہ و کلام سے بلکہ کتب رجال سے ہی بہت اچھا
یہی سہی جو آپکے دعوی کا ثبوت کر دی وافی ہے نہ اقولہ اقرار کیا ہے اور ان لفظون سے صحت کو اظہار
فرمایا ہے اقول ہان حضور اقرار بھی ہی اور صحت کا اظہار بھی ہی اور سچی صاحب اور اونکے
چیلون کا اسی پر افتخار بھی ہی اگر عقل کا فتور اور فہم کا قصور ہی کہ اقرار فرضی کو اقرار حقیقی بتاتی ہین اور انکار
حقیقی کو اقرار فرضی ہی ثابت کرتی ہین بیان واضح اسکا یون ہی کہ نبی کو عثمان کے تئین دختر دینا ایک امر فرضی
ہے اسی طرح علی کو عمر کے تئین دختر دینا بھی فرضی ہی اسلئی شیعون کے نزدیک سوای جناب سیدہؑ کے
کوئی خاص بیٹی پیغمبر کی نتھی اور بیٹیان کہار اور منافقین کو دیگئین انمین کوئی بیٹی حقیقی نتھی بلکہ سب بیٹیان
مجازی یعنی ربائب اور تربیت کردہ رسول اللہ تھین اور اسپر استدلال کیا ہے شیعون نے ساتھ
قول جناب امیر علیہ السلام کے تفسیر صافی ہدایہ تجلیات و صحرا مین کہ اسرا ہم کو خداوند تعالے نے
خاص میرے واسطی کیا ہی کہ مین ہی ہمنسب صہر رسول اللہ ہون اور جو کوئی دوسرا صہر رسولؐ
ہی وہ کذاب ہی اور ضالین فی الدین ہی انتہی جب اس کلام بلاغت نظام سے جناب علامہ شوستری کی
یہ ٹھہری کہ نبی فرض کیا بنا بر تمھارے عقیدے کے کہ ولی نی اپنی دختر ایک منافق کو دی تو کیا قباحت ہی
کہ بنا بر تمھارے عقیدے کے نبی نے بھی اپنی دختر ایک منافق کو دی تھی اور بنا بر اعتقاد شیعہ نبی نے
دی نہ ولی نی دی اور لفظ اگر جو اسکے قول مین ہی کہ اگر نبی دختر بعثمان داد مندا علی ہمین مطلب کو
پکارتا ہے اسلئے کہ یہ لفظ موضوع واسطے فرض کی ہی اور یہ فرضی اقرار دلیل ہی اوپر حقیقی انکار
کے ورنہ بناوٹ کی اوپر امر فرضی کے رکھنا ایک امر لغو ہوتا ہی اور علی التنزل کہسکتے ہین کہ جیسے طرح نبی کی

بیٹی مجازی عثمان کو دیگئی اوسیطرح علی کی بیٹی مجازی عمر کو دیگئی کہ وہ ام کلثوم بنت ابی بکر ربیبہ جناب امیر تھی
کما قیل وقد مر پس اس عبارت سے تو خاص بیٹی علی کی ہونا بھی نہ ثابت ہوا خاص بیٹی فاطمہ کی کہانسے نکلا حالانکہ
ابتدائی کلام میں اپنی خاص بیٹی فاطمہ سے فرمایا تھا خدا کیواسطے اتو کچھ شرم سیجئے جیسا ہے عثمانی کو کام فرمائیے اور سمجھائیے اور
اپنے اونٹ کی گردن پہاڑ کے نیچے اسیطرح کیطرف کے منہ سے خاص بیٹی فاطمہ کا دعویٰ کیا تھا کہ حضور کے دلیل مفید ایسکو
کو شتر کیطرح اوڑا دیا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تو کفشین ندامت کا ثبات کی نقش دو دو سری سر مبارک پر پڑ گئی ہونگی یقین
ہے کہ بڑی چوٹ لگی ہوگی آسیئے ذری آپکا سر سہلا دوں یا گرد جھاڑ دوں مگر پھر ایسا کام نکیجئیگا اور دیکھو صاحب
سے کھیلوں اور ٹاٹ باقی تمہاری طرف نہ جائیگا اور اونکی سجادہ کو اونہیں کے مریدوں کے لیئے
چھوڑ دیجئے وانا ارسلنا الشیاطین الی الکافرین تؤزہم ازا **قولہ** دوسرا ثبوت شرایع جو مشہور کتب فقہیہ
شیعہ سے ہے اور سکا شارح ابو القاسم قمی تھا شرح شرایع میں جسکا نام مسالک ہے **اقول** سے یہ جو شرکو گفتست
سعدی در زلیخا چہ الا یا ایہا الساقی اور کاسا وناولہا نہ مولانا ابو القاسم قمی شارح شرایع ہیں نہ نام انکی
شرح کا مسالک ہے مسالک جناب علی القاسم حضرت زین الدین شہید ثانی اعلی اللہ مقامہ کی ہے اور جناب
محقق ابو القاسم علی طاب ثراہ مصنف شرایع الاسلام ہیں نہ مولانا ابو القاسم قمی صاحب قوانین البتہ علی
فی بھی شرایع کی نسبت جناب محقق کیطرف کی ہے مگر شارح اور صاحب مسالک الافہام کا نام نہ دیکھ لیت
کو بھی معلوم تھا فارسی عبارت اوسکی کچھ مجمل واقع ہوئی جس سے ہماری مخاطب کو کل کی سی غلطہ
صریحیں مبتلا ہوئی **قولہ** فرماتا ہے کہ زوجہ علی بنت ام کلثوم میں عمر **اقول** واہ رے ناتہ سے کے
کاریگر صاحب آپ نے کیتلی کی کاٹ چھانٹ یہاں بھی دکھائی اور سیاق اور سباق چھوڑ دیا
تاکہ لوگ دھوکا کھائیں لیکن ان کیا دیویں اور مکاریوں سے کیا کام نکلتا ہے مقصود شہید ثانی علیہ الرحمہ
کا یہ ہے کہ قول صاحب شرایع یجوز نکاح العربیۃ بالعجمی والہاشمیۃ بغیر الہاشمی رد ہے بعض علمای اہل سنت
کا جو کفو ہونے میں قائل بمساوات فی النسب بھی ہوئی ہیں اور اوسپر متفرع کیا ہے کہ ہاشمی غیر ہاشمی کا
کفو نہیں ہے اور نکاح ہاشمیہ غیر ہاشمی کے ساتھ جائز نہیں پس جناب شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ
بات تو خلاف اپنی اعتقاد کے کیونکر کہتا ہے حالانکہ تیرے اعتقاد میں یہ ہے کہ زوج النبی ابنت

لعثمان وزوج ابنته زینب بابی العاص بن الربیع ولیسا من بنی ہاشم وکذالک زوج علی ابنته بعمر انتہی یعنی
تزویج کر دیا پیغمبر نے اپنی بیٹی کو عثمان سی اور تزویج کر دیا اپنی بیٹی زینب کو ابی العاص بن ربیع سے
اور یہ دونوں بنی ہاشم نہین ہین اور اسیطرح سی علی نی اپنی بیٹی کو عمر سی تزویج کر دیا یعنی یہ تینون تزویجین تیری
عقیدہ مین ہوئین حالانکہ یہ تزویجین ہاشمیات کے غیر ہاشمیین سی ہین پھر تو کیونکر کہتا ہے کہ کفاءت
فی النسب شرط جواز نکاح ہی ہیں یہ کلام جناب شہید ثانی رح الزاما للخصم ہے کہ اوسکے نزدیک یہ سب نکاح
ہوئی ہین نہ بنا بر عقیدہ شیعہ کہ اونکے نزدیک نہ نبی کی بیٹی عثمان وابی العاص کو دی گئی نہ علی کی بیٹی عمر کو
وعلی التنزل یہ بیٹی مجازی نبی کی تھی ویسی ہی بیٹی مجازی علی کی بھی تھی یعنی ام کلثوم بنت ابی بکر و مثلہ قدمر
کیون حضرت بیان سی بھی حضور نا کام از مزخرفات ازالۃ الغین اور مولوی صاحب بھی مصداق
رجع بخفی حنین رہے قولہ تیسرا ثبوت ابو الحسن علی بن اسمعیل الی قولہ اس نکاح کے ہونیکا مقر ہے
اقول یہ بھی جواب فرضی و تسلیمی ہے لالزام المخاصم جیسا کہ سابق مین گذرا کہ اکثر علما بنائی جواب شیعیان
اوپر فرض و تسلیم نکاح کے رکھی ہی کہ اونکی دندان شکنی کی لیئے اسیقدر کافی ہی نہ یہ کہ فی الواقع بھی وہ متقد ہون
جناب شیخ ابو الحسن علیہ الرحمہ بہت حدید الطبع اور ذکی الذہن تھے مناظرہ مین ایسے جوابات برجستہ دیتے
کہ دو باتون مین سینو نکو بند کر دیتے تھے چنانچہ ایک سنی نے انسے چند سوالات کیئے منجملہ اوسکے ایک
سوال یہ تھا کہ علی نی ابو بکر کے پیچھے کیون نماز پڑھی انہون نی جواب مین فرمایا کہ امام حقیقی تو خود وہ
حضرت تھی اور جو امام پر تقدم کرتا ہے جماعت مین وسی کی نماز باطل ہوتی ہی نہ امام کی اور امام
نی ابی بکر کے قد دراز کو محراب نماز مین بجای ستون مسجد قرار دیکر نماز پڑھی اسی طرح اوس سنی نے
چند سوالات کیے اور جناب شیخ مذکور نے جواب برجستہ دیئے آخر مین وہی نکاح ام کلثوم سے
سوال کیا اگر جناب شیخ جواب با نکار دیتی تو مثل مولوی صاحب کے اور اونکے چیلون کے وہ سنی بھی کچھ
لغویات اوسکے اثبات مین بکتا تو بحث کو طول ہو جاتا پس جواب تحقیقی چھوڑ کر جواب فرضی و
تسلیمی دیا کہ جس سی فی الفور اوسکا منہ بند ہو گیا زق وبق بق نہ کر سکا **قولہ** اور ہم
ازالۃ الغین سی اسکو نقل کرتے ہین **اقول** صاحب ازالۃ الغین نے کہ مبتلای غشاوۃ العین ہے

نقل عبارت مین کچھ خیانت اور کچھ تصحیف بھی کی ہی اور ہم اوسکو مجالس المومنین چھاپہ طہران سی بطور صحیح نقل
کرتے ہین فرماتی ہین کہ پھر اوس سنی نی پوچھا کہ چرا آنحضرت دختر خود را بعمر بن خطاب داد گفت بواسطہ آنکہ
اظہار شہادتین می نمود بزبان و اقرار بفضل حضرت امیر میکرد و دران باب اصلاح غلاظت و فظاظت
او نیز منظور بود و این معاملہ دشوار تر از ان نبود کہ حضرت لوط پیغمبر عرض دختران خود بر قوم کافر نمود
و بمضمون آیہ کریمہ ہؤلاء بناتی ہن اطہر لکم الآیہ زبان مبارک میکشود یہ ہے اصل عبارت کہ جسکو حضرت
مخاطب اور اونکی گروجی نی غلط سلط نقل کیا اظہار شہادتین می نمود بزبان یعنی اقرار فقط لسانی تھا تحقیقہ
جنانی لفظ بزبان کو و زبان بنا کر متعلق بفقرہ مابعد کیا اور فقرہ اقرار بفضل جناب امیر میکرد و اسکو
و زبان اقرار بفضیلت رسول میکشود بنایا اس احمق من الہبنقہ سی کوئی پوچھے کہ جسنے اقرار شہادتین
کیا وہ مقر فضیلت رسول ہو چکا پھر اس فقرہ سی کیا فائدہ ان تصحیفون سی ہمارے حضرت یہ فائدہ
سوچے کہ جواب باصواب نامربوط نظر آوی لیکن ان جعل سازیون اور روباہ بازیون سی کیا ہوتا ہی
جز خسر الدنیا والآخرہ کے کچھ نہین ملتا اب ہم توضیح اس تقریر دلپذیر کی کرتے ہین کہ مقصود اس عبارت
سے یہ ہے کہ ہم نی بقول تمھاری فرض کیا کہ جناب امیر نے ایسا کیا تو کیا قباحت لازم آئی اسلئے کہ
باتفاق ہماری اور تمھاری عمر زبان سی اظہار شہادتین کرتے تھے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے بنکی تہیقیت
گو از راہ قلب تمھاری نزدیک وہ پکے مسلمان اور ہمارے نزدیک وہ پکے منافق تھی پر کیف بنظر ظاہر
شہادتین پر گو منافق ہون ظاہر شرع مین احکام اسلام جاری تھی اور عہد رسول مین انسی مخالطت و
مواصلت و مناکحت جاری تھی پس اگر جناب امیر نے بھی بطریقہ جاریہ فی الاسلام بعض منافقین سی مواصلت
اور مناکحت بخوشی خاطر کی تو کیا قباحت لازم آئی فضلاً عن کونہ بالجبر والاکراہ اور یہ فقرہ جو فرمایا کہ
اقرار بفضل حضرت امیر میکرد اس سی مقصود یہ ہے کہ بظاہر بظاہر ناصبی معلن بعداوت اہلبیت علیہم السلام
بھی نہتھا کہ وہ بھی باتفاق امت خارج از اسلام ہے اور اقرار کرنا فضل جناب امیر کا عمر سے اور ابوبکر
سے کتب اہلسنت مین بکثرت موجود ہے حضرت ابوبکر ہمیشہ فرماتے تھے اقیلونی اقیلونی فلست بخیرکم
وعلی فیکم یعنے مجھکو چھوڑ دو مجھکو چھوڑ دو کہ مین بہتر تمھاری لیے نہین ہون جسحال مین کہ علی تم مین موجود ہین یعنی

فضل علی کے کسی کو خلافت نہیں ہی اور حضرت عمر نے بارہا فرمایا لولا علی لہلک عمر روز غدیر خم بخٍ بخٍ او ہنیالک
یا علی اصبحت مولائی و مولا کل مومن و مومنۃ کس ذوق شوق سی فرماتی تھے اور یہی کتب اہلسنت میں موجود
ہی کہ حضرت عمر سے کسی نے پوچھا کہ جس قدر حضور التفات اور مراعات علی کی فرماتی ہو کسی کی طرف
حضور کی توجہ خاص ایسی نہیں پاتا آپ نے فرمایا کیونکہ نہو کہ وہ میرے مولا اور کل مومن اور
مومنہ کے مولا ہیں پس جبکہ یہ سب باتیں زبانی کہتی ہیں اور روز سقیفہ جب خلافت اپنی منظور تھی تو یہ سب
باتیں بالائی طاق رکھدی گئی تھیں اور بعد خلافت غصب کر لینے کے یہ اقرار زبانی جو ہوتا تھا فقط
اسلئے تھا کہ عوام الناس نا سمجھیں بعداوت اہلبیت علیہم السلام کہیں اور اسلام سے خارج
کر کے خلافت میں بٹا نہ لگادیں اور اکثر ان باتوں کو اہلسنت اوپر ہضم نفس کے محمول کرتے ہیں اور
شیعہ بھی انکی ہضم النفس ہونے کے قائل ہیں مگر بقول سیوطی مخصص ہضم نفس نسبت باقی کرتے ہیں
بہر حال کلام بلاغت نظام یہ ہوا کہ حضرت عمر نہ بظاہر مشرک تھے اور نہ متعلن بعداوت اہلبیت
کہ جو جہالت و ضلالت او سی ناپاک ہو پھر کیا قباحت اس کلمے فرضی میں ہی اور یہ جو فرمایا کہ دران باب
اصلا ضلالت و فقاہت او پر مسطور ربود اس فقرہ کو بھی مولوی صاحب نی کیسا مہمل کر دیا اور لفظ
اصلا کو خارج کر کے لفظ مسطور کے نسبت بلفظ مسطور کی نہیں معلوم کہ اس نری استری کی کاٹ
چھانٹ سی وہ کیا بلا مقصود اس فقرہ سی یہ ہی کہ جناب امیر نے اس نسبت مفروضہ کو بخوشی خاطر نہیں منظور
کیا بلکہ فظا غلیظا تھے اس سبب سے اکراہ سی کیا اور افظ و اغلظ ہونا عمر کا جسکا مقتضی جبر و اکراہ ہی صحاح
اہلسنت سی ثابت ہی چنانچہ صحیح بخاری میں موجود ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا میں ترمذی اور
مستدرک سی روایت کرتی ہیں ان ابا بکر اذ حضرہ الموت ارسل الی عمر یستخلفہ فقال الناس تستخلف
علینا فظا غلیظا ولو قد ولینا کان افظ و اغلظ اور کتاب ملل و نحل میں بھی ہی کہ لوگ کہتی تھی ولیت علینا
فظا غلیظا یعنی جب وقت موت ابو بکر قریب آیا تب عمر کو خلیفہ کرنیکے واسطے بلایا تو لوگوں نے کہا
کہ آیا خلیفہ کریگا تو ہمپر بد خو اور بد مزاج کو اور اگر تو اسکو حاکم کریگا تو بد خو تر اور بد مزاج تر ہو جائیگا
اور ریاض النضرہ میں بھی قریب اسی مضمون کے ہی اور تاریخ خمیس میں ہی کہ بعض صحابہ مثل طلحہ

زبیر بھی جو عشرہ مبشرہ سے ہین اور کنز العمال مین یہی ہے کہ علی اور طلحہ نے انکار کیا تھا مگر ابو بکر نے کسی کی نہ سنی
اور سب کا کہنا کہا بدی اور کیونکر سنئے کہ ایسی مین پہلی ہی سے کہدی ہو چکی تھی کہ تو مجھکو خلیفہ بنا دے مین بھی تجھکو
خلیفہ بنا دونگا ــــ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو اور جب فقط و اغلاظ ہونا حضرت عمر کا ثابت ہوا اور
وسی کا مقتضی جبر و اکراہ تھا پس حضرت امیر نے واسطے اصلاح غلاظت و فظاظت فظ غلیظ کے اور
واسطے دفع شر اوس موذی کے جبراً و قہراً نہ بخوشی خاطر اگر یہ نکاح فرضی کو کیا تو اوسمین کیا قباحت لازم آئی
اور عمر کے لیئے اس نکاح جبری قہری مین کیا فضیلت ہوئی بلکہ بجائی فضیلت اونکی لیئے ہزار رذیلت لازم آئی کہ مثل
فرعون موسی کے فرعون آل محمد بھی جابر و قاہر و دستان خدا ہوا بعد اسکے جو فرمایا کہ این معاملہ و شواتر
از ان نبود کہ حضرت لوط پیغمبر عرض دختران خود بر قوم کافر نمودہ یعنے جب حضرت لوط پیغمبر نے نظر باصلاح
قوم و دفع شر و فساد کافران ظاہری و باطنی سے اپنی بیٹیونکے ساتھ خود درخواست نکاح کی تھا اگر جناب امیر نے بھی نظر باصلاح غلاظت
و فظاظت و رفع شر و فساد بجبر و اکراہ نہ بخوشی خاطر اپنی فرضی بیٹی کو نکاح مین ایک منظہر الاسلام کے دیا تو کیا قباحت لازم آئی اور اوس
منافق منظہر الاسلام کیلیئے کیا شرف حاصل ہوا اصل کلام مقام یہ ہے کہ اہلسنت مدعی اسکی ہین کہ اگر شیعہ اس نکاح کا اقرار کرینگے تو ضرور ہے
کہ یا عمر کے ایمان کا اقرار کرین یا جناب امیر کے قائل فعل قبیح ہونیکا اقرار کرین ہم کہتے ہین کہ دونو باتین غلط ہین یعنی کہ ہم عمر کے
ایمان ظاہری کی جسکو معتبر باسلام کہنا ہین قائل ہین جیسا کہ کل منافقین کی حق مین قائل ہین نہ اونکی ایمان حقیقی کے اور فاعل
فعل قبیح ہونا جناب امیر کا جب لازم آتا کہ حضرت عمر منظہر الاسلام ظاہری بھی نہوتے بلکہ ظاہر بظاہر مشرک
ہوتے اور مجمع علیہ بین اہل الاسلام ہے کہ وہ ظاہر بظاہر مشرک نہ تھے بلکہ شیعون کے نزدیک بھی منافق
اور سنیونکے نزدیک پکے مومن تھے پس اگر کوئی شخص کہے کہ گو درمیان منافقین اور مومنین کے مواصلت
و مناکحت جاری تھی مگر جناب امیر کو کیا ضرورت تھی کہ منافقون سے وصلت کرین تو ہم کہینگے کہ ضرورت
یہ تھی کہ دفع شر و فساد ایک باغی طاغی کا منظور ہوا اسی سبب سے رضامندی اس نکاح پر بجبر و اکراہ تھی نہ بخوشی
خاطر پس اگر کوئی کہے کہ جناب امیر کے نسبت جبر و اکراہ کا قائل ہونا مستلزم اونکی ہتک حرمت کا ہے
تو ہم کہینگے کہ روایات نکاح بجبر و اکراہ تو سنیون ہی نے اپنی کتابون مین نقل کی ہین پس یہی لوگ خواہان ہتک
حرمت اپنی خلیفہ چہارمی کے ہوئے اور شیعہ تو اسکی نافی یا تنزلاً فرض کرنیوالے اون روایات کی ہین

پھر حقیقۃ اہلسنت ہی گناہگار و تقصیر وار ہین جنہون نے یہ روایتین جعلی بنائی ہین نہ شیعہ علاوہ اسکے لا نسلم
کہ جو امر انسان سے بخوشی خاطر عمل مین آوے وہ خواہی نخواہی موجب ہتک ہوگا اگر ایسا نکاح
درمیان مین ہوتا تو اس احتمال کو کچھ گنجایش ہوتی لیکن باوجود فرض نکاح ایک ظاہر الاسلام سے اگرچہ
وہ منافق ہی ہو کسیطرح گنجایش اسکی نہین ہے اس لیے کہ ہتک یا بنظر عامۃ الناس ہین ہے یا بنظر خواص ہین
اور دونو شقین باطل ہین اس لیے کہ عوام تو یہ سمجھے تھے کہ جناب امیر نے اپنی بیٹی ایک بادشاہ وقت
کو جو سب مسلمانونکا افسر ہے بیاہ دی ہے اور اہل دنیا بادشاہون سے رشتہ داری کرنےمین اپنے
چند پشت کا شرف جانتے ہین چنانچہ خود حضرت عمر نے اپنی صاحبزادی حفصہ کو کس ذوق وشوق
بیش از بیش سے خدمت رسولخدا صلعم مین پیش کیا تھا حالانکہ خلیفہ صاحب کے ان پیش بندیون اور
دور اندیشیونکو عقلا خوب سمجھتے ہین بلکہ بعضے جلے بھنون نے تو صاف صاف کہدیا ہے کہ
ڈھلا دیا تھی کو خلافت کے واسطے بنا دیا انکہ ناظرین تواریخ پر مخفی نہین ہے کہ رسولخدا کو ان ذات شریفہ
کی طرف میلان خاطر نتھا مگر حضرت عمر کے اصرار چند بار سے بمروت عمر نہ برغبت امر و گر ذات شریفہ کو
رکھلیا اور اس کیا وہ نے بھی آخر وہ کیا کہ حضرت نے غصہ مین آکر طلاق بھی دیا اور گھر سے نکال دیا کما
فی البخاری وحاکمیر بہرحال عوام کے نزدیک تو کوئی شائبہ ہتک بھی نہین ہوسکتا باقی چند خواص کہ جنکے
نزدیک نفاق عمری حتماً وجزماً بسبب غصب خلافت و غصب فدک و دیگر امور کے ثابت تھا وہ خوب
سمجھتے تھے کہ یہ فعل جناب امیر کا بغرض دفع اضطراری بضرورت داعیہ شرعیہ تھا اور ہر کل فعل
حرام بضرورت داعیہ حلال ہوجاتی ہین حتی کہ اظہار کفر کہ اوس سے بڑھکر کوئی حرام نہوگا وقت جبر و
اکراہ حلال ہوجاتا ہے جیسا کہ بحث تقیہ مین بیان معنی آیہ وافی ہدایہ الامن اکرہ مین تفاسیر اہلسنت
کررا یہ امر ثابت ہے فعل حرام بنا فضلا عن الفعل المستکرہ المباح وسیاتیک مزید ایضاح وافضاح
حتی یصیر الامر کالوضاح کالصبح اذا لاح قولہ چوتھا ثبوت مجالس المومنین مین لکھا ہے **اقول**
صاحب مجالس نے اس روایت کو کتب اہلسنت سے لکھا ہے چنانچہ ابن عبدالبر جو معتبرین علمائے
اہلسنت سے ہین کتاب استیعاب مین ترجمہ محمد بن جعفر مین لکھتے ہین وہو الذی تزوج ام کلثوم بنت علی

بعد موت عمر بن الخطاب جناب سید چونکہ نکاح عمری کو فرض کرکے بقول خود کہ اگر بنی دختر بعثمان داد جواب
دندان شکن دیچکی ہین پہر اس روایت سنیہ کے نقل مین کوئی قباحت نہین ہی کہ صاحبان ادراک بموجب قاعدۂ
کلیہ مقرر کردۂ آئمہ کرام علیہم السلام سمجھ لینگے کہ کون امر اس مین قابل قبول اور کون امر نامعقول وغیر مقبول
ہے اسلیئے کہ آئمہ علیہم السلام نے فرمایا ہی کہ دع ما وافقہم وخذ ما خالفہم فان الرشد فی خلافہم یعنی جو قول کہ مطابق
عامہ ہی اوسکو چھوڑ دے اور اونکے مخالف کو لے اسلیئے کہ راستی اونکی خلاف مین ہی الغرض اس
روایت سنیہ مین مطابق شیعہ فقط فقرہ اولے ہے یعنے نکاح ام کلثوم کا ساتھ محمد بن جعفر کے ہوا
اور فقرۂ ثانیہ یعنی بعد موت عمر پس چونکہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ عم سے شیعونکے نزدیک فی نفسہ باطل
ہی جیسا کہ ہمنے ابتدا مین وسکی بعض دلائل کیطرف اشارہ کیا پس یہ فقرہ قابل قبول نہوگا علاوہ اسکے
مبطل اس فقرۂ ثانیہ کے خود روایات تاریخی اہل سنت ہین کہ متفق ہین اسپر کہ انہین ام کلثوم کا نکاح ساتھ
عون بن جعفر کے بھی ہوا گو اسمین اختلاف ہے کہ مقدم عون بن جعفر ہین جیسا کہ ازالۃ الغین اور سرور
المحزون شاہ ولی اللہ اور اسماء الرجال اور اسد الغابہ اور اصابہ اور تاریخ خمیس وغیرہ مین ہی
یا مقدم محمد بن جعفر ہین جیسا کہ ذخائر العقبی مین ہی کہ دارقطنی نے کہا ہی کہ ان محمدا تزوجہا و لاثم عونا
اور باتفاق علماء ثقات اہلسنت مثل ابن حجر و ابن عبد البر و صاحب ذخائر شہادت عون بن جعفر بمقام تستر عہد خلافت
عمر مین ہوئی پس بعد عمر وہ عون کیا دوبارہ زندہ ہوئی کہ انسے نکاح قبل محمد بن جعفر یا بعد محمد بن جعفر ہوا اسی سے ثابت ہوا کہ
فقرۂ ثانیہ یعنی بعد موت عمر محض غلط ہی **قولہ** پانچوان ثبوت تہذیب مین جو معتبر کتاب ہے **اقول** کتب معتبرہ شیعہ مین
کوئی کتاب ایسی نہین ہے کہ شیعہ کل احادیث کو اوسکے صحاح جانین بلکہ صحاح اور حسان اور ضعاف
مین تمیز کرتے ہین اور اقوی کو واجب العمل اور غیر اقوی کو مطروح یا ماول کرتے ہین کما لا یخفی علی
من جاس خلال الدیار بخلاف سنیونکے کہ اپنی صحاح کو خصوصاً صحیح بخاری کو ایسا بڑھاتی ہین کہ
اگر کوئی سنی تعلیق طلاق اپنی جورو کی اوسکی صحت احادیث پر کرے تو واقع مین وہ مطلقہ ہو جائیگی
اور لیاقت اسکی یہم پہونچائیگی کہ اگر کسی شیعہ کے ستعہ مین در آئے تو وہ اوس سی لڑکے مثل عبد اللہ
زبیر کے حلال زادے جنوائے خفا نہوجیئے گا فقرہ اولی معتبرین علمائی اہلسنت کا ہے اور فقرہ ثانیہ

اور پھر نکاح نظلم و جور صادق ہی بدین وجہ کہ معنی غصب عرف لغت مین اخذ الشی ظلماً کے ہین کما فی القاموس اور
اخذ النکاح بالجبر و اخذ النکاح بالظلم مین محاورہ مین کوئی فرق نہین ہی کیونکہ تصرف ملک غیر مین بنا رضا مندی
مالک ہی اور یہی معنی ظلم کے ہین عند اہل السنہ بالجملہ بڑا فرق ہی درمیان اخذ الشی ظلماً بالنکاح اور درمیان
اخذ الشی ظلماً بالسفاح کے کہ اول مین نکاح فساق و فجار اور منافقین و کفار سے بلا ضرورت شرعیہ ناجائز
اور بضرورت شرعیہ جائز اور کسیطرح موجب ہتک حرمت نہین اور ثانی ہر طرح ناجائز اور موجب ہتک حرمت
اور یہ اگر کہا جاوی کہ حدیث مین فقط لفظ غصب ہی نہ نکاح بغصب تو ہم کہین گے ابتدائی حدیث تو لفظ
نکاح ہی ہی یعنی سئل عن نکاح ام کلثوم لیکن شیاطین اور اونکے چیلون نے دونو باتون مین بفریب وہی عوام
فرق نہ کر کے زبان دراز یان کین فقطع اللہ لسانہم بما یقولون الشاعۃ حیث لم یفرقوا بین فعل الابرار والاشرار
وشنعوا علی الاخیار بالعار والشنار بغیر التصحیح من الاخبار کما سیجئ تفصیل ذالک عنقریب فانتظر پس ہرگاہ مضمون
اس روایت کا مطابق مضمون روایات اہلسنت ہوا تو حمل علی التقیہ کو کون امر مانع ہی لیکن تفصیل و دلیل
پس بعد اس تمہید کے ہے کہ انبیا اور ائمہ علیہم السلام طبیب نفوس ہین پس بمقتضائی کلموا الناس علی قدر عقولہم
کے کاربند ہوتے تھے اور جواب ہر سوال مین وہی ارشاد فرماتے تھے جس سے تسکین سائل ہوجاوی پس
اگر سائل صاحب فہم ہے تو جواب تحقیقی اور سخن تحقیقی ہی اوسکا جواب تھا ورنہ جواب اقناعی پر اکتفا فرماتے
تھے کہ تسکین سائل کے لیے کافی ہوتا تھا جسطرح جیسے کسی نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ خداوند تعالی بڑی چیز
کو چھوٹی چیز مین درا سکتا ہے درحالیکہ دونو اپنی حال پر رہین یعنی بڑے چھوٹے نہوا اور چھوٹی بڑی
نہو حضرت نے جواب حقیقی کے فہم کی لیاقت اوسمین نپائی اور جانا کہ اگر مین نہین کہونگا تو اپنی نافہمی
عجز جناب باری پر محمول کریگا اسلیے جواب مین فرمایا کہ تیری آنکھ کی پتلی کتنی چھوٹی ہی اور آسمان کتنا بڑا
ہی حالانکہ تیری آنکھ مین سماتا ہے سائل کی تسکین خاطر ہوگئی حالانکہ یہ جواب حقیقی نتھا بلکہ جواب حقیقی وہ
تھا جو جناب امیر نے دیا تھا یعنی فرمایا تھا کہ خداوند تعالی موصوف بعجز نہین ہوسکتا اور کون شخص
قادر تر اوس سے ہی کہ آسمان کو ایک آن مین مثل انڈی کے کرے اور انڈی کو مثل آسمان کے
کردے و انا الذی سئلت انت فلا یکون یعنی لیکن جو بات تو نے پوچھی اوسمین صلاحیت و لیاقت کونیت

و وجود نہیں ہی مقصود یہ ہے کہ عاجز وہ ہی جو شی ممکن پر افاضہ وجود نکر سکے اور جو شی کہ محال ہی اوسکی ماہیت
کا نقص ہی کہ قابلیت افاضہ وجود نہین رکھتی نہ نقص قدرت قادر علی الاطلاق اور بحث نجوم مین حدیث ابن ملقن مین
گزرا کہ جناب رسولخدا نے جواب سوال اعرابی مین جو سائل متی الساعۃ تھا اعددت لہا پر اکتفا کی اور اسیطرح یہ
جواب سوال ایسا ہو کہ یہین اکتفا کی اور یہ کلام مررت بقبر کافر فبشرہ بالنار حالانکہ یہ کوئی جواب حقیقی نہ تھا
اور علمائی اہلسنت نی کہا ہی کہ آنحضرت نے جواب حقیقی نفرمایا کہ منظور ارتداد سائلین از دین اسلام تھا عدم
حصول مطلب کا اس مقام پر بھی امام علیہ السلام نے دیکھا کہ سائل نکاح ام کلثوم کے دلمین بہتون نے منقش
اور مرتکز کر دیا ہے کہ یہ نکاح کہ مستلزم حسن وخوبی عمر ہے ضرور بالضرور واقع ہوا تو اگر جواب تحقیقی جو
عدم الوقوع کا ہے اسکو دیا جاویگا تو یہ سائل دین امامیہ سے پھر جائیگا اسلیئے جواب کو مبنی اوپر
فرض وقوع نکاح غیر واقع کے کیا اور بخیال حسن وخوبی عمر کو جو سائل لازم نکاح فرضی سمجھا تھا اسطرحپر
مٹایا کہ بفرض وقوع غاصب خلافت نے بذریعہ اطالت و تطاول اپنی ہم اہلبیت سے بجبر و اکراہ نہ بخوشی خاطر
یہ نکاح کرایا پس نہ غاصب خلافت اس نکاح مین بھی غاصب ہی پس یہ جواب امام علیہ السلام
جو بفرض قول سائل ہی اوپر وقوع نکاح واقعی کے دلالت نہ کریگا اور مرجع اس تاویل کا طرف تقدیر
شرط کے ہوا یعنے امام نے فرمایا کہ اگر یہ نکاح ہوا جیسا کہ سائل کا زعم باطل ہی تو غاصب خلافت
اس نکاح مین بھی غاصب ہوا پس اگر یہ نکاح ہوا شرط محذوف ہے اور غاصب خلافت غاصب
فی النکاح ہی جزا ہوئی شرط محذوف کی اور اگر کوئی کہی کہ کلام امام مین شرط کا محذوف و مقدر ہونا
خالی از استبعاد نہین ہے تو ہم کہینگے کہ یہ بات سچ ہے مگر بعید ہونا لازم معنی تاویل ہی اگر بعید نہو
تو وہ معنی تاویل کیون کہلائین بالجملہ معنی تاویل کا انسان بضرورت قائل ہوتا ہے اور بلاضرورت
کوئی معنی تاویلی کیطرف نہین جاتا ہے اور اہلسنت کے مجال نہین ہے کہ صحت مین اس قسم کے
تاویل کے کچھ چون وچرا کر سکین اسلیئے کہ اس قسم کے تاویل اونکے علمانے بھی بجاے خود کی ہی
چنانچہ حدیث کاذب وغادر وخائن واثم ہونے ابوبکر وعمر مین جو صحیح مسلم وبخاری مین ہے
بعینہ یہی تاویل یعنے بحذف شرط کے ہے جیسا کہ امام نووی فرماتے ہین قولہ فاحکم بینی و بینہا

هذا الكاذب اه قال جماعة من العلماء معناه هذا الكاذب ان لم ينصف فحذف یعنے کاذب وغادر وخائن
وآثم جب ہے کہ اگر انصاف نکرے پس شرط ان لم ینصف کے محذوف ہی مقصود حضرات علمائی اہلسنت
یہ ہے کہ حضرت عمر کے قول مین بھی فقرا تمانی کاذبا غادرا خائنا آثما شرط ان لم ینصف محذوف ہی یعنے
مجھکو تم ای علی وعباس ایسا سمجھتے اگر مین انصاف وعدل نکرتا پس حضرت ابوبکر وعمر کے کاذب وغادر و
خائن نہونیکے لیئے ان لم ینصف او ینصف کی شرط کو محذوف اور مقدر کیا پس ہمنے بھی نظر اسکے کہ کلام امام مین خلاف واقع
لازم نہ آوے ایک شرط کو مقدر کیا پس انصاف نہین ہی کہ اپنی واسطے تو ایسی تاویل باطل ہو اور دوسرونکے
لیئے باطل ہوجائی اگچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران ہم مپسند بلکہ ہم کہتی ہین کہ ہماری تاویل بنظر سیاق وسیاق کی بہت
مناسب ہی اسلیئی کہ ظاہر ہی ہے کہ سائل مستفسر وقوع وعدم وقوع نکاح نہتھا ورنہ جواب امام بلاؤ نعم کافی تھا بلکہ منظور
سائل سوال از کیفیت صحت وعدم صحت اوس نکاح کے تھا جسکو اپنی زعم باطل مین واقعی سمجھتا تھا حضرت نے جواب
مین فرمایا کہ اگر نکاح ہوا تھا تو بجبر واکراہ وغصب ہوا تھا تو پھر اوسکی صحت مین اور غاصب کی شقاوت مین
کیا کلام ہے لیکن تاویل اہل سنت کی حدیث کاذب وغادر وخائن مین بنظر سیاق وسباق محض مہمل اور
بیجا و بیمحل ہی اس لیئی کہ صدر حدیث مین مضمون منازعت علی وعباس ہی میراث رسولخدا مین جب عمر کے
پاس واسطے انفصال کے آئے تب عمر نے کہا کہ مین خوب سمجھتا ہون کہ تم دونو جنگ زرگری باہم
آئے ہو مجھے الزام دینی کو اور پیشتر ازین ابوبکر کے پاس بھی گئی تھی مطلب تمھارا یہ ہے کہ مستحق میراث
دونو ہین نہ تم دونو اور تم دونو ہم دونو کو دعوائی میراث رسولخدا مین کاذب اور غادر اور خائن
وآثم سمجھتے ہو اس مضمون کو عمر اور ابوبکر کے انصاف کرنے اور ظلم کرنے کیا واسطہ کہ اگر انصاف کرین
تو وارث میراث رسولخدا ہوجائین تو اب بھی جو کوئی بعد غصب حق کسیکی عدل وانصاف کرے وہ
وارث ہوجائیگا بڑے اندھیر کی بات ہے کہ غاصبین بوجہ انصاف لوٹ پوٹ کے وارث بن جاین
قطع نظر اسکے پیغمبر اور امام کا کلام مجمل کہنا بنظر اسکے تھا کہ اگر جواب حقیقی صاف صاف دیاجاتا تو سائل
مرتد از دین ہوجاتا اسلیئے جواب ایسا دیا کہ محتاج تاویل ہوا حضرت عمر کو کسیکی ارتداد کا ڈر تھا جو
خود کو اور بیچارہ مردہ ابوبکر کو کاذب وغادر وخائن وآثم بحذف شرط کہا اور حذف شرط بغیر کسی وجہ

حضرت ام کلثوم شہیدہ کے کتب اقول افسوس ہے کہ ان کتب سے کوئی حضور کے کام نہ آئی اور کسی سے خاص
بیٹی فاطمہ کا ثبوت ایسے نہ ہو سکا پھر شیعوں کا انکار کیا قصور اور حضور تو ہر گلی وہ کیچہ ہیں ہے مگر کسی سے کچھ بلا
بلکہ جسکی طرف گئی اوسی اور ہی کچھ ہاتھ میں پکڑا دیا آپ نے اوسی کو غنیمت سمجھکر شکم مبارک میں رکھ لیا پیٹ
سے لگا اگر کلوخے بر سر آید وہ شادی برجہد کین استخوان است - اور یہ نہ سمجھے پیٹ تو ان کی قبر میں دفن استخوان
درشت وہ سگے شکم بردہ چون بگیر واندر نافہ قولہ اور ایسے متواتر خبر کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا اقول العجب
جس دروغ بیفروغ کو اپنے مطلب کے مطابق سمجھا اوسکو متواتر کہدیا حدیث بگو ہم کو جسکو کل محققین علمای اہلسنت
مکذوب وموضوع و باطل کہتے ہیں متواتر بنا دیا اور حدیث غدیر خم کو جسکے قریب دو سو صحابی کے راوی
اور صحاح میں موجود ہی غیر صحیح اور غیر متواتر کہدیا اور اسیطرح روایت عقد ام کلثوم کو جسکا ایک صحابی بھی راوی
نہیں ہی اور ایک حدیث صحیح بھی اوس میں نہیں اور خبر بعض اخبار ضعیفہ مجہول السند کے خلاف صحیح علمای اصحاب
ہی نہیں وارد نہیں ہی متواتر کر دیا ہی تو سنیوں کا اختیاری امر ہے بقول سنیوں کے خدا نے سب اپنے
بندوں کو مجبور کیا ہے مگر دو باتوں میں سنیوں کو اختیار کامل دیا ہی ایک تو یہ کہ جسکو چاہے خلیفہ
بنا لیا کریں دوسرے جس روایت کو چاہیں متواتر بنا لیا کریں قولہ اہل انصاف اس فرقے کے
تعصب اور عناد کو دیکھیں اقول اہل انصاف فرقہ سنیہ کے تعصب اور عناد کو دیکھیں اور اونکے
ہیچ بیانیوں کو ملاحظہ فرماویں کہ جن حدیثوں کے دو سو صحابہ بلکہ ہم عدول میں راوی ہیں اور صحاح میں
موجود وہ تو غیر صحیح اور غیر متواتر ہے اور جس حدیث ضعیف کے دو ایک راوی وہ بھی مجہول ہیں وہ
نہایت صحیح اور نہایت متواتر ہے ان بیہودہ گوئیوں کا جواب ہماری زبان سے کیا ہو سکتا ہے مگر
انشاء اللہ امام زمانہ کے زبان سے ملیگا فانتظروا انا معکم من المنتظرین قولہ اس روایت کی صحت کا
اقرار کریں اقول جو ضعیف اور مجہول السند ہو اسکے اگر کسی نے صحت کا اقرار کیا ہو تو کسی چھوٹے منہ
سی اوسکا نام بھی تو لے ہاں اکثر علما نے بفرض صحت جوابات دندان شکن دیے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ یہ
اور بات ہے اور اقرار صحت اور بات ہے لیکن کیا کیجیے کہ گدھے ایسے ہی ہیں گھوڑے
گدھے میں کچھ فرق نہیں کرتے اور گھوڑے گدھے سب ایک ہی لکڑی سے ہنکاتے ہیں قولہ

اور اپنی احادیث کے کتابون مین سنداً اسکو روایت کرین **اقول** ہماری کتب احادیث مین اخبار صحاح اور
حسان اور ضعاف سب روایت کیے جاتے ہین اس سے ہر حدیث کا صحیح ہونا کہان سے نکلا **قوله**
اور اپنی فقہی مسائل کا اوس سے استخراج فرمادین **اقول** کسی مسئلہ کا استخراج حدیث نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ
سے نہین ہوا کیون اسقدر جھوٹھ کہنے پر کمر باندھی ہی ہان جواہر الکلام مین موت ام کلثوم اور اوسکی بیٹی زید بن
عمر ہی سے استخراج ایک مسئلہ کا ہوا ہی اگر کوئی شخص اوسکو حدیث نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ سمجھے تو اوسکی عقلمندی
ہی شیعون کا ہمین کیا قصور **قوله** اور نہ ایک شخص بلکہ خلفا عن سلف الی قوله بسند صحیح نقل کرتے ہین **اقول** جھوٹھ
کے منہ مین کیا تعجب ہی کاس جھوٹھ پر آسمان کیون نہین پھٹ پڑتا کہ یہ دب جاوی زمین کیون نہین شق ہوتی کہ
سما جاوی کسنی بسند صحیح نقل کیا ہی اور کسنی صحت سند کا اقرار کیا ہی جو کچھ دلائل لغویہ آپ نے لکھے اوس مین
تو کسی کا دعوی صحت سند ہونا آپنے نہین بیان کیا پھر اس مقام پر دعواے صحت سند کہانسے کود پڑا اور
اگر فرمائیے کہ دلائل مین ذکر صحت سند بھول گئے تھے مگر اب نتائج مین یاد پڑ گیا تو ہم کہینگے کہ ہان بیل
نہ کودا کودے گون اس جگہ کے واسطے ٹھیک مثل ہے حقیقت یہ ہے کہ بعض روایات بظاہر
دال بر وقوع نکاح بجبر و اکراہ مطابق روایات کاذبہ اہلسنت کہ نکاح جبری پہ دال ہین وارد ہوے
ہین اور ہمارے علمانے بفرض تسلیم مثل روایات سنیان کے جوابات اوسکے دیئے لیکن
تصریح اوسکی ضعیف او مجہول السند ہونیکی ہی کی ہی اور کسی نے اوسکی تصحیح نہین کی ہے خلاف روایات انکار
از ائمہ اطہار کہ شیعون نے ابا عن جد و خلفا عن سلف اوسکی تصحیح کی ہی اور وہی معتقد اونکا ہے
جیسا کہ اہلسنت بھی اسکے مقر ہین کما ذکرنا سابقاً **قوله** اور اوسکی توجیہات سے سیکڑون ورق
سیاہ کرین **اقول** مقصود سیاہ کرنے اوراق سے توجیہات مین سیاہ کرنا مخالفونکے منہ کا ہے
کہ بفرض تمہاری قول باطل کے ہم بیس ہزار جواب دیسکتے ہین خدایا اس فرض و تسلیم سے اور اقرار
صحت سند و عدم صحت سند روایت سے کیا واسطہ مگر کیا کیجیے کہ ایسے کور مغزے کیطرف روئے خطاب
ہے کہ لائق خطاب اولے الالباب نہین **قوله** اور پھر بھی بعض حضرات غیرت اور انصاف کو چھوڑ کر **اقول**
بیغیرت دیجھیا و بے انصاف وہی حضرات ہین جو بے اثبات کسی بات کے دعوا ہائے بے سروپا کرین

قولہ اور یہ نہ خیال کریں کہ اگر ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ حضرت ام کلثوم نکاح میں حضرت عمر
کے رہتیں اقول بنت فاطمہ علیہا السلام سے جب نکاح ثابت ہی نہیں تو ایک ساعت ایک لحظہ
ایک لمحہ ایک پل ایک دقیقہ عمر کے نکاح میں نہیں رہیں اور جو سالہا سال عمر کے نکاح میں رہیں وہ بیچاری
جنتی وہ زوجہ شریفہ طاہرہ عفیفہ تھیں یعنی ام کلثوم بنت جرول خزاعی اور ام کلثوم بنت عقبہ ابن ابی
معیط تھیں لیکن راویان سنیان نے ان دونوں ام کلثوموں اور تیسری ام کلثوم بنت ابی بکر کو بھی اور
چوتھی ام کلثوم بنت فاطمہ کو ملا کر ایک کر دیا کما نبہنا علیہ قبل ذلک قولہ اور اسکی شہرت بدرجہ تواتر
نہ پہنچے اقول تواتر کا حال پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ حدیث غدیر خم جب متواتر نہیں ہے تو دنیا میں
کوئی خبر متواتر نہیں ہے پھر عقد ام کلثوم کے تواتر کے قائل ہونیکی امید شیعوں سے رکھنا خالی از حماقت نہیں قولہ
لیکن جب سالہا سال حضرت ام کلثوم زینت افزائے اقول ہم ابھی بیان کیا کہ سالہا سال زینت
افزائی خانہ خلافت مآب اور جننے والے زید بن عمر خطاب کے وہی ام کلثوم بنت جرول خزاعی
اور ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہیں نہ ام کلثوم بنت فاطمہ قولہ اور بعد حضرت عمر کے مرنیکے
اونکا نکاح جعفر طیار سے ہوا اقول نکاح ام کلثوم بنت فاطمہؑ کا محمد بن جعفر طیار سے ہوا نہ خود
جعفر طیار سے جو انکے عم حقیقی تھے یہ بھی عمداً کی مار ہے کہ مخاطب کو درمیان محمد بن جعفر اور خود جعفر طیار
کے فرق معلوم ہو اب سمجھئے کہ ایک چچازاد برادر ہیں جنسے عقد ہوا اونکا نام محمد بن جعفر ہے اور دوسرا
حقیقی چچا ہیں جنسے عقد حرام اونکا نام حضرت جعفر طیار ہے جنکی وفات قبل ولادت حضرت ام کلثوم
یا قریب ایام ولادت ہے ہم اسکو مانتے ہیں کہ مطابق قول رسول خدا ہے کہ اونحضرت نے نظر طرف
اولاد جعفر و علی کے کر کے فرمایا تھا کہ بناتنا لبنینا بیٹیاں ہمارے واسطے بیٹوں ہمارے کے ہیں کما
رواہ الثقات لیکن بعد عمر عقد کا ہونا چونکہ روایت سنیہ ہے کہ جسکا صاحب استیعاب ناقل ہے
اسکو شیعہ محض غلط بات سمجھتے ہیں کما مر قولہ اور آفتاب روشن کو کف دست سے کون پوشیدہ
کر سکتا ہے اقول سنی لوگ پوشیدہ کر دیتے ہیں بلکہ اوس پر خاک ڈالنے سے اپنے سروں پر
خاک ڈالتے ہیں یعنی خبر متواتر غدیر خم کو چھپاتے ہیں اور خبر موضوعہ مجعولہ ام کلثوم کو آفتاب بتاتے ہیں

لیکن اہل شعور سمجھتے ہین کہ کون آفتاب مثل آفتاب نصف النہار نمایان ہی اور کون آفتاب زیر تیرہ خاک کفر و
نفاق پنہان ہی قولہ یہی ہمنے نقل کیا ہے اقول تمہاری کل نقل تمہاری دعوای بی اصل کے مطابق
نہین ہی اور اوس سی ہرگز ثبوت نکاح خاص فاطمہ کے بیٹی کا نہین ہوتا ہے فارجع البصر اسلئے ما قلنا
ثم ارجع البصر ہل تری من فطور ولاکن من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور

قال المخاطب الفہامہ سادہ اشبل السلام

دوسرا قول جبکہ علمای اعلام شیعہ نے دیکہا کہ انکار کرنا اس روایت کا آفتاب پر خاک ڈالنا ہی اور اوسکو غلط
اور جہوٹہ کہنا مقولہ دروغ گویم بروی تو پر عمل کرنا ہے اسلئے اوسکی توجیہ پر توجہ فرمائی اور دوسری طور سی
اس فضیلت کے ابطال پر کمر ہمت باندہی گرچہ اون بزرگون نے نہایت سعی و کوشش کی اور ہر طرح کی توجیہ
اور تاویل فرمائی لیکن اوس سی بجای فائدہ کے نقصان ہی ہوتا گیا اور یہ جو قائم رہتے اصول مذہب تشیع
کے اوس مین خلل ہی بڑہتا گیا کاش وہ انکار ہی کیے جاتے اور گو اونکی تحریر و تقریر اچہی نہوتے پر انکو
کبہی بہی اوسکی صحت کا اقرار کرنے کی نوبت نپڑتا اسلئے کہ جو توجیہات اس نکاح کے معاملہ مین کیے گئے ہین
اونکے دیکہنے سے ہر شخص مذہب تشیع سی نفرت کرتا ہے اور اونکے سننے سے ہر مسلمان کے دل مین
ایک جوش غیرت کا پیدا ہوتا ہی و طرفہ یہ ہے کہ جتنی زیادہ توجیہات کرتے ہین اور جسقدر زیادہ تاویلات
بیان فرماتے ہین اوسیقدر اونہین کے اصول و عقاید کے برباد ہونے کا زیادہ ثبوت ہوتا جاتا ہے شعر
مریض عشق پر رحمت خدا کی مرض بڑہتا گیا جون جون دوا کی۔ اور زیادہ تر تعجب اسپر ہے کہ باوجود
اسکے کہ خود اونکے دل نے یقین پکڑا ہی کہ یہ توجیہات باطل اور تاویلات لاطائل دلی دین کے برائی ثابت
کرتی اسلئے اور لوگونکو اونکے مذہب سے نفرت دلاتی اسلئے ہین مگر با اینہمہ علم و فضل اوس سے
باز نہین رہتی اور باینقدر سی واہیات دلیل ہین مزید بلکہ اور بڑہاتے جاتے ہین اور اپنے
مذہب کو تباہ کرتے جاتے ہین انکو اونکے علما اور فضلا کی تقریرون اور تحریرونکو دیکھکر نہایت حیرت
ہوتی ہی کہ بارے خدایا اونکی عقل کہان گئی اور وہ پڑہنا لکہنا اونکی بیغیرت کو کون لیگیا کلام پیغمبری کے کلمات

زبان پر لانیسے شرم نہین کرتے اور ایسی عار و ننگ کی باتون کو ائمہ کے طرف منسوب کرنے سے لحاظ نہین
فرماتے دین محمدی کو تو خراب ہی کر چکے مذہب اسلام کو بھی بگاڑ چکے اصحاب نبوی کو بھی کافر اور منافق کہہ چکی ایک
اہلبیت رہگئی تھی جنکی مزید محبت کا دعویٰ کرتی تھی جنکے فضائل کا اقرار فرماتے تھے کہ اوسکو بھی در پردہ کھو دیا
اونکے فضائل کو بھی ایسی بیغیرتی کے کلمات کو اونکی طرف منسوب کرکے معائب سے بدل دیا اور یہ سب کچھ تو
کر چکے اور ہنوز ایمان کے دعوے مین ثابت قدم ہین معلوم نہین کہ انکا ایمان اور محبت کیا کیا نتیجے
دکھلائیگی **بیت** دل بردی و دین و جان شیرین * دین طرفہ کہ باز در کمینے

یقول المتمسک بولایۃ علی بن ابیطالب علیہ السلام

صاحبان انصاف و دراز اعتساف پر مخفی نرہے کہ شیعونکا اولے جواب عدم ثبوت نکاح بل
ثبوت عدم النکاح ہی اور جو دلائل ثبوت واقعیت پر حضرت مخاطب والاخطاب اور دیگر مریدان ابن خطاب
نے لکھے ہین وہ ایسے پوچ ولچر ہین کہ جس سے کسیطرح سے ایک ذرہ بھی ثبوت واقعیت نہین ہی اس لیے کہ مدار کل
دلائل کا یا اقرار بعض علما پر ہے یا بعض روایات پر اور ہمنے بیان کیا بشواہد و قرائن قطعیہ کہ اقرار انکا لغو
فرضاً و تسلیماً بقول المخاصم ہے اور بعض روایات بھی وہ ہین کہ علما جنکی تصحیح نہین کرتے بلکہ اوسکے احاد اور
ضعیف اور مجہول السند ہونیکی تصریح کرتے ہین اور علاوہ اسکے معارض اوسکی قوی اوس سے موجود ہین
پھر ثبوت واقعیت کہانسے ہوگا اور شیعونکا ثانوے جواب بعد فرض و تسلیم روایات کاذبہ سنیہ کے
ہی لیکن مفروض روایات سنیہ سے فقط اسقدر ہے کہ یہ نکاح فرضی بجبر و اکراہ نہ بخوشی خاطر ہوا اور اس
فرض کو یہ لازم نہین ہی کہ ہم کل خصوصیات مافی الروایات کو بھی مسلم کرلین اور جو قباحتین و وقاحتین و بیحیائیان
اور بیغیرتیان اوسمین مذکور ہون اون سب کو ہم مسلم کرتے ہون مثلاً روایات سنیہ مین ہی عمر کا بنت
فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کو بالجبر جناب امیر سے لینا اور قبل از نکاح فرضی بیحیائی چھاتی سے لگانا اور
آغوش مین لینا اور کشف ساقین کرنا اور بہ بدنظری نظر خیانت بفخذین ڈالنا اور اوس معصومہ کا طمانچہ
اوٹھانا اور کہنا کہ ای شقی یہ کیا کرتا ہے تیری آنکھین پھوڑ دونگی تیری ناک توڑ دونگی ان لچے پن شہدے پن

یہ حرکات کہ ہم فرضا بھی معترف نہین ہین اور پکار پکار کے کہتے ہین کہ یہ سب باتین راویان کذاب سنیہ نے فقط اہتطر توہین جناب امیر علیہ السلام بنائی ہین اور علمائی سنیہ نے اوسکی روایت کی ہی اور طرفہ یہ ہے کہ برائی بدشگونی کی لیئی اپنی ہاتھہ سی اپنی ناک کاٹی ہی اور خیال اسکا نہ کیا کہ حضرت عمر کا بھی فسق و فجور اور بیدینی اور بیحیائی اور بیہودہ پستی اونکی اور جھوٹھا اور خائن اور آثم ہونا اونکا بھی اونہین روایات سے نکلتا ہے اور یہ کہنا اونکا کہ مین خواہان بادہ نہین ہون کذب محض ہوا جاتا ہے ورنہ یہ حرکات شقاوت سمات اور کشف ساقین و نظر خیانت نظر نامحرمین کس لیئی تہا پہر کیف ہماری عرض یہہ ہے کہ جو توہین سنیون کی بظاہر جناب امیر کے لیئے اور حقیقت مین اپنے عمر کے لیئے ہے شیعون نے کہین اوسکا عشر عشیر بھی نہین کیا مگر دستور حضرات سنیہ کا ہے کہ اپنا عیب نہین دیکھتے اور دوسرونکے پھلی نہارتے ہین **قولہ** جب علمائی اعلام حضرات شیعہ نے دیکھا **اقول** جب علمائی اعلام حضرات سنیہ نے دیکھا کہ حضرات شیعہ غضب کرتے ہین کہ فقط ایک حدیث حوض مین خوض کر کے قیامت کیئے دیتے ہین اور کل فضیلت عمری باطل کر کے نفاق و ارتداد ثابت کیئے دیتے ہین اور ایسی روایتون سے انکار کرنا آفتاب پر خاک ڈالنا اور اپنے سر پر لینا اور ماہتاب پر تھوکنا اور اپنی منہہ پر اور پیٹھ پر لینا ہے اسیلیئے ایک دوسرے طریقہ پر توجہ فرمائی اور دوسرے طور سی اثبات فضیلت عمری پر کمر ہمت باندہی اگرچہ انکے بزرگون نی نہایت ہی سعی و کوشش سے اور طرح طرح کی روایتین اس بارہ مین بنائین لیکن اوس سی بجائی فائدہ نقصان ہی ہوتا گیا اور بعوض قائم رہنے مذہب سنن کے اوسمین خلل ہی بڑہتا گیا کاش وہ فقط نکاح ہی پر اکتفا کرتے جاتے اور گو اونکے علما و محدثین اثبات کفر و فسوق و فجور عمر مین جھوٹھی ہوتی بلا سے مگر کبھی اون احادیث خبیثہ کے صحت کا اقرار نفرماتے تو بہتر ہوتا اس لیئی کہ جو کثر روایات مخالفۃ العقل اس نکاح کے معاملہ مین کیئی ہین اونکے دیکھنے سے ہر شخص مذہب سنن سی ایسی نفرت تام کرتا ہے جیسے حلالخورون سے انسانکو نفرت ہوتی ہی اور اون روایتون کے سننے سے ہر مسلمان کے دلمین ایک جوش غیرت کا پیدا ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ اس مسلمانی سے نصرانی کرسٹانی نیچری ہونا بہتر ہے چنانچہ آخر کو ہمارے مخاطب جناب مولوی

محمد علی صاحب جزاہ اللہ بما یستحقہ ایسے ہی ہو گئے طرفہ لطیفہ تو یہ ہے کہ جتنے زیادہ روایات آپکی
گڑھے گئے اوسیقدر زیادہ فضیلتین عمر کے اور توہین اہلبیت کی بیان فرماتے گئے اونسے اونہین کے
اصول اور عقائد کے برائے اور ثابت ہوتی گئی اور حضرت عمر کے غاصب اور کاذب اور خائن
اور آثم ہونیکا کما فی صحیح المسلم والبخاری ثبوت ہوتا گیا ہ مریض جہل پر لعنت خدا کی ؛ مرض بڑھتا
گیا جون جون دوا کی قولہ اور زیادہ تر تعجب اسپر ہے کہ باوجود اسکے کہ خود اونکے دلون مین یقین
اسکا ہے اقول شیعونکو بھی زیادہ تر تعجب اسپر ہے کہ باوجود اسکے کہ خود سنیونکے دلونمین یقین
اسکا ہے کہ یہ جھوٹھی حدیثین باطل اور اکاذیب لاطائل جو در بارہ نکاح ام کلثوم سنیون نے
گڑھے ہین اونکے دین کے برائی ثابت کرنیوالے اور لوگونکو اونکے مذہب سے نفرت دلانیوالے
ہین مگر با اینہمہ علم و فضل دس سی باز نہین رہتی اور با این دعوا ہائی مسلمانی و ادعائی لسانی بجیا ہائی
عثمانی ہل من مزید ہل من مزید کہکر اپنے اصرار کو کذب مفتری ہین اور بڑھاتے جاتے ہین اور اپنی
ڈھکی مونديونكو کوچہ و بازار مین پھرا پھرا کر سن بیحیائی اور بے پردگی سے نچاتے جاتے ہین اور اپنی
مستورات کو ظاہر کرتے جاتے ہین ہمکو انکے علما اور فضلا فضلا اور محدثین کملا کی تقریرون اور تحریرون
کو دیکھکر نہایت ہی حیرت ہوتی ہی کہ بار خدا اونکی عقل پر کیسا پردہ پڑ گیا اور اونکی حیا و غیرت عثمانی کو
کون لوٹ لیگیا کہ ایسے بیغیرتی کے احادیث زبان پر لانے سے شرم نہین کرتے اور ایسی عار و
ننگ کی باتونکو حضرت عمر اور حضرت علی کیطرف منسوب کرتے ہین کہ علی کی بیٹی وہ بھی جو خاص فاطمہؑ کی
بیٹی اور خاص نواسی اونکی پیغمبر کی تھی اوسکو ایک بڑے خلیفہ اجنبی نے اپنی آغوش ہوسناکی مین
لیا اور بعد ان سب کے کشف ساقین اور نظر الی الفخذین کی اے سنیو اگر کچھ بھی غیرت ہو تو چلو بھر
پانی مین ڈوب مرو اور ان اکاذیب کی تصدیق اور تصحیح نکرو تم کچھ لحاظ نہین فرماتے کہ دین محمدی
کو تو بت پرستون اور شراب خوارون اور سور کھانیوالونکو خلیفہ بناکے خراب کر چکی مذہب اسلام کی
اور لا و حرام کے احکام بنانے سے بگاڑ چکے اصحاب اور احباب نبوی مثل ابوذر و عمار و ابن مسعود
کو قابل جوتیان اور لاتین کہانی عثمان کی اور لائق شہر بدر کرنے کے بنا چکے ایک اہلبیت رہگئی ہے

کہ جھوٹھہ موٹھہ کا دعوی جنکی مزید محبت کا کرتے تھے اور اونکے فضائل کا بھی اقرار فرماتے تھے اوسکو بھی در پردہ نہین بلکہ علانیہ مٹھو دیا اور دعوائی فدک مین حضرت فاطمہ ع کو جھوٹھا بنا دیا اور اونکی بیٹی کی ہتک حرمت کیلئے وہ حدیثین جھوٹھی بنائین جسکے سنتے سے ہر ایمان والے کے تن بدن پر لرزہ ہوتا ہے اور جوش غیرت مین زبان سی کیا کیا کچھ نہین نکلتا ہے جسکو عام وخاص خوب جانتی ہین اور ان اکذوبات سی کل فضائل کو معائب سی بدل دیا اور یہ سب تو کر چکے اور ہنوز مسلمانی کی خواہش مین ثابت قدم ہین معلوم نہین کہ ہماری مسلمانی اور انکی محبت وعنایت اونکو کیا کیا نتیجہ دکھلائیگی **بیت** دل بُردی و دین وجان شیرین * و دین فکر باز دگر کینی چونکہ اس قول کالبول مین حضرت مخاطب نے سوائی ہزل گوئی اور ہجو خوانی اور تیز زبانی سے کچھ نفرمایا اس لئی مناسب تہا کہ شاگردان میان مشیر کو یہ قول سپرد کیا جائے مگر ہمنے خلاف مروت جانکر درگزر کیا لیکن بمجبوری وناچاری اونکے الفاظ مستہجنہ کو اونہین پر منقلب کردیا کہ میان کی جوتی میان ہی کے سر پر سزاوار ہی لیکن اوسکے ٹانکے کچھ ٹوٹے تھے اسلیئے اونہین کے موچی صاحب کی ستالی سی اوسکو ٹنکوا دیا کر فرق مبارک پر جب پڑی تو ایک جانب دھڑ ادھڑ اور تڑا تڑ اور دوسری جانب سے پڑ اپڑ کی صدا سے نکلے

قال المخاطب المقام ہداہ اللہ سبل السلام

اب ہم اوس قول کو بیان کرتے ہین جو حضرات شیعہ نے بعد قبول کرنے صحت نکاح کے ارشاد فرمایا ہی اور اوسکو آئمہ کرام کیطرف وحاشا جنابہم عن ذلک منسوب کیا ہے وہ قول یہ ہی کہ حضرات فرماتی ہین کہ نکاح ام کلثوم کا ساتھ حضرت عمر کے جناب امیر کے رضا او رخوشی سی نہین ہوا بلکہ عمر فاروق نے جناب امیر کو تنگ کیا اور اونکو ڈرایا اور بہر قسم کا خوف دیا اور اوپر نہایت درجہ تشدد کیا یہانتک کہ قریب تھا کہ نوبت خونریزی کی پہونچے تب حضرت عباس پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کے چچا نے حضرت امیر علیہ السلام کو دبایا بخیال ہونے فتنہ وفساد کے یہ نکاح کردیا پس اس نکاح سی برائی عمر کی ثابت ہوتی ہی چنانچہ اس قول کی ثبوت مین ہم چند سندین علماء شیعہ کی بیان کرتے ہین پہلی سند سید مرتضی علم الہدی نے

کتاب تنزیہ الانبیا مین فرماتی ہین فاما انکاحہ فقد ذکرنا فی کتاب الشافی الجواب عن ہذا الباب الخ یعنی حضرت امیرؑ
نی اپنی بیٹی کا نکاح ساتھ عمر کے منظور نہین کیا مگر بعد اسکے کہ عمر نے اونکو دق کیا اور ڈرایا اور جھگڑا مچایا
جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نی دیکھا کہ فتنہ وفساد ہوا چاہتا ہے تب حضرت امیرؑ سے اس کام کو
اپنی اختیار مین لے لیا اور ام کلثوم کا نکاح ساتھ عمر کے کردیا اور یہ ہم بیان کرچکے ہین کہ شرع مین ہرگز ممنوع نہین ہے کہ
بجبر واکراہ لڑکی کا نکاح اوس شخص کے ساتھ کردیا جاوے جسکے ساتھ حالت اختیار مین جایز نہو خصوصاً
عمر سے آدمی کے ساتھ کہ وہ اسلام بھی ظاہر کرتا تھا اور تمام شریعت کا پابند تھا دوسری سند مواعظ حسنیہ
مین مجتہد صاحب فرماتے ہین کما نقل فی ازالۃ الغین کہ تزویج ام کلثوم باختیار حضرت امیر واقع نشد الے قولہ
بالفرض اگر باختیار ہم باشد عقل این را قبیح نمی داند کہ نکاح با مخالفین جایز باشد بلکہ عقل تجویز می کند کہ حضرت
حقتعالی مباح سازد برای ما نکاح کردن را با کفار چہ قباحت نکاح با کفار عقلی نیست مثل قباحت ظلم وقتل
وامثال آن وہیچگونہ عقلی باشد وحالانکہ معلوم است کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دختر خود را با کفار تزویج کردہ
وہرگاہ حقیقت حال چنین باشد پس چہ قباحت است دراینکہ جناب امیر علیہ السلام تزویج نماید دختر خود را
باکسیکہ بظاہر مسلمان باشد تیسری سند قاضی نور اللہ شوستری مصائب النواصب مین لکھتی ہین کہ صاحب استغاثہ
فرماتے ہین کہ ایک مخالف نی پوچھا کہ کیا سبب ہی کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نی اپنی بیٹی کا نکاح عمر بن خطاب
سے کردیا ہم کہتے ہین کہ ہمکو خبر دی ہی ایک جماعت نے ہماری مشایخ ثقات سی جن مین سی جعفر بن محمد بن ملک
کوفی ہین انہون نی احمد بن فضیل سی انہون نی محمد بن ابی عمیر سی انہون نے عبد اللہ بن سنان سی کہ مین نی سوال کیا
امام جعفر سی بابت نکاح ام کلثوم اونہون نے جواب دیا کہ ہوا اول فرج غصبناً کہ یہ پہلی فرج ہی جو غصب
کی گئی ہی اور یہ خبر مطابق اوس خبر کے ہے جسکو ہمارے مشایخ نے بابت نکاح ام کلثوم کے ساتھ عمر کے
روایت کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ عمر نے عباس کو حضرت علی علیہ السلام کے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ
نکاح ام کلثوم کا اونکے ساتھ کردیا جاوے حضرت امیرؑ نے انکار کیا جب حضرت عباس یہ خبر عمر کے پاس لائے
تب عمر نے کہا کہ اگر علی میری ساتھ نکاح اپنی بیٹی کا نکردینگے تو مین اونکو قتل کرونگا تب پھر حضرت عباس حضرت علیؑ کی
پاس آئے اونہون نی تب بھی انکار کیا یہانتک کہ آخر حضرت عباس نی علی سی کہا کہ اگر تم نکاح نہین کرتے ہو مین

کیئے دیتا ہون اور تمکو قسم دیتا ہون کہ میرے قول فعل کے خلاف نکرنا اور یہ کہکر حضرت عباس عمر کے پاس گئی اور
کہا کہ نکاح تمھارا ام کلثوم کے ساتھ ہوا جاتا ہی پس عمر نے آدمیونکو جمع کیا اور کہا یہ عباس چچا علی کے ہین اور علی نی
اپنی بیٹی ام کلثوم پر انکو اختیار دیا ہی اور اونکی نکاح کر دینے کے ساتھ میری اجازت دی ہی پس حضرت عباس نی
نکاح ام کلثوم کا ساتھ عمر کے کر دیا اور بعد تھوڑی مدت کے انکو عمر کے گھر بھیجدیا فقط اس روایت کو لکھکر قاضی
صاحب اسی کتاب مین فرماتی ہین کہ اصحاب حدیث اس روایت کو قبول نہین کرتے لیکن اسمین خلاف نہین ہے
درمیان اونکی کہ عباس نی ام کلثوم کا نکاح ساتھ عمر کے کر دیا بعد بہت سے جھگڑے قصے کے پس مین کہتا ہون
کہ جس کسی نے اس حکایت سے انکار کیا ہے اوسکا مطلب یہ ہی کہ حضرت عباس نی ام کلثوم کا نکاح ساتھ
عمر کے نہین کیا مگر یہ سبب اوسکی کہ جسکو ہمارے مشائخ نی روایت کیا ہے اور وہ مطابق اس روایت کے
ہے جو کہ امام صادق علیہ السلام سی مروی ہی کہ حضرت امام نے فرمایا ہو اول فرج غصبت منا کہ یہ پہلی شرمگاہ
ہے جو ہماری غصب کیئے گئے

بقول المتمسک بولایة علی بن ابیطالب علیہ السلام

یہ جواب باصواب شیعونکا قولی ہی بغرض تسلیم قول سنیان یعنی ہمنی فرضًا قبول کیا کہ روایت نکاح ام کلثوم صحیح
ہی لیکن اسمین کوئی قباحت نہین ہی ہان ظاہر مین اگر کچھ قباحت نظر آتی تو اوس صورت مین قباحت ہوتی
کہ بخوشنودی جناب امیر یہ عقد ہوتا لیکن جب بنا راضی جناب امیر ہوا اور بضرورت داعیہ ہوا تو قباحت
ظاہری بھی رفع ہوگئی گو اگر بخوشی خاطر جناب امیر بھی ہوتا تب بھی حقیقت مین کوئی قباحت نہین تھی اس لئی کہ
یہ نکاح ساتھ منافق مظہر الاسلام کے تھا اور منافقین سی عہد رسول مقبول سی اوسوقت تک بلا اجتناب مراسم
مخالطت و مواصلت و مناکحت جاری تھی ہین اس لئی کہ یہ امور متعلق بانتظام امور دنیا ہین اور عداوت و بغض
اہل نفاق و بدعت اور اہل فسق و فجور و معصیت متعلق باموراآخرت ہی اور اگر فرض کیا جاوی کہ یہ امر
یعنی مخالطت با منافقین فی نفسہ قبیح بھی ہو تو اگر بخوشی خاطر کوئی مرتکب اسکا ہو تو مذموم ہوگا لیکن جناب امیر
نے اسکا بخوشی خاطر نہین کیا بلکہ بجبر و اکراہ حالت اضطرار مین یہ نکاح کیا اور بخوشی خاطر نہ کرنا بلکہ بجبر و اکراہ کرنا خود روایات

اہلسنت سی ثابت ہی یہانتک کہ خود اون حضرت نے اسکا تکفل نکیا بلکہ عباس کو اسکا متکفل کردیا پس مدار اس جواب کا
اوپر روایات سُنیہ کے ہے کہ اوسی سی روایت زبیر ابن بکار ہے کہ وہ خود ہی کہتا ہی کہ جناب امیر علیہ السلام نی بنا بر اضطرار
و مجبوری متکفل اس نکاح کا عباس کو کیا بہرکیف یہ کل تقریر الزاماً للخصم ہے پس ضرور ہی کہ مدار اوسکا روایات مخاصم پر ہو نہ اپنی
روایات پر کہ اوس سی الزام مخاصم نہیں ہوسکتا اسلیئی کہ جب اپنی روایت کو ہم خود ضعیف اور مجہول السند کہتی ہین تو دوسروں کو
الزام اوس سی کیا دینگے پس ظاہر ہوگیا کہ مدار جواب روایات سُنیہ پر ہی گو بعض روایات ہماری بھی کہ جسکو ہم ضعیف اور
مطروح یا ماول کہتی ہین معاضد اوسکی ہون اور قضیہ جبر و اکراہ متفق علیہ ہوجائی اور اوسکی طرف اشارہ ہی آخر کلام صاحب استغاثہ
مین جسکی نسبت بغلط مخاطب صاحب طرف جناب علامہ شوشتری علیہ الرحمہ کے دیتی ہین اور اوسکے فارسی ترجمہ کے بھی غلط
سلط مترجم ہین کہ بعد نقل حکایت مکر و کید عمر قبل جناب امیر مین فرماتے ہین کہ اگرچہ محدثین سُنیہ این روایت
مکر و کید عمر کو قبول نہین کرتے لیکن خلافی نیست میان ایشان در اینکہ عباس تزویج نمود ام کلثوم را بعمر بعد از
طول مطالبہ و مدافعہ انتہی پس جب تمھاری ہی احادیث سی ثابت ہے اور تمھاری محدثین کو اقرار ہے کہ
یہ نکاح بعد طول مطالبہ جانب عمر غلیظ سے اور طول مدافعہ جانب جناب امیر سے ہوا تو معلوم ہوا کہ اون
حضرت نی بجبر و اکراہ واسطی رفع فتنہ و فساد کے نہ بخوشی خاطر یہ نکاح کردیا بلکہ اسقدر اس سی کراہت تھی کہ خود اوسکے
متکفل نہوئی بلکہ عباس سی کہا کہ تم جو چاہو کرو پس عباس نی بنظر رفع فتنہ و فساد واقطہ و انفظ کے کما ثبتنا من
صحاح اخبارکم کردیا اور شیعون کے نزدیک کل امور حرام مجبوری و ناچاری مثل اکل میتہ و اظہار کفر بدلیل
فمن اضطر و الا من اکرہ حلال اور جایز ہوجاتی ہین یہ نسبت امور محرمہ کے تہا لیکن ہمنی پیشتر بیان کیا کہ نکاح
منافقین کے ساتھ شریعت اسلام مین جاری و ساری ہی غایۃ الامر یہ ہی کہ امر مستکرہ ہوا اور جب شریعت
مین نظر بہ قاعدہ عقلیہ شرعیہ الضرورات تبیح المحظورات حرام حلال ہوجای فما ظنک بالمکروہات اب حضرات
سُنیہ کو لازم ہے کہ اس نکاح مین جو قباحتین لازم آئی ہون وہ بیان فرماوین بلکہ ہم اس سی بھی ترقی کرکے
کہتے ہین کہ اگر حضرت عمر ظاہر مین بھی مثل اپنی باطن کے مشرک و بت پرست ہوتے بلکہ دعوائی فرعونی و
شدادی و نمرودی فرماتے جب بھی نکاح ایک مومنہ کا مثل نکاح آسیہ بنت مزاحم کے ساتھ ایک کافر
فرعون مثل کے بضرورت داعیہ شرعیہ جائز ہوتا اب حضرات اہلسنت کو لازم ہے کہ اسکی قباحت اور حرمت

کسی دلیل عقلی و نقلی سی بیان فرماوین و انّی لہم ذالک اور جبراسکی کہ ٹہین ٹہین کرین اور کہین کہ ہتک حرمت لازم آئی
اور ہسی پرناچین کودین اور اوسنسے کیا ہوسکتا ہی مگر عقلا خوب سمجھتی ہین کہ ہتک حرمت توجب لازم آئی
کہ بایہ نکاح درمیان مین نہوتا کہ جسکو لوگ سفاح کہتی اور ہمنی سابق مین اشارہ کیا کہ اس نکاح مین عوام کے نزدیک
کوئی ہتک نہ تھی بلکہ شرف علی سمجھتی تھی یعنی علی ایسی صاحب عزت و شرافت تھی کہ بادشاہان عصر مین کوئی کفو ونکا نہ تہا
یہانتک کہ جو کل مسلمانون کا بادشاہ حکمران عرب و عجم تھا اوسنی جب اونکی بیٹی کی درخواست کی تو اونہون نی اپنی مراد شفقت
کے سامنے اوسکو بچی سمجھکر انکار کیا مگر بہت کہنے سننے کے بعد مجبوری اپنی بیٹی کے ساتھ بیاہ کردیا پس علاوہ
شرافت ذاتی کے ایک شرافت مصاہرت ساتھ بادشاہ عصر کے حاصل ہوئی تہا حال عوام کا کہ انسان کو نیکنامی
و بدنامی کا نسبت اونہین کے زیادہ خیال ہوتا ہے اب آئیے خواص کیطرف کہ بیشک بقول مخاطب وہ حضرت عمر کو
ویسا ہی سمجھتی تھی جیسا کہ خود ہی حضرت مخاطب والاخطاب صفحہ (۱۴۴) سطر (۱۱) مین نقل فرماتی ہین اور اونکا
کفر و نفاق اور ارتداد تو اکثر زبان مبارک مخاطب پر جاری ہی مگر بزبان شیعیان کہتی ہین نہ اپنی زبان سی
اسی طرح یہ بندہ خاکسار بھی زبان مبارک مخاطب سی کہتا ہی جو کچھ کہتا ہے نہ اپنی زبان سی مجھی بھی ڈر ہی کہ کوئی
نافہم حضرات اہلسنت سے یہ نہ کہنے لگے کہ یہ سید دیوانہ ہوگیا ہے کہ حضرت عمر کو ہمارے سامنی گالیان
دیتا ہی معاذ اللہ معاذ اللہ نہین بہائیو یہ سید دیوانہ نہین ہی مگر اپنے مخاطب والاخطاب کے اقوال
کو نقل کرتا ہے جیسا کہ مخاطب نے اقوال شیعہ کو نقل کیا ہے اور ظاہر ہے کہ نقل کفر کفر نباشد بہر کیف
بندہ ایسا نامہذب نہین ہی کہ بزرگان اہل سنت کو اونکے سامنے اپنی زبان سے برا کہے مگر مباحثہ مین ضرورت
نقل اقوال کی پڑتی ہی جسطرح جسے کہ مولوی مہدیعلی صاحب اور اونکے موچی صاحب اور لسباطی صاحب کو ضرورت
پڑی ہی آمدم برسر مطلب پس ایسی خواص کی نظر و مین جناب امیرؑ کی کوئی ہتک نہین ہوئی اس لئی کہ یہ لوگ خوب
جانتی تھی کہ جناب امیر علیہ السلام معصوم عن جمیع الخطایا ہین اور فعل و قول اونکا بضرورت داعیہ شرعیہ ہی نہایت
مستحسن بلکہ احسن الحسن ہی پھر جب ہتک حرمت نہ عوام کے نزدیک ہوئی نہ خواص کے نزدیک تو اب
سنئیے نکاح مین کرنا قابل اعتنا ہی ہماجان خود نہین ہے **قولہ** بعد قبول کرنے صحت نکاح کے ارشاد
فرمایا ہے **اقول** قبول کرنا حقیقۃً ہے بلکہ فرضاً ہے جیسا کہ ہمنے بیان کیا پس لازم تہا کہ مخاطب بجاے

لفظ ابعد قبول کرنے صحت کے لفظ ابعد فرض کرنے صحت کے فرماتے اور عوام کو دہوکا اور فریب دیتے
لیکن بیچارے کیا کرین کہ کاذبین غادرین کے کہانی صحیح المسلم تا سی و نکی گلی پڑی ہی **قولہ** ائمہ کرام کی طرف حاشاہم
عن ذالک منسوب کیا ہی **اقول** استدلال شیعون کا حضرات سنیہ پر اور انکو الزام دینا نہ اس راہ
سی ہی کہ یہ قول ائمہ ہی اس لئی کہ وہ لوگ قول ائمہ کو شیخین کے بارہ مین کب سنتی ہین ابو الائمہ کا قول بشہادت
حضرت عمر ایسے عادل کے اگرچہ بعدل تقدیری ہی شیخین کی بارہ مین کہ جناب امیر اون دونو کو کاذب
وغادر وخائین واثم سمجھتے تھے کہانی صحیح المسلم حضرات اہل سنت نہین سنتی تو دیگر ائمہ کی بات کب سنینگی
بلکہ اس راہ سے ہے کہ احادیث اہل سنت مین موجود ہے اور محدثین کو اونکے اسکا اقرار ہے کہ حضرت
علی نے بخوشی خاطر یہ نکاح نہین کیا بلکہ بجبر واکراہ عمری عباس کو اوسکا متکفل کر دیا پس اسی بنا پر شیعہ کہتی ہین کہ
فرضا غلیظا القلب جسطرح غاصب خلافت ہوا اوسیطرح اس نکاح جبری مین بھی غاصب ہوا **قولہ** چند سند مین
علمائی شیعہ کے **اقول** کوئی شیعہ اسکا منکر نہین ہی جو حضور کو احتیاج سند دینی کی ہو شیعہ تو جب تنزلا ہماری
قول کو فرض و تسلیم کرتے ہین تو اوس سی حضرت عمر کی برائیان او بحث اس نکاح فرضی کی جو بطور درت داعیہ
شرعیہ تھے بیان کرتے ہین **قولہ** اور تمام شریعت کا پابند تھا **اقول** یعنی جیسے کل منافقین ہوتے ہین
کہ ظاہر مین کل شریعت کے پابند اور باطن مین خود خدا اور رسول کے منکر نعضا عن الشریعۃ **قولہ**
مجتہد صاحب فرماتی ہین **اقول** الحق کیا بہت خوب فرماتی ہین کہ جب نکاح کفار کے ساتھ عقلا قبیح نہین ہی ورنہ
بنا بر تمہارے زعم باطل کے پیغمبر خدا کیون اپنی بیٹیان کفار کو دیتے تو اگر علی نے بخوشی خاطر بھی ایک بیٹی
مظلوم اسلام کو دی تو کیا قباحت لازم آئی فضلا عن الجبر والاکراہ کہ اگر وہ حسن تھا تو یہ بقیاس اولویت احسن ہوگا
ماشاء اللہ ماشاء اللہ یہ تقریر ایسی مضبوط و مستحکم ہے کہ جواب اسکا جو قابل قبول ارباب عقول ہو کسی مجتہد کے
منہ سے نہین نکل سکتا آرے ہمارے مخاطب اپنے ناقہمون سے جوانب و اطراف کلام کو تو نہ دیکھا
اور فکر اثبات کفر ظاہری خلیفہ صاحب مین ہوئی اور اگر اس سب کو ہم فرض بھی کرلین تب بھی جناب مجتہد صاحب
کا قول نہین ٹوٹ سکتا اس لئی کہ وہ مدعی ہین عدم قبح عقلی کے نکاح مین ساتھ ظاہری کفار کے بدلیل نکاح
بنات پیغمبر باقی رہا قبح شرعی پس ہر قبیح شرعی کہ عقلی بھی حالت اضطرار و اکراہ مین جائز و مباح ہی بدلیل

فمن اضطر والا من اکرہ کما اشیر الیہ **قولہ** صاحب استغاثہ فرماتی ہین **اقول** پہلے تو مجی صاحب نی ترجمہ قول
صاحب استغاثہ مین زری استر کے کاٹ چھانٹ کی پھر اوس کاذب کے خلف الصدق نے دوبارہ اوسپر
اپنے ظلم کی رائی پھیری لیکن صاحبزادی کی خیانت تو اونکے والد ماجد روحانی کی بیان سی کھل گئی لیکن مجی صاحب
کی چوری اور خیانت جب کھلتی کہ اصل مصائب النواصب موجود ہوتے لیکن اسوقت ہمارے پاس نہین ہے
مگر آخر کلام کا غیر منتظم ہونا دلیل اسپر ہے کہ بعضا اور آگے ہین فی کر حدیث اول فریج عصمت مناہی و قد مر ما فیہ
اور نا گیا بھی ذکر اوسی کے مضمون کا ہے مگر ابتدا مین ذکر کیا عمر قتل جناب امیر مین ہی اور چونکہ ذات شریف
ایسی کیادیون اور مکاریون مین اوستاد کامل تھی اور ایسے ہی مکر و فریبون سے خلافت سرا پا جلافت
کا حاصل کی تھی تو اونکی منطقیون سی ہاچندان بعید نہین وظہور شوری بھی جس سی حکم خلافت خلیفہ ثالث ہو گیا
جناب امیر علیہ السلام فرماتی ہین کہ عمر نے میرے قتل کی تدبیر پوری کی تھی مگر تقدیر مطابق تدبیر نہوئی بالجملہ یہ
خبر بھی اخبار احاد سے ہے جو قابل اعتماد فی الاعتقاد نہین اور محمول ہے بنت مجازی جناب امیر یعنی
بنت ابی بکر ربیبہ آنحضرت کی ہوسکتی ہی وکہین بنت فاطمہ کا کہ جسکے ہمارے مخاطب بھی قائل نہین ہی بنا بر
اسکے ہم کہ سکتے ہین کہ جب جناب امیر علیہ السلام کو اپنی بنت ربیبہ کے دینے مین عمر کو یہ انکار تھا جیسا کہ
اس روایت مین ہی تو بنت فاطمہ کو بخوشی خاطر دینا تو محال تھا **قولہ** بیان ہے کہ آنحضرت عباس نی
اقول حضرت عمر کی مکاری و کیادی کے پردہ فاش ہو جانے سے ڈھیٹ بنا ہون کے نزدیک
ہمارے مخاطب ڈرے اور اونکی مکر و کید کا ترجمہ ہندی مین کرنے سے شرماگئے اور اوسکو کھا گئے
بندہ اوسکا ترجمہ فارسی ترجمہ ازالۃ الغین صاحب تشادۃ العین سی کرتا ہے کہ جب باوجود تہدید و تخویف
قتل جناب امیر نے نہ مانا اور عباس نی عمر کو دوبارہ خبر امتناع علی کی دی تب عمر نے عباس سی کہا کہ روز جمعہ
مسجد مین حاضر ہو اور قریب منبر بیٹھ اور جو کچھ یہان ذکر ہو اوسکو سن تو تجھی معلوم ہو جائیگا کہ مین قتل علی پر قادر
ہون اگر ارادہ کرون پس عباس حاضر مسجد ہوئی جب عمر خطبہ موعظہ سی فارغ ہوئی تو لوگون سی مخاطب
ہو کر فرمانے لگے کہ ایہا الناس یہان ایک مرد اصحاب رسول خدا سے ہے کہ اوسنے زنا محصنہ کیا ہے
اور اوسکی زنا پر مطلع ہوا ہی تنہا امیر المومنین یعنی عمر پس اس بارہ مین تم لوگ کیا کہتی ہو پس ہر طرف سے

لوگون نی کہا کہ ہرگاہ امیرالمومنین نی اطلاع پائی ہی تو کسی غیر کے مطلع ہونیکی کیا حاجت ہی چاہیے کہ بی تامل خلیفہ کی
اوس حکم کو جاری کرین جب حضرت عمر مجلس سے پھری تو عباس سے کہا کہ اب جاؤ اور علی سے کہو جو تمنے سنا
پس قسم اللہ اگر علی نہ کرینگے تو مین کرونگا جو تمنے سنا پس عباس علی کی پاس گئی اور سب ماجرا بیان کیا پس کہا
علی نی کہ مین جانتا ہون کہ یہ بات اوسکی نزدیک بہت سہل و آسان ہی یعنی مقتضائی بے دینی و بے ایمانی ہی
ہے اور مین اوسکی آرزو کا برلانیوالا نہین ہون یعنی بخوشی خاطر پس عباس نی کہا کہ اگر آپ نہین کرتے تو
مین کری دیتا ہون اور آپ کو قسم دیتا ہون کہ اس امر مین میری مخالفت نفرمایئے پس عباس عمر کے پاس
گئی اور کہا کہ جو تو چاہتا ہے ہوجائیگا پس جمع کیا عمر نے لوگون کو اور کہا کہ یہ عباس چچا علی کا ہین اور
علی نی امر اپنی بیٹی کا انکے حوالہ کیا ہے اور حکم کیا ہے کہ اونکی بیٹی کا نکاح مجھسے کر دین پس عباس نے
نکاح کر دیا اور بعد چندروز کے عمر کے پاس بھیجدیا اور ہر چند محدثین شیعہ اس حکایت کبید و کو عمر کی
قبول نہین کرتے مگر اسقدر امر اتفاقی محدثین شیعہ ہی کہ اوسمین اختلاف نہین کہ عباس نی بعد بہت قصہ
و جھگڑے اور طول مطالبہ عمری اور مدافعہ علوی کے نکاح ام کلثوم کیا پس جو لوگ منکر حکایت کبید
عمری ہین وہ بھی مقر اس بات کی ہین کہ یہ نکاح بطیب خاطر نہین ہوا بلکہ بجبر و اکراہ ہوا اور یہی مقصود ہی روایت
اول فرج غصبت منا کا یعنی نکاح بجبر و اکراہ ہونا انتہی محصل قول صاحب الاستغاثہ ولیس فیہ الا ما فیہ الاستغاثہ
من اغاثہ ولاکن المخاطب صاحب اللہاثہ فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث وان تترکہ یلہث بالجملہ حکایت
کبید عمری بھی اخبار آحاد سے ہے کہ قابل اعتماد فی الاعتقاد نہین اور اسمین ذکر بنت فاطمہ کبھی جو مجموث عنہ
بین الفریقین ہی نہین ہی پس محمول بر بنت مجازی یعنی بنت ابی بکر ربیبہ جناب امیر ہونا جائز ہے و اذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال **قولہ** اس روایت کو لکھکر قاضی صاحب اوسی کتاب مین فرماتی ہین اقول
ہرگز قاضی صاحب نہین فرماتے بلکہ صاحب استغاثہ فرماتے ہین کہ متفق علیہ تمہارے محدثین کا ہے کہ
عباس نی بعد طول مطالبہ و مدافعہ اور بڑے قصہ جھگڑے کے یہ نکاح کر دیا ہی تو اگر ہم قول تمہارے
محدثین کا اس نکاح کے بارہ مین فرض بھی کر لین تب بھی عمر کی برائی ہی ثابت ہوتی ہی نہ بھلائی اور خود
آپ کے سبط ابن جوزی بھی اسی روایت کے قائل ہین اور خواجہ پارسا فصل الخطاب مین بھی روایت

سے لکھتے ہیں **قولہ** انکار کیا ہے اوسکا یہ مطلب ہے **اقول** جس احمق کو فارسی عبارت سمجھنے کی لیاقت نہین ہی وہ عربی کیا سمجھیگا لفظ دونکی فارسی عبارت اگرچہ وہ بھی غلط اسلط ہی مگر اوسمین بھی کوئی لفظ ایسا نہین کہ جسکا ترجمہ یہ مطلب ہی کیا جاوی کوئی ہمارے بیان صحیح منتظم کو چھوڑ کر اس ترجمہ غیر منتظم سے جو بالکل دلکھڑی لکھڑی عبارت ہی ملاوی اور حضرت مخاطب دالاخطاب کہ اولہ پُر خطاب کو صد آفرین و ہزار تحسین کہی

قال المخاطب المعتاھد اھد اقبل السلام

الحاصل ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی نی اپنی خوشی سی نکاح نہین کیا بلکہ حضرت عباس نے بزبردستی نکاح کر دیا لیکن یہ قول باطل ہی چند دلیلون سی پہلی دلیل اگر ہم تسلیم کرین کہ حضرت علی نی خود نکاح نہین کیا بلکہ حضرت عباس کو اختیار دیدیا اور اونہون نے نکاح کر دیا لیکن اس سی اصل نکاح کے ہونے مین کچھ شبہہ نہ رہا اگر حضرت امیر اُم کلثوم کے باپ تھی تو حضرت عباس بھی ام کلثوم کے دادا ہوتے تھے اگر باپ نی نکاح کیا نہ سہی اونکی اجازت سی دادا نی نکاح کر دیا اصل مطلب جو ہم ثابت کرتے ہین وہ ثابت ہو گیا دوسری دلیل حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ لائق زوجیت ام کلثوم کے تھے یا نہ تھے اگر لائق زوجیت کے نہ تھے تو حضرت عباس پر جو کہ حضرت علی مرتضی جناب سید الانبیاء کے چچا تھے اونپر معاذ اللہ سخت الزام عاید ہوتا ہے کہ انہون نی فاطمہ کی بیٹی پیغمبر خدا کی نواسی کا نکاح ساتھ ایسے شخص سے کر دیا جو کہ صلاحیت زوجیت کی نہین رکھتا تھا اور جو ایمان اور زہد و تقوی سی بھی بری تھا اسمین بڑا الزام حضرت علی کی ذات پر جا شائبہ عن ذلک موافق اصول شیعہ کے ہوتا ہے وہی حضرت عباس او نکے چچا پر ہو گا تیسری دلیل وکیل اور مختار ہونا حضرت عباس کا طرف سے حضرت علی کے معاملہ تزویج میں ان روایات سے بھی ثابت ہوتا ہے پس شرعا و عرفا فعل وکیل کا عین فعل موکل ہی اس لیئے فعل حضرت عباس کا ہی وہی فعل حضرت علی کا سمجھنا چاہیی پس گویا نکاح حضرت عباس نی کر دیا ہو مگر جبکہ وہ وکیل اور مختار جناب امیر کے ہوئے تو یہ نکاح باجازت جناب امیر کے سمجھنا چاہیئے اور اگر حضرت علی نی حضرت عباس کو اجازت نہین دی اور وکیل نہین بنایا تو بلا اجازت اونکے حضرت عباس کا وکیل و مختار ہونا جائز نہ ٹھرا اور اس سے

سخت الزام حضرت عباس پر آتا ہے اور غصب کرنے مین معین اور مددگار ہونا اونکا ثابت ہوتا ہے اور
پھر نکاح کا ہونا بلا اجازت ولی کے لازم آتا ہے اور اوسکا عدم جواز شرعًا و عرفًا ظاہر ہے اور اس سی
جو کچھ نتیجہ حاصل ہوتا ہے وہ عقلا کو معلوم ہے خدا حضرات شیعہ کو ذرا عقل و انصاف عطا فرما دی اور
اور تھوڑی سی غیرت اور شرم عنایت کرے کہ وہ ان اقوال کے نتائج پر غور کرین اور جو جو خرابیان اونمین
ہین اون پر نظر فرماوین بار خدایا یہ کیسے دوست اہلبیتؑ کے ہین ور اونکی فضیلت اور بزرگی کے کیسے
قائل ہین کہ ایسی باتین اونکی طرف منسوب کرتے ہین اور محبت کے پردہ مین اونکی برائیان بیان کرتے ہین
خدا کے لیئے کوئی انصاف کی آنکھ کھولکر دیکھے کہ وہ کیا کیا تہمتین آئمہ کے اوپر کرتے ہین اور ذرا گوش ہوش
سی پنبہ غفلت نکالکر سنیے کہ یہ حضرات کیسی برائیان اہلبیت اطہار کی بیان کرتے ہین نعوذ باللہ من ہفواتہم و
من سوء عقیدتہم اللہم احفظنا من شرور انفسہم و من سیات اعمالہم چوتھی دلیل اگر ہم تسلیم کرین کہ حضرت علی دل سی
راضی تھے کہ نکاح ہووے لیکن حضرت عباس کے سمجھانے سے راضی ہوئے اور وہ رضامندی
کچھ خوشی سے نہ تھی بلکہ مجبوری سی تو اس سی بھی الزام حضرت علی پر عائد ہوتا ہے جسکے بچانیکے لیے
یہ بناوٹ کی گئی ہی یعنی خوف سے جان کے حضرت عباس کے کہنے کو بہ مجبوری قبول کرلیا اور جان بچانیکے
لیئے عزت دینا گوارا فرمایا و نعوذ باللہ من ذلک اور اگر خوف جان نتھا تو ایسے معاملہ مین جسمین عزت و
آبرو کی ہتک ہووے او جس سی خاندان اہلبیت کو بٹہ لگے کہنا حضرت عباس کا ماننا ضرور نہ تھا بلکہ لازم
تھا کہ اپنے انکار پر اصرار فرماتے اور ہزار عباس سمجھاتے ایک بات بھی اونکی نہ سنتے بلکہ صاف کہتے
کہ چچا تمکو یا مین بزرگی کیا ہوا ہے جو ایسی سفارش کرتے ہو اور ہمیشہ کے لیئے اہلبیت اطہار مین داغ لگاتے ہو
ایک کافر یا منافق یا مرتد یا غاصب یا خائن ہی کیونکر مجھسے ہو سکتا ہے کہ اپنی بیٹی وہ بھی فاطمہ کے بطن سے
جسکی اولاد کو پیغمبر خدا نے اپنی اولاد فرمایا ہی اور جسکے بیٹون بیٹون کو سرور انبیا نے اپنا بیٹا بیٹی کہا ہے
ایک کافر یا منافق کو دیدون اور پیغمبر خدا اور فاطمہ زہرا کے روح کو ایذا دون اور اگر عمر فاروق ہاشمی
اور جبر کرنے ہی پر آمادہ ہوتے تو لازم تھا کہ اسد اللہی دکھلاتے ذو الفقار کو میان سی باہر نکالتے عرشی
اور تری ہاشمی تلوار کے جوہر دکھلاتے مرحب و انتر کی طرح غصب کرنے والونکے ایک ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے

کرتے آخر وہ تلوار جسنے جبرائیل امین کے پر کاٹے اور وہ ذوالفقار جسنے جعفر جنّی کے دو ٹکڑے کئیے کسدن کے لیئے تھے اور وہ شجاعت و مردانگی جو بدر و حنین مین کفار کو دکھلائی اور وہ قوت جو جنگ خیبر مین ظاہر فرمائی کس روز کے واسطے رکھ چھوڑی تھی برائی خدا کوئی اس عقل کے دشمن فرقے سے پوچھے کہ اس سے زیادہ شیر خدا کے حق مین دوسری ہتک اور بیحرمتی کی بات کیا ہوگی کہ اونکے نبات طیبات کو بجبر و اکراہ کافر فاسق لینے پر مستعد ہون اور شیر خدا اسد اولیا سند الاصفیا سید الاوصیاء اسد اللہ الغالب امام المشارق والمغارب امیر المومنین علی ابن ابیطالب کافرون کے قتل کرنیوالے خیبر کے فتح کرنیوالے دشمنونکے ایک نگاہ مین ہلاک کرنیوالے ہزار جنون کو ایک چٹکی مین زیر و زبر کرنیوالے جنکی ذات خدا کی قدرت کی نشانی جنکا وجود اللہ کے جلال و عظمت کا نمونہ جنکے نام سے کفار عجم لرزان جنکی صورت سے شجاعان عرب ترسان کیسے علی خدا کے شیر رسول کے بھائی بتول کے شوہر نامدار حسنین کے پدر بزرگوار نظم

وصی نبی جفت پاک بتول	فروزندہ شمع دین رسول
فشانندۂ جان براہ خدا	نمایندۂ کفر از دین جدا
در آرندۂ عمرو مرحب ز پائے	بر آرندۂ باب خیبر ز جائے
رہانندۂ موسے از رود نیل	دمانندۂ گل ز نار خلیل
بساحل رسانندۂ فلک نوح	کشایندۂ باب ہائے فتوح
ہواخواہ او جبرئیل امین	بفرمان او آسمان و زمین
نہ کس جز نبی ہم ترازوی او	قوی دست قدرت ز بازوی او

باینہمہ شجاعت و ہیبت اور باین جلال و عظمت ایک عمر کے ڈرانے سے ڈر جاوین اور بچھے چونہا چرانا کرین اور عار و ننگ کو اپنے اوپر گوارا کرلین اور بارضامندی اپنی اوسکی گھر اپنی بیٹی لخت جگر نور نظر کو بھاوین تف ایسے عقیدہ پر اور نفرین ایسی تہمت پر بیت گر مسلمانی ہمین است کہ حافظ دارد

وائی گر از پس امروز بود فردائی

بقول المتمسک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام

ہم نہین سمجھتی کہ حضرت مخاطب کس بات کا ابطال فرما رہی ہین ہمنی تو نکاح کو جو بقول سنیونکے ہے فرض و تسلیم
کرلیا اب ہم حضرات اہلسنت سی کہتی ہین کہ اسمین جو قباحت لازم آئی ہو اوسکو بیان فرماکے ہمسے اوسکا
جواب لین مخاطب صاحب کہتی ہین کہ اب ضرور ہی کہ حضرت عمر کو پکا مومن متقی پرہیزگار سمجھو ہم کہتی ہین لانسلم
اسکی کوئی ضرورت نہین ہی کہ اگر نکاح مومن متقی سی ہو تو نکاح جائز ہو ورنہ باطل ہو اس لئی کہ نکاح کفار سی
کوئی قبح عقلی نہین رکھتا ورنہ بنا بر تمھاری زعم کے تین بیٹیان پیغمبر کی تین کافرون یعنی ابی العاص و ابنی ابولہب
کو نہ دیجاتین اور حضرت لوط اپنی بیٹیان کفار سی ہولا بناتی ہن اطہر لکم نفرماتی اور چونکہ اشعریہ لاشعور حسن و قبح
عقلی کے منکر ہین تو انکو کسی طرح سی شایان نہین ہوسکتا کہ اس قبح کے قائل ہون باقی رہا قبح شرعی جو لاتنکحوا المشرکین
سی ثابت ہی پس ہم کہتی ہین کہ یہ مشروط ہی بعدم الضرورۃ اس لئی کہ کل احکام شرعیہ ایسی ہی ہین کہ جناب باری
نے فمن اضطر والا من اکرہ سی ہر مضطر اور مجبور کو مستثنے فرمایا ہے علاوہ اسکے یہ قبح شرعی مخصوص ہے
واسطی مشرکین کے اور شیعہ گو حضرت عمر کو کافر بہ کفر نفاقی جانتی ہین لیکن کافر بہ کفر اسلامی نہین جانتی ہین
اس لئی کہ باتفاق ہمارے اور تمھارے وہ مشرک بت پرست اور منکر لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ نہ تھی
گو چتیر چالیس سال تک تھی مگر بالفعل تو نہ تھی لیکن بالفعل وہ منافق تھی اور کوئی آیت اور کوئی حدیث اوپر عدم
جواز نکاح کے منافقین سی نہین دلالت کرتے اور اگر کوئی کہی کہ گو سنیون کے یہان کوئی حدیث نہین ہی مگر شیعون
کے یہان تو حدیث ہے کہ سنیونکو بیٹی ندو تو ہم کہینگے کہ یہ محمول ہی یا اوپر کراہت کے یا محمول ہی اوپر حرمت
کے نسبت معلن بعداوت اور منکر بفضیلت اہلبیت کے یا محمول ہی اوپر عدم ضرورت شرعیہ کے لیکن
جناب امیر علیہ السلام کو ضرورت شرعیہ موجود تھی یعنی جب عمر نے جبر و اکراہ کیا تب اونحضرت کو خوف فتنہ و
فساد و خونریزی کا ہوا حالانکہ شرائط جہاد اوسوقت تک موجود نہ تھے لاجرم جو نکاح کہ حالت اختیار مین
ناجائز تھا حالت اضطرار مین جائز اور مباح اور صحیح ہوگیا بلکہ نظر بضرورت واجب و لازم اوسکا کرنا ہوگیا
لیکن جبر و اکراہ عمر کا اور لطیب خاطر جناب امیر کے نہونا پس روایات اہلسنت مین موجود ہی بلکہ جناب سید شوشتری
علیہ الرحمہ نقل عبارت مستغاثہ مین فرماتے ہین کہ جمیع علمای محدثین اہل سنت ہی کہ عباس نے بعد گفت و شنود بسیار
اس نکاح کو کر دیا جیسا کہ ابھی خود حضرت مخاطب اوسکی ناقل ہوئی اور سابقا ہمنے سبط ابن جوزی کا قول نقل کیا ہے

اگر وہ بھی جبر و جرم ہی کا قایل ہی کہ حضرت علی نی پہلی انکار کیا جو عمر کو سخت ناگوار معلوم ہوا تب حضرت عباس نی جناب امیر کو سمجھایا اور کہا کہ زوجہا عنہ فقد طلبنی عنہ کلام اب نکاح کر دینا مناسب ہی کیونکہ وہ کلام ہمنی عمر سے سنا ہے کہ جس سے ہوئی فساد آتی ہی برائی خدا فرماییے کہ اس روایت مین اور اوس روایت مین جسکی باطل کرنیکا آپکو شوق چرا ہے فرق کیا ہے محقق دہلوی شیخ عبد الحق بھی فصل الخطاب سی یہی نقل کرتی ہین کہ خود حضرت عباس نے جناب امیر کو سمجھا کر نکاح کر دیا بعد اسکے مخاطب صاحب فرماتے ہین کہ بنا بر اسی جبر و اکراہ کے بڑی ہتک حرمت اور آبرو ریزی جناب امیر کی ہوئی پس اوس جناب کو لازم تہا کہ ذوالفقار صاعقہ کردار کھینچکر عمر کو فی النار کر دیتے مین کہتا ہون کہ سنیون کے محدثین نے اسی نظر سے یہ روایتین بنائی ہین کہ بے آبروئی جناب امیر کی ثابت کرین گو عمر کا بھی فاجر و فاسق و غاصب ہونا انہین روایات جعلیہ سے ثابت ہو جائی تو بلا سے اونکو فقط غرض جناب امیر کے اثبات جبن اور آبرو ریزی ہی ہی لیکن علمای سنیہ کو لازم تہا کہ جب ان احادیث کی تصحیح کی تو کچھ توجیہ بھی کرتے کہ جس سے نفسق و فجور عمر لازم آتا نہ ہتک حرمت جناب امیر و انی لہم ذلک افسوس ہی کہ حضرات اہل سنت ام آبان بنت عتبہ کو تو اس درجہ جری بیان کرین کہ خلیفہ کے خطبۃ النکاح کا صاف جواب دے کہ ہم ایسے بدخو بدمزاج سی نکاح نہین کرتے جو منہ بنائی گھر مین آئے تیوری چڑھائے باہر جائی اور خلیفہ کچھ نہ کرسکین اور اپنی خلیفہ اول کی بیٹی ام کلثوم کے جرأت دکھائین کہ خلیفہ دوم کے نکاح سی انکار کرے اور بدمزاج بنائی اسپر خلیفہ سے کچھ نہ بن پڑے مگر جناب امیر کو با ایہمہ قدرت و شجاعت و کثرت قوم و قبیلہ ایسا مجبور اور عاجز اور ناچار جانتے ہین کہ باوصف انکار شدید و حیلہ و حوالہ و عذر و معذرت کے مجبور رہو رہے کہ اپنی بیٹی کو ایسے بدخو بدمزاج بڑے خبیث سے بیاہ دیا اور کوئی تدبیر کارگر نہو سکی بلکہ اسدرجہ مجبور رہو سے کہ بغیر بیاہے خلیفہ صاحب کے پاس مجمع عام مین اپنی بیٹی کو بھیجدیا جسپر وہ بھی اس بیغیرتی سی پیش آیا کہ بوسہ لیا گلے سے لگایا ساق پاکھولا یہانتک کہ خود اوس لڑکی کو ان حرکات ناشائستہ پر اوس نالایق کے غصہ آیا اور چاہا کہ ایک طمانچہ سے ناک عمر کی توڑ دے آخر اوسی غیظ و غضب مین جہنجہلا کر چلی آئی اور باپ سے شکایت کی کہ کس خبیث بڑھے کے پاس مجھکو بھیجدیا اسپر بھی نہ جناب امیر ہی کو حمیت آئی نہ اور کسیکو خاندان بنی ہاشم سے غیرت معلوم ہوئی بلکہ برعکس اسکی اوسی بڑھے سے نکاح کر دیا یا یہی بھیجنا ہی نکاح قرار پایا

غرض ان شیعیان خدا و رسول نے کوئی درجہ توہین و تحقیر و تذلیل اہلبیت کا اوٹھا نہ رکھا مگر یریدون لیطفؤا نور اللہ
واللہ متم نورہ خدا و رسول و اہلبیت اطہار کی عظمت زیادہ ہوتی گئی اور عمر کا فسق و فجور و جبر و قہر ثابت ہو گیا اور جناب امیرؑ کا
کچھ نہ بگڑا اس لیئی کہ عوام نے جانا کہ جناب امیرؑ کی بیٹی بادشاہ وقت سے بیاہی گئی اور خواص نے جانا کہ ایک
منافق فاجر و فاسق سی بضرورت شرعیہ بیاہی گئی اور یہ جو کہا کہ جناب امیرؑ کو ذوالفقار کھینچنا لازم تھا تو وقت
غصب خلافت زیادہ تر لازم تھا مگر ذوالفقار کو نہ کھینچنا اسلیئی کہ خلاف حکم خدا و رسول تھا کیونکہ شرائط
جہاد موجود نہ تھے چنانچہ ابن ابی الحدید جو بڑے دوستان عمر سے ہے شرح نہج البلاغہ مین لکھتا ہی کہ جناب امیر
فرماتی تھی کہ اگر چالیس آدمی بھی میرا ساتھ دینے والے ہوتے تو مین ضرور تلوار کھینچتا اور غاصبون سی جہاد
کرتا اور جناب رسول خدا تو قوت اور شجاعت اور کل صفات کمالیہ مین اولین و آخرین سی بڑھے ہوئے
تھے اور جناب امیر اور حمزہ اور عبیدہ ایسے جوانمرد بھی انکی ساتھ تھے بلکہ حضرت عمر ایسے کافر کش
بقول آپ کے جنکے ایمان لانیسے چالیس مسلمان پورے ہو گئے تھے وہ بھی موجود تھے پھر جناب رسول خدا
نی تلوار نہ کھینچی اور غار تیرہ و تار مین معہ یار غار چھپے تو جب جناب امیر کی شجاعت مین حضور حرف زن
ہوتے ہین تو پیغمبر خدا کی شجاعت کیا بلکہ نبوت مین مثل حضرت عمر کے مانند واقعہ حدیبیہ حرف زن ہونا ضرور
ہے اب لازم ہے ربقہ اسلام گلے سے نکالیئے اور زنار کفر گلے مین ڈالیئے لیکن اوسوقت مین بندہ
بنظر آپکی تلون مزاجی کے کہ یاد وہ تلونات عمری ہی خدمت شریف مین بصد ادب عرض کریگا کہ ؎
در کفر ہم ثابت نہ زنار را رسوا مکن **قولہ** ان روایات سی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی نے اپنی خوشی
سے نکاح نہین کیا اے **قولہ** یہ قول باطل ہی بچند دلیل **قول** یہ قول سی مراد اگر بطلان قول نکاح
ہے تو ہمارا بھی قول یہی ہی کہ اصل دعوائی نکاح ہی باطل ہی مگر سنیون کی خاطر سے ہمنے فرض کرلیا ہی
اور بعد الفرض اوسکی قباحت پوچھتے ہین اور اگر غرض یہ ہی کہ نکاح بنا رضامندی باطل ہی تو مدار
اثبات نارضامندی تمھاری ہی احادیث پر اور اقرار پر تمھارے محدثین کے ہے کہ جناب امیرؑ
ایسے ناراض تھی کہ خود متکفل اوسکی نہوئی بلکہ عباس اوسکی متکفل ہوئے پس اگر تم اپنی ہی احادیث
کو باطل کرتے ہو تو چشم ما روشن دل ما شاد ہم بھی اوسکو باطل ہی جانتے ہین **قولہ** اگر ہم تسلیم کرین کہ حضرت

علیؑ نے خود نکاح نہین کیا **اقول** چونکہ یہ مضمون یعنی خود نکاح نہ کرنیکا تمھاری ہی احادیث مین موجود ہی تو تمکو
جھک مارکے ماننا پڑیگا پھر اس مین شیعون پر کوئی احسان حضور کا نہین ہی اگر مانیئے گا تو ہمارا جواب
بفرض و تسلیم نکاح انہین احادیث سے موجود ہے اور اگر نہ مانیئے گا تو ہم بھی اپنی فرض و تسلیم سے ہاتھ اوٹھا لینگی
اور کہینگے کہ جسطرح تمہاری یہ احادیث غلط ہین اوسیطرح کل احادیث تمہاری دربارہ وقوع نکاح غلط ہین
اور ہماری حدیث اس بارہ مین چونکہ ضعیف السند ہی اور خلاف عقل و نقل ہی پس مطروح ہی یا ماوّل ہی لیکن عقل سلیم
قبول نہین کرتی کہ جناب امیرؑ نے ایسے موذی خدا و رسول کو کہ مصداق من آذاہا فقد آذانی و من آذانی فقد آذی اللہ
ہی بچّی بیٹی دی ہو لیکن نقل پس قول امام جعفر صادق علیہ السلام کہ اس نکاح کی نفی دروغگو اور راہ راستی سے گمراہ مین معارضہ
کیلئے موجود ہے **قولہ** لیکن اس سے اصل نکاح کی ہونیمین کچھ شبہہ نرہا **اقول** سبحان اللہ کیا فہم ہے کیا ادراک ہے اور کیسا قوت عقل
چالاک ہی حضرت مخاطب شروع کلام کو اپنے بھول گئی خود ابتدای کلام مین فرمایا تہا کہ دوسرا قول یعنے پہلا قول تو انکار اس
نکاح کا تہا اور دوسرا قول قبول کرنا اوسکا اور اوسکی توجیہات بیان کرنا چنانچہ بعد بکنے کچھ ہفوات
کے فرماتے ہین اب ہم اوس قول کو بیان کرتے ہین جو حضرات شیعہ نے بعد قبول کرنے صحت نکاح کے ارشاد
فرمایا ہے انتہی اب اسجگہ ابطال توجیہ جبر و اکراہ مین فرماتے ہین کہ اگر تسلیم بھی کرلین توجیہ جبر و اکراہ کو تو اس سی
نکاح کے ہونیمین کچھ شبہہ نرہا ارے احمق نکاح کو تیرے خصم نے فرضًا قبول کرلیا ہے پھر اوسکے اثبات
کی کیا حاجت ہے جو کوئی کہی کہ اصل نکاح کے ہونیمین شبہہ نرہا شبہہ تو جب تھا اگر جب ایک بات ہمنے
بخاطر سنیان فرضًا قبول ہی کرلی ہی تو اوسکے ثابت ہونے سے توجیہ جبر و اکراہ کیونکر باطل
ہوگئی اب مخاطب کو چاہیے تھا کہ ابطال توجیہ کرے نہ یہ کہے کہ نکاح ثابت ہو گیا جو خود ہمنے قبول
ہی کرلیا ہے ولو فرضًا اوسکے ثبوت سے کہنا کہ توجیہ باطل ہوگئی کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ اس سے
ہوئی ہین معلوم کہ حضرت مخاطب ہوش مین ہین یا کسی کڑی بوتل کی ترنگ مین ہین ذرا چونکا کر فرمائیے
تو ہم سمجھین کہ آپ کیا فرماتے ہین ابھی تو حضرت ہذیان سرائی آپکی تقریر ہم کچھ نہین سمجھتے **قولہ** حضرت عباس
بھی ام کلثوم کے داماد ہوتے تھے **اقول** یہ محاورہ خاص حضور کی مادری زبان کا ہی جو آپنے
اپنی اماں جان سے سیکھا ہے اور محاورہ عرب مین باپ کے اعمام کو طبقات مین اعمام ہی کہتے ہین چنانچہ مشہور

ہوتے تخصیصاً جد من الاب جسکے لیئے ولایت نکاح بنت الابن ہی **قولہ** اصل مطلب جو ہم ثابت کرتے ہین
وہ ثابت ہوگیا **اقول** اصل مطلب تمھارا اس مقام پر ابطال توجیہ ہے نہ اثبات نکاح کہ جسے تو
بقول تمھارے اوسکو قبول ہی کرلیا ہے ذرا ہوش مین آیئے بے ٹھکانے ہذیانات نہ بکیئے اور مصداق الی الجہل
لیبجر نہو جیئے مگر یہ کہ فرمایئے کہ جب پیغمبر صاحب بقول حضرت عمر صاحب لیبجر ہوے تو ہم کیون نہون
قولہ دوسری دلیل حضرت عمر لایق زوجیت کے تھے یا نہ تھے **اقول** ہرگز ہرگز حالت اختیار مین لایق
زوجیت نہ تھے کہ حقیقت مین بے دین و بے ایمان تھے گو ظاہر مین مظہر الاسلام تھے **قولہ** تو حضرت عباس
پر ایسے قول سخت الزام عاید ہوتا ہے **اقول** جب یہ نکاح بخوشی خاطر اختیار آنہ تھا بلکہ باضطرار جبر و
اکراہ تھا تو نہ عباس پر کوئی الزام عاید ہوتا ہے نہ حضرت امیر پہ **قولہ** جو ایمان اور زہد و تقوی
سے بھی بری تھا **اقول** کسی کتاب مین ایمان خاص و زہد و تقوی شرط صحت نکاح نہین ہی بلکہ ظاہر الاسلام
ہونا کافی ہی ہر چند فاسق و فاجر ہو خصوصاً صحت نکاح جبری و قہری مین تو کوئی شرط نہین ہی من ادعی خلاف
ذلک فعلیہ البیان تعجب ہی حضرات اہلسنت وجماعت سے کہ امامت مین اور خلافت رسول اللہ مین
شرط عدالت نہو اور ہر فاسق و فاجر مثل فساق و فجار بنی امیہ و بنی عباس خلفائی رسول اللہ اور امام الجماعت
ہون اور نکاح مین شرط زہد و تقوی و عدالت ہو فما لہولاء القوام لا یکادون یفقہون قولا **قولہ** موافق
اصول شیعہ کے ہوتا ہے **اقول** اصول شیعہ یہی ہی کہ وقت اضطرار و اکراہ مین ہر حرام حلال ہوجاتا ہی
بنابر اسکے تو کوئی الزام نہین ہوتا ہے تعجب ہے مخاطب سے کہ توجیہ و جبر و اکراہ کا کچھ ذکر نہین کرتا
اور شتر بے مہار کیطرح گردن اوٹھا اوٹھا کر ادھر ادھر دوڑتا پھرتا ہے **قولہ** تیسری دلیل وکیل و مختار ہونا
حضرت عباس کا ایسے قول ان روایات سے بھی ثابت ہوتا ہی **اقول** ہان ان روایات سُنیہ سے اسیطرح
وکیل و مختار ہونا ثابت ہوتا ہی اوسی طرح سے یہ نکاح بنا بر رضامندی خاطر اور بجبر و اکراہ ہونا بھی ثابت
ہوتا ہے جیسا کہ خود مخاطب چند سطر پیشتر اقرار کرچکا ہے کہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ
حضرت علی نے اپنی خوشی سے نکاح نہین کیا انتہی اور اسی پر ہمارا جواب ہی کہ خوشی سے نہین کیا بلکہ بجبر و
اکراہ حالت اضطرار مین کیا اور ہر فعل ناجائز وقت اضطرار جائز ہوجاتا ہے چہ جائیکہ فعل مکروہ کہ

بدرجہ اولے جائز ہوگا **قولہ** باجازت جناب امیرؑ کے **اقول** صحیح ہی اجازت بجبر واکراہ ان احادیث
سنیہ سے ثابت ہے مگر تمکو اس سے کیا حاصل ہوا آخر غاصبیت غاصب خلافت کے جناب امیرؑ اور عباس نی
اچھا کیا جو حالت اضطرار مین یہ نکاح کر دیا مگر غاصب خلافت نے سخت برا کیا جو ان بزرگوارون پر جبر واکراہ
کیا **قولہ** جو کچھ کہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے وہ عقلا کو معلوم ہے **اقول** حمقا کو کچھ نہین معلوم ہوتا ہے مگر یہ شبہ
عقلا کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نکاح جو حالت اضطرار مین بجبر واکراہ غاصب خلافت سے کر دیا گیا جائز و مباح
و مستحسن بلکہ احسن تھا مگر غاصب بسبب جبر واکراہ کے مستوجب اسفل السافلین ہوا ولعنۃ اللہ علی الظالمین
والغاصبین کا ہو گیا کیون حضرت مخاطب صاحب عقلا نے تو یہی نتیجہ نکالا اب حمقا بھی جو کچھ اپنا نتیجہ بیان فرماوین
تو ہم اوسکو سمجھین اور جانین کہ آیا اونکی بکر و فکر عقیم ہے کہ منتج نتیجہ سقیم ہے **قولہ** خدا حضرات شیعہ کو ذرا عقل
والنصاف عطا فرماوے **اقول** وباللہ التوفیق خدا حضرات سنیہ کو ذرا عقل و انصاف عطا فرماوے
اور تھوڑی سی حیا و غیرت اور شرم عنایت کرے کہ وہ اپنے اقوال کالاہوال پر نظر کرین کہ حضرت فاطمہ
کی بیٹی کو ایک شقی حبشی نی آغوش مین لیا اور کشف ساقین اور نظر الی الفخذین کیا اور اسکے نتائج پر غور کرین
اور جو خرابیان انمین ہین اون پر نظر فرماوین بارخدایا یہ کیسے دوست عمر اور علی کے ہین اور اونکی فضیلت
اور بزرگی کے کیسے قائل ہین کہ ایسی باتین اونکی طرف منسوب کرتے ہین اور محبت کے پردہ مین اونکی برائیان
ظاہر کرتے ہین خدا کے لیئے کوئی انصاف کی آنکھ کھولکر دیکھے کہ وہ کیا کیا تہمتین اپنی عمر پر بخیال علی کی توہین
کے کرتے ہین اور ذرا گوش ہوش سے یہ غفلت نکالکر سنیئے کہ یہ حضرات اہل سنت کیسی برائیان عمر کی اور
ولتین اہلبیت اطہارؑ کی بیان کرتے ہین نعوذ باللہ من ہفواتہم الکاسدۃ ومن سوء عقیدتہم الفاسدۃ اللہم
احفظنا من شرور انفسہم الشیطانیۃ ومن سیئات اعمالہم البکریۃ والعمریۃ والعثمانیۃ اگر بمقتضای الحب یعمی ویکل البغض
ابھی بیکل قباحت ان روایات کی نہ معلوم ہو تو اپنی سبط ابن جوزی کا قول خیال کرین جو خدا کی قسم کھاکر ان
روایات کو باطل کرتا ہی اور کہتا ہی کہ اگر یہود کی نسبت بھی ایسے امور جائز نہ تھے چہ جائے کہ خانوادہ رسالت
کے ساتھ خلیفہ دوم سے یہ امور سرزد ہون **قولہ** جو کچھ دلیل اگر ہم تسلیم کرین کہ حضرت علیؑ دل سے راضی تھے الی قولہ
بلکہ مجبوری سے **اقول** جب روایات سنیہ سے امر ثابت ہوا تو کچھ چارہ سوا اسکے قبول کرنا پڑیگا اور اگر

اپنی احادیث کی تکذیب کو کر انکار کیجیے گا تو ہم کل احادیث سنیہ کہ جو دربارہ نکاح مین تکذیب کر کے اصل نکاح ہی سے
انکار کرینگے اور کہینگے کہ جسطرح یہ حدیثین جھوٹی ہین ویسے ہی حدیثین تمھاری اس بارہ مین جھوٹی ہین والامر کذلک
فی الواقع **قولہ** تو اس سے بھی وہی الزام حضرت علی پر عائد ہوتا ہے **اقول** کوئی الزام حضرت علی پر بجز مظلومیت
کے نہین لازم آتا ہے اور مظلومیت وہ بات ہے کہ جناب امیر علیہ السلام جسکی بابت فرماتے ہین کہ مرد مسلم کے لیئے کوئی عیب
نہین ہے کہ مظلوم ہو **قولہ** جسکی بچانیکی لیے یہ بناوٹ کی گئی ہے **اقول** بناوٹ کرنیوالے تو محدثین اہلسنت ہین جو اقرار
بجبر و اکراہ کرتے ہین اور اونکی غرض ان احادیث کی وضع سے اظہار مقہوریت و مجبوریت جناب امیر او قاہریت و جابریت
حضرت عمر ہے یعنی جناب امیر باین عزت اونکی خلیفہ صاحب کے سامنے ایسے ذلیل و خوار تھے کہ طوعاً و کرہاً اونکی بیٹی اپنی نکاح
مین لی اور اونکو دیدی **قولہ** بڑا **قولہ** یعنی خوف سے جان کے **اقول** کیا کہتے ہو جو شخص ہر لحظہ و ہر آن شہادت کا شیدا
بصد جان ہو اوسکو جان کا خوف کیسا خود فرماتے تھے کہ واللہ ابن ابی طالب مانوس تر بموت ہے مانوس
ہونے طفل کے پستان مادر سے پھر خوف جان کے کیا معنے خوف جان تو مردون کو بھی ہوا نہین پھر شاہ مردان
اور اشجع الشجعان کو تو ہونا محال ہے خصوصاً بقول سیوطی عمر ایسے بزدل سے جو کبھی کسی لڑائی مین نہ لڑے اور
احد سے خیبر سے حنین سے بخوف جان بھاگ کھڑے ہوئے بلکہ جو کچھ خوف تھا خوف فتنہ و فساد اور قائم
ہونے بانی جہاد کا تھا اوسکو تھے مین کہ حکم خدا و رسول جہاد کرنیکا نہ تھا یعنی حکم خدا و رسول تھا کہ بے یار و انصار
جہاد کرو اسی سبب سے بقول ابن ابی الحدید جناب امیر ہمیشہ افسوس کرتے تھے کہ اگر چالیس آدمی بھی معین پاتا تو غاصبان
کو اونکے مقر تک پہونچاتا جسطرح جناب رسول خدا کے لیئے جبتک یار و انصار بقدر ضرورت کا ہم نہ تھے
حکم استتار فے الغار ہوا حالانکہ قوت اور شجاعت اور جوانمردی مین وہ حضرت اضعاف مضاعف اولین
و آخرین تھے **قولہ** اور جان بچانے کے لیئے عزت دینا گوارا فرمایا **اقول** فض اللہ فاک و بل الفار مثواک
کبرت کلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا جو عزت خداوند عز و جل نے بقول خود وللہ العزة ولرسوله
وللمؤمنين مومنین و متقین کو اپنی فضل و کرم سے بخشی ہے وہ ظالمین ملعونین کے ظلم و ستم سے ہرگز نہین جا سکتی ہے بلکہ
ظالمین کا جسقدر ظلم بڑھتا ہے اوتنا ہی بھاری طوق لعنت بھی بالقیامت اونکے گلے مین بقول خدا الا لعنة اللہ
علی الظالمین و علیهم لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین و یلعنهم اللاعنون پڑتا ہے ور اعزاز و اکرام بزرگان دین کا

بقول اہلبیت علیہم السلام کے بیاہ دینا دنیا و آخرت مین بڑھتا ہے **قولہ** جس مین عزت و آبرو کی ہتک ہووے اور خاندان
اہلبیت کو بٹا لگے **اقول** ہم نے سابق مین بتفصیل بیان کیا کہ مضمون ہتک آبرو اور خاندان مین بٹا لگنے کا محض غلط اور
خام خیالی اہل سنت ہی کہ جسکو واقعیت سے سر مو علاقہ نہین ہی اسلیئے کہ ظاہر مین اپنی بیٹی ایک بادشاہ ذی اقتدار
فرمانروائی عرب و عجم کو بیاہ دی جسکی وصلت کی خواہش بنظر عزت سلطنت دنیا وی کے اہل دنیا رکھتے تھے بلکہ
مایہ افتخار و پیرایہ شرف و عزت و اعتبار اپنی ہمرا رشتہ کا جانتے تھے یہ بنظر ظاہر تھا اور حقیقت میں ایک بے دین
و بے ایمان کے ظلم و عدوان سی بضرورت شرعیہ بیٹی کو بیاہ دیا اور یہ بیاہ دینا نظر خواص مین انسب بلکہ
الزم اور واجب تھا اسلیئے کہ بغیر اسکے ضرور تھا کہ خونریزی اور جہاد کرنا پڑے اور وقت مین کہ حکم جہاد رب العباد
نے نہین دیا تھا اور رسول خدا بھی منع فرما گئے تھے کہ ای علی جبتک لوگ مجتمع نہون ہرگز جہاد نہ کرنا جیسا کہ آگے
آتا ہے پس ایسے وقت مین ایک منافق مرتد کافر غیر مشرک سے بیاہ دینا کہ شرعاً جائز تھا بہت آسان تھا
نسبت اسکے کہ مخالفت خدا و رسول کرکے معصوم معاذ اللہ عاصی ہو جائی بنا براس بیان کے نہ عوام کے
نزدیک نہ خواص کے نزدیک ہتک آبرو ہوئی اور نہ خاندان مین بٹا لگا اور یہ مضمون از سرتا پا غلط ہو گیا
قولہ کہنا حضرت عباس کا ماننا ضرور نتھا بلکہ لازم تھا **اقول** کہنا حضرت عباس کا ماننا ضرور تھا بلکہ لازم تھا
کہ ماننے اسلیئے کہ اونکا کہنا مطابق مرضی خدا و رسول تھا کیونکہ وقت جہاد نہین ہے جہاد نکرو اور بجبر و اکراہ
خواہی نخواہی بیٹی کو بیاہ دو کہ اسمین تمھارا بھلا اور غاصب کا برا ہے **قولہ** اپنے انکار پر اصرار فرماتے **اقول**
پھر انکار پر اصرار کرنا کار جہلا ہے جیسے ابوجہل کو باوجود دیکھنے دلائل نبوت کے پھر انکار پر اصرار رہا **قولہ**
داغ لگاتے ہو **اقول** داغ لگنا یا اس راہ سے تھا کہ حضرت عمر جاریہ زادے تھے جیسا کہ جناب امیر
اونکو ابن الصہاک کہکے پکارتے تھے یا اس لحاظ سے کہ اونکی طیب ولادت مین کلام ہے جیسا کہ آپ بعد
اسکے لکھتے ہین بہر حال الضرورات تبیح المحظورات بعض حالات مین نظر بضرورت شرعیہ ایسے داغ قبول کیے جاتے
ہین بلکہ نتیجہ اس داغ کا اون داغی باغی کو ملتا ہی جو مماثل فرعون بنتا ہے نہ اون لوگونکو جو نور خدا ہیں اور عیب
و ریب سے پاک اور مطہر ہیں یطہرکم تطہیرا **قولہ** ہر ایک کا فر یا منافق یا مرتد یا غاصب یا خائن ہی **اقول** جناب والا
اگر کیھئے شیعہ تو ان کل القاب عالیہ سے اونکو ملقب اور ساتھ کل ان تشریفات کے ... فرماتے ہین اور اور اور

سایہ کے اونکو مشرف جانتے ہین وہ ایسے جامہ زیب ہین کہ ہر لباس ونکے قد رعنائی طویل پر راست بلا کم و
کاست اور وقت شرب شراب نبیذی ہر تکلیف ونسے برخاست ہے اور ہر بلا و عنا کی اونکو دخواست
ہی خواہ لحم وشحم خنزیری ہی خواہ اوسکا شیر اور ماست ہی حضور معاف کیجیئگا یہ فقرۂ آخر فقط قافیہ ملانی اور
جناب والا کے ہنسانے کیواسطے لکھدیا ہے کچھ تو حضور کا غیظ وغضب شیعون پر کم ہوجاوی مجھی یقین ہی کہ
ضرور آپ فرماوینگے کہ سید سخر اپن کرتا ہی تو یہ خاکسار بصد انکسار عرض کریگا جو حضرت نوح کفار سے
کہتی تھی کہ انا نسخر منکم کما تسخرون **قولہ** جسکی اولاد کو پیغمبر خدا نے اپنی اولاد فرمایا اور جسکی بیٹون اور بیٹیون
کو سرور انبیاء نے اپنا بیٹا بیٹی کہا **اقول** یہ سب سچ ہے مگر حضرت عمر اور ابوبکر نے اسکا کچھ خیال نہ کیا اور
پیغمبر کے اولاد امجاد باللیاقت وفضیلت ورشاد کے موجود ہوتے خود مالک سلطنت رسول اللہ ہوگئی اور
اونکو ہیانتک محروم کیا کہ باغ فدک تک بھی غاصبین نی چھین لیا اس ظلم وستم کی کچھ انتہا ہی فلعنۃ اللہ علی
الظالمین کما قال رب العالمین فی کتابہ المبین **قولہ** تو لازم تھا کہ اسد اللہی کہلاتے ذوالفقار کو میان سی باہر نکالتی
اقول اسوقت حضرت مخاطب بڑے جوش وخروش مسخرگی مین ہین اور سیف زبان کو میدان بیان مین چمکاتی ہین
اور بیچاری شیعون پر بجلیان ملامت کی مداحی جناب امیر مین گراتے ہین حالانکہ جو آپ کے زبان سی نکلا ہے وہ ایک
قطرہ ہے بحار فضائل حیدر کرار غیر فرار سے بلکہ ایک رشاشہ ہی اوس قطرہ سے اور اوسی رشاشہ سے ہی جو بعض شعرا
نی کہا ہے **قطعہ** این نہ وصف تو شد کہ میگویند ٭ بدو انگشت خیبر انداز د ٭ میرسد قدرت ترا کہ تو چو طرح افلاک دیگر انداز د
دو سرا مداح کہتا ہے **قطعہ** این نہ وصف تو شد کہ طوفان گفت چو طرح افلاک دیگر انداز د ٭ طرح افلاک را بفرمانت
میتوانند کہ قنبر انداز د ٭ حضرت مخاطب تو اسکو سُنکے ساتون آسمان سر پر اوٹھا لینگے اور جوش وخروش اپنا از زمین
تا عرش برین پہونچاوینگی اور فرماوینگے کہ جو ایسا صاحب اقتدار اور اختیار ہی اور اقتدار اوسکا زینہ
قدرت کردگار ہی اور چاہے تو ایک اشارہ مین طبقات ہفت زمین اولٹجائین اور ساتون آسمان کے
پردے پھٹجائین عقل اسکو محال جانتی ہی کہ ابوبکر اور عمر ایسے بودون بزدلون سی ڈرجائی اور اونکو
ایک اشارہ سی خاک مین نہ ملائی یہ خاکسار ذرہ بمقدار بصد عجز وانکسار عرض کرتا ہی کہ بس یہی جوش و
خروش تابہ کجا خدا کے واسطے ایک ذرا بھی زمام توسن بدلگام زبان کو کام نا کام مین تھام کے جیسا ہو جو

پھر ذرا تامل کیجیے تو میں بھی کچھ عرض کروں کہ ہم قائل اور معتقد اسکے ہیں کہ انبیا و اوصیا موصوف بہ این صفات
تھے مگر یہ قدرت و قوت و طاقت اونکے خود ذاتی نہ تھی بلکہ باعانت قادر علے الاطلاق تھی اور یہ حضرات
مقربان بارگاہ رب العزۃ تھے باوجودیکہ مقام عبودیت میں علی وجہ الکمال طالب رضائے ایزد متعال علی کل حال
رہتے تھے اور اوس مالک حقیقی کی طرف انکا ہر دم روئے نیاز تھا اور اپنی عبودیت اور بندگی پر ہزار ہزار فخر و
ناز تھا اگر یکبار بگوید بندۂ من تا بعرش رسد خندۂ من جناب ختمی مآب ہر تشہد نماز میں فرماتی تھی اشہد ان
محمدا عبدہ و رسولہ پس حسب اشارہ اپنی مالک کا پاتے تو زمین و آسمان کا الٹ دینا ایک ادنا اونکا کام تھا اور
سارے دنیا کے خاک و سیاہ کر دینا کافی اونکا نام تھا شیعوں کا اعتقاد سراپا ارشاد یوں ہی کہ جناب رسولخدا کے
مناقب اور فضائل اضعاف مضاعف فضائل جناب امیر تھے کہ وہ بادشاہ تھے اور یہ وزیر تھے لیکن
کبھی تو ایسا تھا کہ رسولخدا کے اشارہ سے آفتاب نے رجعت قہقری کی و جمادات اور نباتات اور حیوانات
نے اونکے فرمان بری کی ایک مشت خاک سے تین ہزار کا لشکر زیر و زبر اور ایک اشارۂ انگشت پاک سے
شق قمر کیا بیت چو غشش برآہیخت شمشیر بیم بہ یکجا میان قمر زد دو نیم۔ اور کبھی ایسا تھا کہ اونکے
فرق مبارک پر ابو جہل و ابو لہب کوڑا اور خاک اور خس و خاشاک ڈالتے تھے اور کبھی اشقیا کے ظلم و ستم سے
از سر تا قدم خون میں تر ہوا اور دندان مبارک ہدف سنگ جور ہوتے تھے کبھی غار تیرہ و تار میں بایار غار
پنہاں کبھی زیر الم میں نہاں ہوتے تھے جناب امیر کو تو آپکی زبان مخالف از جہاں سے فقط خطاب
اسد اللہی ملا مگر جناب رسولخدا کو تو بدلیل ید اللہ فوق ایدیہم پیغمبر اس سے خطاب ید اللہی عنایت ہوا تھا کہ
جس سے دست عثمان کو آپکے پیشواؤں نے دست خدا بنایا تھا سمجھے مارا کہ اسد اللہ نے اسد اللہی دکھائی تو آپ کو
معلوم ہو گیا کہ شیعوں نے اس لقب سے ملقب کرنے میں خطا کی مگر رسولخدا کے ید اللہ نے جب خس و خاشاک سر پر
پڑا اور غار تیرہ و تار میں پنہاں ہوئے زور ید اللہی کیوں نہ دکھایا اسکی کیا وجہ ہوئی وہ زور ید اللہی ایسی بری
وقتوں میں نہ دکھایا تو پھر کس دن کے واسطے رکھ چھوڑا گیا ابو لہب اور ابو جہل مثل عمر اور ابو بکر کے سلطنت
عرب و عجم نہ رکھتے تھے کہ اونسے ڈر جاتے وہ انگشت جس سے قمر دو ٹکڑے ہوا دو کافروں کا اونسے دو ٹکڑے
کر دینا کیا بات تھی جب خس و خاشاک کے نیچے دبے وہ خاک مشت جس سے تین ہزار بھاگے اوس سے سو پچاس

کافرون کو بھگا دینا کیا مشکل تھا جو غار مین چھپے اب ہم کہانتک کہین مثل مخاطب کے ہر ملحد و زندیق خدا پر اعتراض
کرسکتا ہے کہ شیطان کو کیون مہلت دی فرعون کو چارسو برس تک دعوائی خدائی کیون کرنے دیا انگریزونکو
ہندوستان پر کیون مسلط ہونے دیا کہ سلطنت تیموریہ غارت کرین روسیونکو کیون اسقدر اقتدار دیا کہ
سلطان روم جو سنیون کا امام زمانہ اور امیرالمومنین ہی اوسکی تکلیفین کرین ہم تو مسلمان کامل العقیدہ ہین اتنا خوب
سمجھتے ہین کہ جو کچھ خدا و رسول اور امام کرتے ہین مصلحت وقت و سمجھین ہوتی ہی سلطان امور مملکت خویش خسروان دانند
اگر خاص ایسی حالت کی نظیر چاہتے ہین تو اسد الغابہ اور اصابہ اور تاریخ خمیس ملاحظہ کرین کہ اوسمین عایشہ سی
منقول ہی کہ اسلام نے باوجودیکہ زینب بنت رسول اللہ اور ابو العاص کافرمین تفریق کر دی تھی مگر رسول اللہ
اسپر قادر نہ تھے کہ دونو کو جدا کرتے کیونکہ حضرت مکہ مین مغلوب تھی حلال و حرام کو جاری نہ کرسکتے تھی
کیون حضرت جب رسول اللہ باینہمہ قوت و شوکت و صولت و شجاعت کہ خود اسے ابو العاص کو ایکدفعہ
قید بھی کر لیا اسپر قادر نہوی کہ اپنی بیٹی کو ایک کافر کے تصرف سی نکالین تو جناب امیر اگر ایسے مجبور رہے کہ
بقول سنیہ ایک منافق سی بیٹی بیاہ دین تو کیون تعجب ہوتا ہی **قولہ** مرحب و انتر کی طرح غصب کرنیوالونکے
ایک ایک وار مین دو ٹکڑے کرتے **اقول** آپ سمجھی نہین وجہ اسکی یہ تھی کہ مرحب و انتر مرد میدان تھے
بھگوڑے بودے بزدل مثل ثلثہ کے نہ تھے اور مردون کا دستور ہے کہ مردون سی تلوار کرتی ہین اور
نامردون پر تلوار کھینچنا مردون کے لیئے موجب ننگ و عار ہی اسلیے غصب کرنیوالون کے دو ٹکڑے
نکیئے **قولہ** جعفر جنی کے دو ٹکڑے کیئے **اقول** ہمنے جعفر جنی سنا ہے مگر اوسکے دو ٹکڑے ہونا محض
جھوٹھ ہی اور جعفر جنی کوئی ابوبکر کے سرکا بھوت ہوگا ہ کان لی شیطانا یعتریني فرماتے تھے یعنے ایک
شیطان ابوبکر کے سرپر سوار ہوتا ہے مگر اوسکا بھی دو ٹکڑے ہونا جھوٹھ ہی ورنہ خلیفہ جی کے سرپر
کون کھیلتا **قولہ** کس دن کے لیئے **اقول** دو دن کے لیئے تھے ایک تو وہ دن کہ جس دن حضرات ثلثہ
بسبب دغابازی و نمک حرامی و نامردی و بزدلی پیغمبر کو بیچ کفار نابکار مین چھوڑ کر رو بفرار ہو کر مصداق
فقد باء بغضب ہوجائین اوسدن اونہین حضرت کے زور تلوار سے دین اسلام قایم رہتا تھا دوسرے
دن کہ جس دن شرایط جہاد مجتمع ہوجائین جیسے معاویہ کے قتل مین **قولہ** برائی خدا کوئی اس عقل کی دشمن فرقہ

سے پوچھئے الی قولہ بیحرمتی کی بات کیا ہوگی اقول برائی خدا کوئی اس عقل کی دشمن خدا کے دشمن رسول کے
دشمن امام کے دشمن سی پوچھی کہ بیٹی کو ایک ظاہری مسلمان مسلمانون کے بادشاہ سی بیاہ دینی مین بیحرمتی کیا ہے
گو از راہ باطن وہ منافق و فریبی و فاسق و فاجر بھی ہو شرع ظاہر پرست ہی بطون کا علم خدا کو ہی عوام کیا
جانین اور جن خواص نی جانا انکو یہی معلوم ہوا کہ یہ نکاح بجبر و اکراہ بضرورت شرعیہ ہوا ہی اور اسپر روایات
اہلسنت بھی گواہی دیتی ہین کہ بجبر و اکراہ ہوا باقی رہا یہ امر کہ صاحب شجاعت نے بجبر و اکراہ کیون گوارا
کیا پس اسکی وجہ مکرر بیان ہوئی کہ شر اٹھانا مقصود تھے جیسا کہ جناب رسولخدا کے خس و خاشاک سر پر ڈلوانی
اور غار مین چھپ جانے سے ظاہر ہے ہان اگر وہ حضرت شجاع ترین اولین و آخرین تھی اور جسکو اسمین شک
ہو وہ کافر ترین اولین و آخرین ہی قولہ بجبر و اکراہ کافر و فاسق لینی پر مستعد ہوا اقول ظاہر کا مسلم تکلیف
و تصنع عوام کے نزدیک عادل نیکوکار متقی پرہیزگار بنا ہوا یہ باطن منافق بجبر و اکراہ نکاح لینی پر مستعد ہوا
نہ بسفاح لینی پر مستعد ہوا اگر سفاح لینی پر مستعد ہوتا تو ضرور سفی النار کرنیکی لائق ہوجاتا اور مردونکی
تلوار نامردون پر نہ کبھی چلی نہ چلتی مگر کوئی غلام مثل لولو کے کھڑا ہوجاتا اور ایک چھری سی کام تمام کردیتا
قولہ با اینہمہ شجاعت و ہیبت و باین جلال و عظمت ایک عمر کے ڈرانی سی ڈر جاوین اقول پیغمبر خدا با اینہمہ
شجاعت و ہیبت و جلالت و عظمت کہ اضعاف مضاعف جناب امیر تھی ایک ابوجہل کے ڈرانے سی ڈر جاوینا
اور گھر سے نکلکر غار تیرہ و تار مین باوجود تقویت یار غار تین دن تک چھپین اور یار غار کو باوجود گزندگی مار
رونے سے غل مچانے سے منع فرماوین اور کچھ جن و جبرائیل پر نہ لاوین اور ننگ و عار استتار فی الغار کو
اپنی اوپر گوارا کرین اگر سنیون کا یہی عقیدہ ہی تو لعنت ایسے عقیدہ پر اور ہزار ہزار نفرین و تحسین اس فہم و
دانست پر شیعون کا تو یہ عقیدہ حمیدہ و عقلا کا پسندیدہ یہی کہ جناب رسولخدا اور علی مرتضی بجز اپنی خدا کے
کل موجودات سی کبھی ڈرتے ہی نہیں مگر جس حالت مین حکم خدا جہاد کرنیکا نتھا تو تابع اوسکی مرضی کے ہو کر کفار کی
اور اون منافقین سی جنکو خدا یوذون اللہ و رسولہ فرماتا ہی اذیتین کھینچتی تھی و لرضاء اللہ صبر کرتی تھی
شان خدا ہی جو شخص مرحب اور عنتر سے نہ ڈرے اوسکو کچھ سمجھا اولاد الحمقا کہین کہ فلان ایسے بچھڑے
بو دسے نزدلے سے جو ہر لڑائی مین کفار کو پیٹھ دیکر مولی و بہ ہوا کرتے ڈر گئے ارے حضرت شیعون نے

آپ کہا کہ ڈرسے وہ تو یہی کہتے ہین کہ چونکہ شرائط جہاد نہین پائی گئی تھی اسلیئے نہ لڑے اور ظلم و جبر غاصبین خلافت پر
صبر کرتے رہے الغرض صبر کرنا انبیائی اولے العزم کا جفاہائی کفار پر اور صبر کرنا اوصیا اولے الجبن والحزم کا
ظلم و ستم منافقین غدار پر حضرات اہلسنت محمول اوپر جبن او بزدلی اور ڈرجانے کے کرتے ہین ٹھری ہی ٹھری ہی ٹھری
ہی ایسی عقیدون پر اور لاکھ لعنتین او رہزار نفرین ایسی تہمتون پر سے گر مسلمانے ہمین ست کہ سعدی دارد وای بروی کہ بود فردا ز پس امروزے

قال المخاطب المقام ہداہ اللہ سبل السلام

پانچوین دلیل دیکھنی سی کتب معتبرہ شیعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ صلاحیت وکالت
جناب امیرؑ کی نہ رکھتی تھی کیونکہ وہ حضرت علی کے نزدیک خوار و ذلیل تھی اگرچہ ہمارا یہ لکھنا حضرات کو ناگوار گذریگا
اور نادانقونکو باعث حیرت و تعجب ہوگا لیکن ہمارا قصور نہین ہی ہم یا ہمارے علما معاذ اللہ اونکی نسبت ایسا
نہین کہتی بلکہ حضرات شیعہ کے محدثین اور مجتہدین اونکا حضرت علی کے نزدیک خوار و ذلیل ہونا بیان کرتے ہین
چنانچہ علامہ طبرسی علماء شیعہ سے اپنی کتاب احتجاج مین حضرت علی مرتضی سی روایت کرتے ہین کہ ذہب من کنت
اعتضد بہم علی دین اللہ من اہل بیتی وبقیت بین حضرتین قریبتی العہد بجاہلیۃ عقیل و عباس کہ وہ لوگ میرے اہلبیت کے
جاتے رہے جنکی قوت کا خدا کے دین مین مجھے بھروسا تھا اور اب صرف دو خوار و ذلیل قریب زمانہ جاہلیت
کے رہگئی ہین یعنی عقیل اور عباس پس حضرت علی اونکو خوار و ذلیل کہتی ہین اور اونکو جاہل سمجھتی ہین تو کیونکر اونکو
اپنا وکیل ایسی اہم معاملے مین کرتے اور کسلیئے اونکی بات ایسے بڑے معاملے مین سنتی اور کیون اونکے
کہنی پر چلتے شاید حضرات شیعہ نے اسیواسطے حضرت عباس کے اوپر بار نکاح کرادینے کا رکھدیا ہے
کہ وہ بقول مرتضوی خوار و ذلیل تھی اسیواسطی ایسی ذلت کی باتین کیا کرتے مگر تعجب ہی حضرت امیر علیہ السلام
سی کہ اونہون نے ایسے ذلیلونکی بات کیون سنی اور کیون اونکی کہنی پر عمل فرمایا اور یہ کوئی شیعہ خیال نکرے
کہ فقط خوار و ذلیل کہدینی پر جناب امیرؑ نے قناعت کی ہی بلکہ اگر اونکے کتب معتبرہ سے ڈھونڈھا جاوے
تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیرؑ نے اپنے اور پیغمبر کے چچا عباس کو صاف گالیان سنائی ہین ورمعاذ اللہ
معاذ اللہ توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد جناب امیرؑ نے حضرت عباس کو ولد الزنا بنایا ہی اگر کسی کو شک ہووے

دو روضۂ کلینی اور حیات القلوب کو ملاحظہ کریں مولانا ابوالفضل اور مولانا مولوی علی بخش خان صاحب اپنی ایک
رسالہ میں اُسکی نقل کرتے ہیں ہم اوس سے بھی مختصر کر کے مشتاقین کو سناتے ہیں وہو ہذہ ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب میں
لکھا ہے کہ ابوجعفر طوسی بسند معتبر روایت کردہ از امام صادق کہ فضیلہ مادر عباس کنیز ابوطالب و زبیر و ابوطالب
و عبد اللہ ابنای عبد المطلب بود عبد المطلب با او مقاربت کردہ عباس از ان بہم رسید زبیر با عبد المطلب دعوی کردہ و
بہ پدر خاش بر آمد کہ این کنیز از مادر ما بمیراث رسیدہ است تو بے رخصت ما با او مقاربت کردی و این
فرزندی کہ بہم رسید یعنی عباس بندۂ ماست پس عبد المطلب اکابر قریش را بشفاعت نزد وی فرستاد کہ
تا آنکہ زبیر راضی شد کہ دست از عباس بردارد بشرطیکہ نامہ نوشتہ شود کہ عباس و فرزندانش در مجلسے کہ ما و فرزندان
ما نشستہ باشند نہ نشینند و در ہیچ امری با ما شریک نشود و حصہ نبرد پس باین مضمون نامہ نوشتہ شد و
اکابر قریش مہر کردند و این نامہ نزد ائمہ علیہم السلام بود پس اس روایت سے صاف ثابت ہوا کہ حضرت
عباس معاذ اللہ معاذ اللہ کنیزک زادی اور توبہ توبہ ولد الزنا تھے اور اونکی کنیزک زادگی وغیرہ کی سند مہری
دستخطی ائمہ کے پاس موجود تھی شاید اسی وجہ سی حضرت عباس نے حضرت علی کو ایسا ذلیل کیا کہ انکی بیٹی ام کلثوم
کا جبر و اکراہ نکاح عمر کے ساتھ کرا دیا اور جبکہ بروایت اہل تشیع حضرت عباس کے نسبت ولد الزنا ہونا و حاشا
حاشا ثم حاشا من ذلک ثابت ہوا تو لامحالہ اونکا دشمن اہلبیت ہونا بھی لازم ہوا اسلیئے کہ ہزارہا احادیث اور
اقوال یہی ثابت ہی کہ نہ ولد الزنا کا کوئی عمل مقبول ہی نہ وہ کبھی دوستی ساتھ اہلبیت کے رکھیگا کہ اسکو ہم
بحار الانوار اور علل الشرائع اور احتجاج طبرسی اور تالیفات قاضی نور اللہ شوستری سی آیندہ ثابت کرینگے
انشاء اللہ تعالے الملک لیکن یہ بات ایسی مشہور ہے کہ عوام و خواص مومنین اس سی واقف ہیں اونکی بچون کی
زبان پر یہی کلمہ جاری ہی کما قال قائلہم علیہ محبت شیر مردان مجو زبے پدری ؏ کہ دست غیر گرفت
است پای مادر او - کوئی صاحب مومنین یہی شبہہ نہ کریں کہ یہی ایک روایت حضرت عباسؓ کے نسبت
ہو گی بلکہ علاوہ اسکے بہت سے احادیث و اخبار اونکی شان میں موجود ہیں چنانچہ ملا باقر مجلسی حیات القلوب
میں بسند معتبر فرماتی ہیں کہ حضرت امام زین العابدین فرمود کہ در حق عبد اللہ ابن عباس و پدرش این آیہ نازل
شد من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی پس اب تو صاف باپ بیٹے دونون کا دنیا و عاقبت میں اندھا ہونا

اونکی کتابون سی نکل آیا بلکہ خدا کی شہادت سی ان دونو یعنی عباس اور اونکی بیٹا عبد اللہ کا اندھا اور بے بصیرت
ہونا ثابت ہو گیا استغفر اللہ استغفر اللہ تشیع بھی عجب مذہب ہی جسکی تبرا ملامت سی کوئی نہین بچا اصحاب کو تو
کافر اور منافق پہلی ہی بنا چکے اہلبیت رہگئے تھے وہ بھی لعن طعن سی نہ بچی خدایا تشیع دین مذہب ہے یا الحاد و
زندقہ ہے جسکے بانی نہ رسول کا خیال کرتے ہین نہ اہلبیت کا لحاظ رکھتی ہین نہ اصحاب کو برا بھلا کہنی سی
چھوڑتے ہین نہ حضرت کے قرابتدارونکو لعن و ملامت سے محفوظ رکھتے ہین بلکہ جو سامنے آیا اوسکو برا بھلا کہنا
شروع کیا جسکا ذکر آیا اوسی پر تبرا کرنے لگے کسی کو صراحتاً کافر بنایا کسی کو اشارتاً منافق کہا کسیکو یقیناً فاسق
ٹھہرایا کسیکو ولد الزنا کسی کو اندھا فرمایا واہ کیا دین ہی اور کیا مذہب جسکی طعن و تشنیع سے کوئی نہ بچا تو
ایسے باحیا شیعے کی شکایت ہم صرف اصحاب کے برا بھلا کہنے پر کیا کرین بہت گھائل ہیرے نظر کا
منجملہ دگر ہر ایک سا زخمی تجھہ ایک بندہ درگاہ ہی نہین ہے اگر کوئی مومن حضرت عباسؓ کے او فضائل اور
کمالات کو اس روایت کے معارضہ مین پیش کرے اور اسکے ہمرہم رکھے تو اوسکو چاہیئے کہ اس خیال
محال سی درگذرے اور ملا باقر مجلسی کے فیصلہ کو جو حیات القلوب مین انہون نی کر دیا ہے دیکھ لے کہ وہ
فرماتی ہین کہ بدانکہ در باب احوال عباس مدح و ذم او احادیث متعارض است و اکثر علماء بجوی او میل نمودہ اند
وانچہ از احادیث ظاہر میشود آنست کہ او در مرتبہ کمال ایمان نبودہ است پس ملا صاحب نے سب جھگڑا قصہ ہی
طی کر دیا اور حضرت عباس کے ناقص الایمان ہونے پر فتوی دیدیا شاید اونکی نقص ایمان کا سبب سب سی
زیادہ یہی قصور کیا گیا ہو کہ اونہون نی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر کے ساتھ کر دیا

یقول المتمسک بولایۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام

حضرت مخاطب اب تک تو جناب امیر کے طرف متوجہ تھی اور معاذ اللہ جہانی و بیغیرتی اور جبن و نامردی
کے اونحضرت کے طرف نسبت دی رہی تھی حالانکہ ان اوصاف کے ابوبکر و عمر الیہ منزہ اعلیٰ ہین کہ فرار
عن الزحف انکا شعار رہا فجعلہ اللہ مقطوع اللسان بمقاریض النیران اب متوجہ حضرت عباس کے جانب
ہوئی اور اونکی چند اوصاف ذمیمہ اپنی ناسمجھی سی بیان فرماتے ہین ایک یہ کہ جناب امیر کے نظرون مین معزز و

اگر تم مثل حضرت حمزہ و حضرت جعفر کے نہ تھے بلکہ ذلیل و حقیر تھے دوسرے یہ کہ وہ ولد الزنا تھی تیسرے یہ کہ عقاید دینیہ
و معارف یقینیہ میں وہ بے بصیرت و اعمی تھی جو تھی یہ کہ اونکا ایمان کامل نہتا بلکہ ناقص الایمان تھی اور جو شخص متصف
باین صفات ذمیمہ ہوا وسکو کسی کام میں لیاقت اور صلاحیت وکالت نہین ہی پس جو نکاح عمر کا بوکالت اونکے
ہوا وہ باطل ہی بندہ کہتا ہی کہ یہ کل ہذیانات مجانین ہین اور ایکا افکار نازیبن مخاطب باغرو تمکین کے
انظار شاقبہ فحول سی مدخول بچند دخول ہین اولاً یہ کہ شیعون نی وکالت عباس تمہاری ہی راویان کذابین
سی بفرض تسلیم قبول کرلی ہی نہ حقیقۃً کیونکہ شیعہ ابتداء سے منکر اصل واقعہ کا ذبہ کے ہین اور خود تمہاری
روایات سے اپنے انکار کو ثابت کرتے ہین پس روئی عتاب بنی راویان کذاب کیطرف چاہیے تہا کہ
متنی نکاح عمری مین ایسے نامعقول کو کہ جسکو شیعہ بزعم فاسد مخاطب ایسا ایسا سمجھتے ہین کیون وکیل کیا جب جمعہ و جمادی
پر کمر باندھی تو دنیا جہان مین بہت لوگ قابل وکالت ملسکتے تھی انہین پر وکالت منحصر کرنیکی کیا ضرورت تہی
شیعو نکا اس مین کیا قصور ہے اونہون نی تو جس بات کو وہ خود محض باطل سمجھتی تھی تمہارے کہنے سے کہ یہ
نکاح بنا رضامندی جناب امیرؑ عباس کی وکالت سی ہوا فرضاً قبول کر لیا اسکا الزام کہ وکیل برا تہا یا بہلا
شیعو نکو کیون دیتی ہو اونہین لوگو نکو دو جنہون نی انکو وکیل بنایا ہی ثانیاً یہ کہ شیعون نے تو بقول تمہارے
راویو نکے یہ نکاح بنا رضامندی جناب امیرؑ بجبر و اکراہ بتوسط عباس ہوا تہا کہ جناب امیرؑ ایسے نا رضامند
تھے کہ خود متشغل اس نکاح کی نہوی بلکہ عباس کو متکفل کیا کہ اونہین نی ساز و سامان اسکا کر دیا یہ کب شیعون نی
کہا کہ وکیل صیغہ عقد نکاح پڑہنی کا عباس کو کیا تہا پس بقول تمہاری اگر ایک کافر فاسق یا ولد الزنا بھی متکفل
ساز و سامان نکاح ہو تو وہ نکاح باطل کیونکر ہو اتہا فرضاً تسلیم کیا عباس وکیل صیغہ عقد کے تھے مگر تمہاری
کسی کتاب سی ثابت کیجیے کہ وکیل عقد صاحب ان صفات ذمیمہ کا نہین ہو سکتا ورنہ نکاح باطل ہو جائیگا
قواعد الاحکام علامہ علیہ الرحمہ مین موجود ہی و یصح ان یکون الوکیل فاسقاً و لو فی ایجاب النکاح او کافراً
باذن مولاہ و لو ارتد المسلم لم تبطل وکالتہ یعنی صحیح ہی یہ کہ ہو وکیل فاسق اگرچہ ایجاب نکاح مین ہو یا کافر
یا غلام باذن اپنی آقا کے اور اگر مرتد ہو جائی مسلمان تو وکالت اوسکی باطل نہو گی ہماری کتاب سی تو
دیکہا کہ اگر عباس فاسق و کافر و مرتد بھی ہوتے تو جب بھی نکاح کے جواز مین کچھ کلام نہین خیر ہماری کتاب جانی

اپنی ہی کسی کتاب سی ثابت کیجیئے کہ صحت وکالت مین شرط ہی کہ وکیل معزز ومکرم ہو اور کسی کے نظر مین ذلیل وحقیر نہو
اور طاہر المولد ہو تعجب ہی کہ وکالت مین مثل امامت نماز کے شرط طاہر المولد ہونیکی ہو اور زنا زادگان بنی امیہ وبنی عباس
خلیفہ رسول اللہ بنائے جاوین اور یہ بھی کسی اپنی کتاب مین دکھائیے کہ جو مثل حضرت عمر کے ولد الجاریہ ہو اوسکی بھی
وکالت جایز نہین اور ابن الصہاک الحبشیہ ہونا حضرت عمر کا فقط قول جناب امیر سے ثابت نہین ہی بلکہ کلبی مفسر
فی اپنی کتاب مثالب مین علی الاعلان تصریح اسکی کی ہی اور عمر عاص نے بھی بقول خود کہ مین جاریہ زادہ نہین ہون
بہ کنایہ ابلغ من التصریح اس مضمون صدقت مشحون کیطرف تلمیح فرمائی ہی اور حضرت عمر نے اوسکے جواب مین
فرمایا کہ جب مرغی خاکستر مین لوٹتی ہی تب اوسکے انڈے کہلاتے ہین کما فی النہایہ اور بھی کسی اپنی ہی کتاب مین دکھائیے
کہ کامل الایمان ہونا شرط صحت وکالت ہی الحاصل بے سند کوئی بات کہنا حضرت مخاطب کے لغویت کی پوری
دلیل ہی ہکواس بے سر وپا بکنے سے اونکی خوب ثابت ہو گیا کہ مقصود اصلی ذات شریف کا انہی بہائیون
کنجڑے قصائیون کے نزدیک برائی مذہب تشیع کی ثابت کرنا ہے یعنے یہ ایسا برا مذہب ہے کہ حضرت ابوبکر
اور عمر کو تو یہ لوگ منافق بناتے ہی ہین یہ سُسرے سالے تو ایکطرف پیغمبر صاحب کے چچا کو بھی برا بھلا کہتے ہین
غافل اس سی ہی کہ شیعونکے مذہب کا مدار اوپر سُسرے سالے گورے کالے چچا بچا کے اچھا سچا جاننے پر نہین ہی بلکہ
مدار مذہب شیعہ اوپر اقرار وحدانیت خدا اور رسالت رسولخدا اور خلافت ائمہ ہدا کے ہے اور عباس خواہ
مثل ابوجہل اور ابولہب کے کہ جسکے شان مین تبت یدا ابی لہب ہی اور پیغمبر صاحب کے حقیقی چچا تھے کافر ہون
خواہ مثل ابوبکر وعمر کے منافق ہون شیعونکے مذہب کا کوئی ضرر نہین ہی اور یہ جو مخاطب نے فرمایا کہ عباس اہلبیت
سی ہین کون مسخرا عباس کو اہلبیت کہتا ہے جز ایک بی ایمان زید بن ارقم کے کہ سراسر بے ایمانی وقت استشہاد
جناب امیر بحدیث من کنت مولاہ اوسنے سکوت اختیار کیا اور بد دعائی جناب امیر کی سزا دنیا ہی مین پائی

ولعذاب الاخرۃ اشد وابقی وہ بے ایمان کہتا ہی کہ ازواج تو اہلبیت نہین ہین مگر من حرم علیہم الصدقۃ اہلبیت
ہین پہلی بات تو اوسنے سچ کہی ہی کہ ازواج اہلبیت نہین ہین اور اسکو ہمنی بحث نجوم مین بدلائل قطعیہ عقلیہ
نقلیہ بخوبی ثابت کیا ہے لیکن دوسری بات اوسکی کہ اہلبیت وہ ہین کہ جنپر صدقہ حرام ہے غلط ہے اسلیئے کہ
بنی عبد المطلب پر صدقہ حرام ہی پس ابولہب اور اوسکے فرزندان عتبہ عتیبہ اور فرزندان فرزندان سب

متاخر تھا یعنے عقیل وعباس طوعًا وکرہًا بعد فتح مکہ ایمان لائے اور اون مہاجرین مین نہوئی جو بخوشی خاطر مہاجر
الی اللہ والرسول تھی عقیل نی جناب رسول خدا کے مکانات مکہ کے بیچ ڈالے عباس بدر مین شریک کفار ہو کر گرفتار ہوئے
مگر جناب رسول خدا نے کہ رحمۃ للعالمین وخلق مجسم تھی عفو فرمایا غرضکہ مفہوم ذلت وخواری جو لفظ حقیر مین سنی مخاطب
سمجھا وہ لفظ اونکا یا اونکی موچی صاحب کا تراشیدہ ہی وجبکہ علامہ عینی وغیرہ نے قایل کلمہ ہجر کو کہ حضرت عمر
تھی قریب العہد بالجاہلیۃ کہا ہی اور بروایت اصحاب صحاح ستہ جناب رسالتمآب نے قوم عایشہ کو جنمین ابوبکر
یقینًا داخل تھی قریب العہد بالجاہلیۃ فرمایا ہے تو حضرت عقیل وعباس کے نسبت ایسے لفظ کے استعمال
سی کیونکر اعتراض ہو سکتا ہی مع ان الفرق بینہما ظاہر **قولہ** ونکو جاہل سمجھتی تو کیونکر اونکو اپنا وکیل ایسی اہم معاملہ
مین کرتے **اقول** کسی شیعہ سنی نی نہین لکھا کہ وکیل کو عالم ہونا شرط صحت وکالت ہی اور وکالت
جاہل مطلقًا باطل ہی **قولہ** ایسی ذلت کی باتین کیا کرتے **اقول** تم ایسے ذلیلونکو ہر بات ذلت ہی کے
نظر آتی ہی وہنون نے کوئی بات ذلت کی نہین کی بلکہ جو بات کی بمقتضای مصلحت وقت کے **قولہ** اور کیون اونکے
کہنے پر عمل فرمایا **اقول** نظر بمصلحت وقت عمل فرمایا **قولہ** حضرت امیر نے اپنے اور پیغمبر کے چچا عباس کو
اقول خدا کی مار ایسے کذاب افترا اور بہتان صریح پر ایک روایت ضعیف امام جعفر صادق کیطرف
منسوب ہی جناب امیر کا اوسمین کہین ذکر نہین ہم نہین سمجھتی کہ حضرت مخاطب کیا جھک مارتے ہین اور جناب امیر
پر کیون بہتان کرتے ہین **قولہ** صاف گالیان سنائی ہین **اقول** ہم تو تجھکو صاف گالیان نہین سنا سکتے
مگر اپنے دلمین جو کہنا ہے کہ لیتے ہین روایت مین بیان ایک امر واقع کا ہی بطور اخبار احاد کے محتمل الصدق
والکذب ہے نہ کہین اوسمین گالیان ہین نہ ولد الزنا ہے پھر ولد الزنا سمجھنا دلیل حلال زادگی ہی **قولہ**
نقل کفر کفر نباشد **اقول** چونکہ اصل کفر ہے نہین تو نقل بی اصل حقیقت مین کفر ہے **قولہ** حضرت عباس
کو ولد الزنا بنایا ہے **اقول** جو عبارت حضرت مخاطب والاخطاب نے نقل فرمائی اوسمین نہ لفظ
ولد الزنا ہے اور نہ کوئی ایسا لفظ ہے کہ جس سی معنی ولد الزنا کے نکلین پس ولد الزنا کوئی حلال زادہ
نہ کہیگا **قولہ** مولانا وبالفضل اولانا **اقول** اگر آپکے مولانا بولانا نے اس روایت سی معنی ولد الزنا نکالی ہین
تو خدا اونکو اوسکی جزا دیوے ع جزاء الکلاب العاویات وقد فعل — اور اگر آپ نے نکالا ہے تو خدا آپ

دنیا و آخرت مین سمجھے اللھم این مجرہ و آلہ الطاہرین **قولہ** پس اس روایت سی **اقول** یہ روایت اخبار احادسی ہے اور بکار آمد اعتقاد نہین اور خود مولانا ئی مجلسی اسکی تضعیف کرتے ہین اور اسکو عجیب و غریب فرماتے ہین اور سند موثق و معتبر اوسکو کہتے ہین کہ جسکے رواۃ مین کچھ سُنّی بھی ہون پس قابل قبول نہوگی **قولہ** صاف ثابت ہوا کہ حضرت عباس معاذ اللہ معاذ اللہ کنیزک زادی **اقول** کنیزک زادگی کوئی عیب حقیقتہ نہین ہی بلکہ ایک امر اعتباری ہی اکثر شرفا و نجبا و امرا و رؤسا و وزرا و سلاطین کی بیٹی بیٹیان لونڈی غلام بنائی گئی اور بکے اور مول لیئے گئے حضرت یوسف غلام بنا کر مصر کے بازار مین بکے حضرت ہاجرہ بادشاہ کی بیٹی کنیزی حضرت ابراہیم مین دی گئین پھر اسمٰعیل کیا برائی ہوئی یہ کنیزک زادگی کیا ویسی تھی جیسے عمر کی کنیزک زادگی تھی جسکو جناب امیر ابن الصہاک الحبشیہ فرماتے تھے اور خالد بن ولید کہ باشیہ ابن الحنتمہ کہتے تھی باپکے طرف کبھی نسبت نہ کرتے تھے اور جب عمر عاص عالی نسب نے بتعریض کہا کہ وہ شخص ابن الجاریہ نہین ہی تب حضرت عمر یون گڑگڑائی کہ جب مرغی خاکستر مین لوٹ کر انڈے دیتی ہی تب اوسکے انڈے کہلاتے ہین کما فی النہایہ **قولہ** اور توبہ توبہ ولد الزنا تھے **اقول** توبہ توبہ پیچھے سے کیئے گا پہلے اپنے خلیفہ صاحب کی حلال زادگی کی خبر لیجیئے زبان شمعیہ سی آپ اونہین کیا فرما چکی ہین اور اقرار اپنی مجہول النسبی کا خود زبان حضرت عمر سے ازالۃ الخفا مین دیکھ لیجئے اور بڑے پیچدار رشتے سنیئے کہ جسمین دادی نانی ہو اور مان بہن ہو اور ماموں باپ ہو زبان اہل سنت سی کتاب روض الانف سہیلی و رکتاب المعارف ابن قتیبہ اور تاریخ ابن کثیر شامی اور مثالب کلبی مین ملاحظہ فرمایئے اور یہی سبب تھا کہ جب ابو ہریرہ نے حدیث ولد الزنا شر الثلثہ یعنی ولد الزنا زانی و زانیہ سی بدتر ہی بیان فرمائی تو عبد اللہ عمر نے اوسکو روکے فرمایا بلکہ ہو خیر الثلاثہ یعنے ولد الزنا تینون مین بہتر ہے جیسا کہ کنز العمال مین ہی اور بنا بر اسکے ولد الزنا انجب کا قاعدہ اہل سنت کے یہان بنا یا گیا ہی جیسا کہ محاضرات راغب اصفہانی مین ہی کہ کہا قدامہ نے کہ اولاد زنا انجب ہے اسلیئے کہ زانی برغبت تمام و نشاط کامل ہمبستری کرتا ہے پس خروج نطفہ کامل ہی ولد کامل پیدا ہوگا بخلاف زوجہ حلال کہ مقاربت اوس سی بتکلف و تصنع ہوتی ہی پس لڑکا ضرور ناقص ہوگا اور علامہ قطب الاقطاب سینوں کے قطب الدین شیرازی بھی اپنے نزہتہ القلوب مین اسی قاعدہ سی نزہت القلب اپنی معتقدین کے فرماتے ہین ہر کیف دعوای حضرت عثمان البتی

کہ اس روایت سی صاف ولد الزنا ہونا ثابت ہو محض کاذب و باطل و دروغ بیفروغ ہی اس روایت کے
کسی لفظ کو دلالت ولد الزنا ہونے پر نہین ہی اس لیئی کہ غایۃ الامر یہ ہے کہ وہ جاریہ اونکے بیٹونکی میراث
ماوری تھی کیون نہین جائز ہے کہ باجازت تخواہ اپنے بیٹونکے اوس سی مقاربت کی ہو اسلیئے کہ اولاد
لائق ضرور اطاعت والدین کرتی ہی اور اونکی افعال اور احکام پر بصد جان و دل راضی ہوتی ہی چنانچہ
حضرت عبد اللہ والد ماجد جناب رسول خدا نی اور حضرت ابیطالب والد ماجد علی مرتضی نی کوئی تعرض اس امر مین
نہین کیا ایک زبیر نے نالائقی کی کہ اپنی پدر والا قدر رضی اللہ عنہ پر بعد از فعل معترض ہوا پس معترض ہونا
بعد فعل کے دلالت کرنیوالا اوپر ناجائز ہونے فعل کے جو قبل از اعتراض ہو نہین ہو سکتا تو اس صورت مین
کہانسے ولد الزنا ہونا ثابت ہوگا علاوہ اسکے جب وہ جاریہ میراث مین بیٹونکی پہونچی تھی تو لاریب ربع
اوسکا حق زوجیت مین عبد المطلب کو پہونچا ہوگا اسلیئے کہ شوہر نصف مال زوجہ کا وقت عدم الولد وارث
ہوتا ہی و ربع کا مع الولد پس اس ایک ربع اور دو بیٹونکے جو راضی فعل والد پہ تھے دو ربع یعنی تین ربع
مالک حضرت عبد المطلب تھی فقط ایک ربع کا مالک زبیر ہوا پس دعوائی نالائقی اوسکا عبدیت کل عباس
کا محض لغو اور باطل ہوا اور جائز ہے کہ حسب شریعت پر وہ تھے اوسمین تصرف جاریہ کا تین ربع کے مالک کو
بلا نکیر جائز ہو اور اگر ہم فرض کرین کہ مطابق ہماری شریعت کے جائز بھی نہو تو تصرف جاریہ مشترکہ زنا نہین
ہے ورنہ متصرف جاریہ مشترکہ پر حد زنا جاری ہوتی حالانکہ باتفاق فقہائی شیعہ و سنی حد زنا جاری کرنا اوسپر
جائز نہین ہی اور جب زنا نہوا تو ولد الزنا ہونا عباس کا ثابت نہوا اور اگر ہم بخلاف کل فقہائی شیعہ و
سنی کے فرض کرلین کہ تصرف جاریہ مشترکہ زنا ہے تو کیون نہین جائز ہے کہ بفتوائی حضرت ابی حنیفہ حضرت
عبد المطلب نے اوس سی نکاح کرلیا ہو اسلیئے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک اگر ماہن سے بھی آدمی باوجود علم بحرمت
کے نکاح کرکے دخول کیا کرے تو وہ ہرگز زنا نہین ہی اور حد زنا جاری کرنا اوسپر جائز نہین ہی جیسا کہ ہدایہ اور
فتاوی قاضی خان مین اسکی تصریح موجود ہی اور جب محی الدین عربی عموما فروج بنی آدم کو حلال کہتی ہین تو
اہل سنت کو اس کنیز کے تصرف مین یا اپنی بنات وغیرہ مین کیا عذر ہو سکتا ہے اور مسئلہ الف صریح بھی
شائقین کے لیئے کتاب بحر الرائق شرح کنز الدقائق مین موجود ہے ولو جامعها بخرقة على ذكره لم يثبت الحرمة

یعنے اگر عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر کسی عورت سی جماع کرے تو حرام نہین ہی پس کیون نہین جائز ہی کہ وہ جاریہ ملفوف الذکر بالحریر تصرف مین آئی ہو پھر کیف اس عبارت سے کسطرح عباس کے ولد الزنا ہونیکا ثبوت تو ہوا مگر اونکو ولد الزنا کسیواالزنکا اس حدیث سے نطفہ ناپاک ور نطفہ شیطان اور نطفہ بیوقت ہونا بخوبی ثابت ہوگیا ہمکو بہت افسوس ہوتا ہی کہ اہل سنت ایسی روایات غریبہ غیر موثوقہ پر تو اسقدر نازان ہوتے ہین اور یہ نہین خیال کرتے کہ خود بدولت نے ایک حضرت عمر کے پالائش ورپیچ مین کیا کیا قیامت ڈھارکھی ہی معاذ اللہ جناب رسالتمآب کے نسب مین سفاح ثابت کیا ہی اور کس جرب زبانی سی وس نسب اطہر و انفس پر معترض ہوتے ہین حالانکہ بدرجہا انکے بالکل وہی حالت بیان ہی قائم کرتے ہین جن لوگون سی حضرت عمر کا نسب نامہ جسکو اپنا تھا ایک ہی عالم اسکا قائل نہین ہی بہت سی علمانے انکی جو حقیقۃ شیطان مجسم تھے اس بلا مین مبتلا ہوکر اپنی نامہ اعمال کو مثل روئی بخس سیاہ کیا ہی ہم بخوف مطعونی مخالفین اسلام اون تصریحات کو نہین لکھتی مگر اتنا کہتے ہین کہ وہی روض الانف سہیلی اور کتاب المعارف ابن قتیبہ کو بنظر غور دیکھیے پس بالفرض اگر حضرت عباس کا نسب مخدوش ہوا تو کیا ہوا تم تو نسب نبی کو مخدوش اور غیر صحیح بتاتی ہو ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا خدا کے واسطی اب بھی شرم کرو حیائی عثمانی سی کام لو ورنہ ہمکو مجبوری آپکے عثمان بن عفان معاویہ بن ابی سفیان عمرو عاص مغیرہ بن شعبہ طلحہ زبیر ابو عبیدہ جراح سعید بن یزید بن خطاب وغیرہ کے نسب نامہ کو حضرت عمر کے نسب نامہ سی ملانا پڑیگا **قولہ** تو اونکا لامحالہ دشمن اہلبیت ہونا بھی لازم ہوا **اقول** جبکہ اونکا ولد الزنا ہونا ثابت ہوا جیسا کہ ہمنی بشرح وبسط بیان کیا تو اونکا دشمن اہلبیت ہونا بھی ثابت ہوا اگر حضور کے بحسب بیان عمر صاحب تو بیشک دشمن اہلبیت تھی خلافت کو چھینا مگر جلا نیکو آگ لکڑیان جمع کین بسبب بغض اوسکے علامۃ معروفۃ ہیں کتبت علی جبہات اولاد الزنا مبغض علی یعنی امیر المومنین علی علیہ السلام ایک نشانی ہی کہ لکھی گئی ہی اولاد زنا کی پیشانیون پر **قولہ** آئندہ ثابت کرینگے **اقول** کچھ ضرورت ثابت کرنیکی نہین ہی ہمکو بے ثابت کیے ہوئے بصد جان و دل منظور اور قبول ہے اور صرف ہمارے ہی بیان یہ روایت نہین ہی بلکہ ملک العلماء دولت آبادی آپکی ہدایۃ السعداء مین بہت سی روایتین خود اپنی بیانکی لکھتی ہین کہ دشمن علی ہوگا مگر ولد الزنا بہ تعریف بیان معاد احادیث مین آپ سی کسقدر کوتاہی ہوئی ہی یہی مضمون صدق مشحون بعض احادیث کا یہ ہے کہ دشمن اہلبیت ولد الحرام ہی یا وہ کہ جسکے نطفہ مین شیطان شریک

ہوا ہے راوی نے عرض کی کہ آیا آدمی کی نطفہ مین شیطان بھی شریک ہوتا ہی حضرت نے فرمایا کہ ہان ہوتا ہی کیا تو نے نہین سُنا ہے قول خداوند عزوجل کہ فرماتا ہے وشارکھم فی الاموال والاولاد نہتی اور حدیثین ہی کہ ترک تسمیہ عند المقاربۃ یہی باعث شرکت شیطان ہی بس اقسام اہل عداوت صاحبان فراست سمجھ سکتی ہین آپ خود اپنی حقیقین غور فرمالیجیے کہ کس احتمال کا محل ہوسکتا ہی وان لم تعلم فاسئل پاک **قولہ** اونکی بچونکی زبان پر یہی کلمہ جاری ہی **اقول** ہان بچون کی زبان پر بلکہ کل سچون کی زبان پر یہی کلمہ جاری ہی **بیت** شعر کہ بگزرد از ہفت چرخ افسراو ٭ اگر غلام علی نیست خاک بر سر او ۔ محبت شہ مردان مجو ز بے پدری کہ دست غیر گرفتہ است پای مادر او **قولہ** اعمی و بے بصیرت ہونا ثابت ہوگیا **اقول** پہلی کسی دلیل عقلی نقلی سی کامل الایمانی ورفیع المکانی اور جمرہ وعبیدہ ثانی ہونا عباس و عبداللہ اونکی فرزند کا آپ ثابت کرلیتے تب ان اخبار احاد پر جو شیعونکے نزدیک بکار آمد اعتقاد نہین ہین کچھ اعتراض کرتے اور کہتے کہ یہ حدیث چونکہ اونکی ناقص البصیرتی فی الدین پر دلالت کرتی ہی تو اونکی کامل الایمانی قطعی کے خلاف ہی تو اوسوقت ہم کہتے کہ اخبار احاد سے ہے نہ قابل اعتماد ہی نہ لائق اعتقاد اور جب آپنے کامل الایمانی اونکی ثابت ہی نہین کی تو پھر اس حدیث پر آپکا اعتراض کرنا بت جھک مارنا ہی **قولہ** استغفر اللہ تشیع عجب مذہب ہی **اقول** ہمکو چونکہ حضرت مخاطب ایسے شیاطین کا بھگانا منظور ہے اسلیے ہم کہتے ہین کہ لاحول ولاقوۃ لاحول ولاقوۃ مذہب سنن بھی عجیب غریب مذہب ہی کہ ہر ناقص کو کامل اور ہر کامل کو خامل ہر دنی کو فاضل اور ہر فاضل کو عاطل ہر باطل کو حق اور ہر حق کو باطل بناتی ہین یہی ابن عباس ہین جنکو آپکی خلیفہ برحق عبداللہ بن زبیر فاجر کہتی ہین اور حضرت عباس کو آپکے خلیفہ دوم اپنی مجلس سی نکلواتے ہین **قولہ** اصحاب کو تو کافر اور منافق **اقول** عام اصحاب کو نہین کہتے بلکہ خاص اصحاب ثلثہ اور اونکی اتباع کو فرماتیے تو سچ ہی ورنہ سراپا جھوٹھ ہے **قولہ** اہل بیت رہگئے تھے وہ بھی لعن طعن سی نہ بچے **اقول** کس احمق نے عباس کو اہلبیت بنایا جو زیادہ فکر کہ اوسنے ہی اللّو کلو کو اہلبیت سی خارج کیا مگر عباس اور ابولہب اور اوسکی اولاد کو اہلبیت مین داخل کیا اور ہم بحث حدیث نجوم مین بدلائل عقلیہ و نقلیہ پوری طرحسے ثابت کرچکے کہ سوا انکی چار دہ معصومین کے دنیا مین کوئی مصداق انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا کا نہین ہوسکتا پا انہمہ بھی آپ ایسے عاقل و رموزی صاحب ایسے فاضل کے دوسرا کوئی ان روایات سی لعن سمجھتا ہی نہ طعن **قولہ**

ہے یا تشیع دین و مذہب ہے یا الحاد و زندقہ **اقول** خدا یا تسنن دین و مذہب ہے یا منافقین کا الحاد و زندقہ ہے جسکا بانی
سبائی نہ رسول کا خیال کرتا ہے کہ اونکو پیمبر کہنے سے زبان کو بناتا ہے نہ اہلبیت کا لحاظ کرتا ہے کہ اونکے
گھر جلانیکو آگ و لکڑیان منگاتا ہی نہ اصحاب کا کچھ پاس و ادب کرتا ہے کہ ابو ہریرہ ایسے صحابی کو جب ناقل حدیث
ولد الزنا ہوا تو بحیلہ تقلب بال بحرین اونکو اتنی کوڑے لگواتا ہے کہ اوس بیچارے کے پیٹھ کے اوپر سے نیچے
تک لہو بہتا ہے کما فی کتاب العقد علی ما فی عبقات الانوار **قولہ** نہ حضرت کے قریبونکو لعن و ملامت سے
محفوظ رکھتے ہین **اقول** جو حضرت کے قریبون مین فقط رشتہ از ار بندی رکھتے ہین اور نفاق کی پابندی
یا بولہب اور بوجہل کیطرح کفر مین سربلندی رکھتے ہین اونکو بیشک لعنت و ملامت کرنا بہت اچھی بات
ہے **قولہ** پس جو سامنے آیا اوسی کو برا بھلا کہنا شروع کیا **اقول** سچ ہے اگر برا سامنے آیا تو اوسکو برا
کہنا شروع کیا اور اگر بھلا سامنے آیا تو اوسکو بھلا کہنا شروع کیا ایمان کے تو دو ہی جزو ہین تولا اور تبرا الا الہ
تبرا ہی کل معبودان باطل سے الا اللہ تولا ہی معبود برحق سے یہ بات بے ایمانونکو نہین معلوم اسی سے وہ سب
تولا کرتے ہین یہانتک کہ شیطان سے بھی تبرا نہین کرتے اور کیونکر کرین کہ وہی تو اونکا مرشد کامل ہے جسکی شرکت
سے یہ سب پیدا ہوئے ہین جیسا کہ جناب باری نے اوس سے فرمایا تھا کہ شارکہم فے الاموال و الاولاد و تقدم
ابلیس علیہ **قولہ** اوسی پر تبرا کرنے لگے **اقول** حاشا و کلا کسی پر تبرا نہین کرتے سوا ای دو تین منافق اور
اونکی اتباع کے **قولہ** کسیکو صراحۃً کافر بنایا کسیکو اشارۃً **اقول** جو کچھ کہا صراحۃً یا اشارۃً یا کنایۃً کافر بنایا نہ
یا مرتد سب اونہین منافقین اور اونکے اتباع کو کہا من اولہم الے آخرہم **قولہ** کسیکو تقیۃً فاسق ٹھرایا **اقول** غلط
ہے تقیۃً کسیکو فاسق نہین کہا بلکہ تقیۃً فاسق کو سابق کہا **قولہ** کسیکو ولد الزنا **اقول** سوا اوس شخص کے
جو در حقیقت ولد الزنا ہے اوسی کو ولد الزنا کہا اور کسی کو نہین کہا اور وہ بھی بزبان اہل التسنن کہا جیسے اہم
بھی اونکو بزبان اہل التشیع کہا **قولہ** واہ کیا دین ہی اور کیا مذہب **اقول** واہ واہ واہ واہ کیا دین ہے
اور کیا مذہب ہے اہل التسنن کا اپنے ثلثہ کے عیب پوشی کے لیے اونکے طعن و تشنیع سے نہ خدا بچا نہ کوئی نبی
بچا نہ کوئی امام بچا ثلثہ کے عیب جہل سالہ کے چھپانے کے لیئے یہ عذر نکالا کہ سبکے دلمین خدا ہے تو کفر و نفاق
پیدا کر دیتا ہے وہ تو مجبور ہین یہ پہلا جبر ہوا دوسری زبردستی یہ ہی کہ پھر خود ہی اون بیچارے مجبور ونکو

کہ ایمان لاؤ اور جب وہ مجبور ایمان نہین لاسکتے تو تیسری زبردستی یہ ہی کہ اب انکو جہنم کی آگ مین بد الا باد جلاتا ہے غرض اوس سی بڑھکر کوئی ظالم نہین ہی کہ کل افعال قبیحہ کو بندون مین خود پیدا کر دیتا ہے اور پھر اونکو آگ مین جلاتا ہی اور اسمین اوسکے لیے کوئی عیب اور کوئی نقص نہین ہی اس لئے کہ جب مالک تصرف اپنے ملک مین کرتا ہی تو جو جی چاہے وہ کرے کیا کوئی اوسپر حاکم ہے ایسے ایسے قاعدے خلفا کے عیب پوشی کے لیئے بنائے گئی ہین اور ثلثہ کے عیب رذالت نسبی کے چھپانیکے لیئے معاذ اللہ پیغمبرونکے نسب مین دھبا لگایا ثلثہ کے عیب و کذب وخیانت کے چھپانیکے لیئے کذبات ثلثہ ابراہیمی کے قائل ہوئے ثلثہ کے عیب خطاکاری کے چھپانیکے لیے کل انبیا کی خطائین از آدم تا خاتم ثابت کین تخطیۃ الانبیا لکھی بضعہ رسول کو دعوائی فدک مین جھوٹھا کیا جناب امیرؑ بلکہ کل آئمہ طاہرین پر کیا کیا طوفان لگائی جیسا کہ منتہی الکلام اور تحفہ مسروقہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی فعز اہم اللہ عن انبیاہ داولیایہ شر الجزا ارتو ایسے باحیا و باغیرت فرقہ کی شکایت ہم صرف دشمنی اور بدگوئی اور اہانت اہلبیت پر کیا کرین **بیت** گھائل تری نظر کا خدا اوبنی ہر ایک ٭ زخمی جگہ ایک بندہ درگاہ ہی نہین **قولہ** اس زخم پر مرہم رکھے **اقول** واللہ ثم واللہ کہ شیعونکا دل ہرگز ہرگز زخمی نہین ہی کہ اونکی پیشواؤن معصومین علیہم السلام کو ہر شخص جھک مارکے گلا گھٹا کے زبان سے اچھا ہی کہتا ہے کو دلمین بقدر ایک بیضیہ ہی کے بعض جناب امیرؑ سے بسبب عدم نصرت عثمان کے اور اونکے قاتلین کو اپنے مصاحبین کرنے سے رکھتا ہو مگر دل سنیونکا بسبب اسکی کہ شیعون نے اونکے ثلثہ کو ہدف سنان طعن وسہام ملام کیا ہے افگار و زخمدار ہی کہ دن رات فکر مین اوسکی مرہم پٹی کے رہتے ہین مگر لعنایات خدا وہ ایسے ناسور کہنہ ہین کہ کوئی دوا اور کوئی مرہم اوسپر کارگر نہین انشاءاللہ تا قیامت شیعہ سنا مین مارینگے اور سنیونکے ناسور کو بڑھائینگے **قولہ** حضرت عباس کے ناقص الایمان ہونے پر فتوی دیدیا **اقول** پھر کیا قباحت لازم آئی ہمسے صاف صاف سن لیجیے کہ شیعونکو فقط اپنے چاردہ معصوم سے کام ہے اور جز اونکے دین و دنیا مین کسی سی اونکو سروکار نہین آپکے ثلثہ ایسے ہزار مرتد ومنافق ہو جائین ہو اکرین عباس و عبداللہ ایسے ہزار مسلمان ناقص الایمان ہو جائین ہو اکرین ابولہب اور ابوجہل ایسی ہزار قرابتمند مشرک و بت پرست ہو جائین ہماری جوتی سی ہماری بلا سی ہم نہین سمجھتی کہ آپنے کیا بک بک لگا رکھی ہی اگر عباس ابولہب ہی کے بھائی ہوئی اور ابوجہل کے

ساتھ بدر مین جاکر مشکین کسوائین تو شیعون کی مذہب مین کیا برائی لازم آئی اگر نیچے ڈاڑھی چڑھا کے مچھونکی سی ہیٹ
کرتے ہین جب آپنے جاکٹ پتلون پہنا تو ڈاڑہی کی ناحق فضیحت کرواتے ہین ایسی ڈاڑھی حضرت معاویہ کی کتیا
کے پیشاب سی مونڈوا ڈالنی چاہیے اس لیی کہ آنحضرت نی بھی ایسی ہی اور اپنے کل لشکر کی ڈاڑھی مونڈوا دی تھی
جیسا کہ مؤلفین نے ادلیات معاویہ مین لکھا ہے قولہ کہ اونہون نے ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر کے ساتھ کرا دیا
اقول عباس کے نکاح کرا دینے کے خود اہلسنت روایت کرتے ہین و شیعہ بفرض تسلیم روایت سفینہ مجیب
ہوتی ہین اور در اصل شیعونکو نکاح ہی سی انکار بحث سے نہ بواسطہ نہ بلا واسطہ پس اگر یہ نکاح بسبب ضعیف الایمانی عباس
ہی تو تمہاری ہی روایات سی ہی اور ہم اون روایات کو محض افترات سمجھتے ہین گو بفرض وسکے بھی احجار
جوابات سخت و درشت سی تمہاری دندان شکنی کرتے ہین

قال المخاطب القمقام ہداہ اللہ سبل السلام

چھٹوین دلیل اگرچہ حضرات شیعہ نے واسطے جواز نکاح کے اسلام ظاہری سی حضرت عمر کے اقرار کیا اور
اونکو متمسک بکمال شریعت قرار دیا لیکن ولا یصلح العطار ما افسدہ الدھر جو رخنہ حضرت عمر کے ایمان مین اونکے
بزرگون نی ڈالا ہے وہ اب اونکے بند کرنے سے بند نہین ہوتا اور بغیر ترک مذہب تشیع اور اقرار فضیلت
حضرت عمر کے اس نکاح کا جواز موافق اصول مذہب شیعہ کے ثابت نہین ہو سکتا اس لیی کہ حضرت عمر
رضی اللہ تعالے عنہ موافق عقاید شیعو کی ایمان اور اسلام سے بے بہرہ تھی اور معاذ اللہ منافق اور مرتد
تھی اور وہ دشمن اہل بیت کے اور ناصبیون کے پیشوا تھے اور ناصبیونکے ساتھ نکاح مومنہ کا جائز ہی نہین ہے
پس نکاح حضرت عمر کا کہ کفر اور نفاق اور عداوت اہلبیت مین بڑھکر سب سے تھی ساتھ ام کلثوم کے جو عترت
اور بزرگی اور سیادت مین تمام جہان میں بہترین کیونکر جائز ہوتا چنانچہ ان دو امر کو ہم کتب شیعہ سی ثابت
کرتے ہین امر اول حضرت عمر کا مومن نہونا اور دوم ناصبی کے ساتھ نکاح مومنہ کا جائز نہونا امر اول کہ حضرت
عمر رضی اللہ تعالے عنہ مطابق اصول شیعہ کے مومن نتھی کافر اور منافق اور دشمن اہلبیت کے تھے
ایسا صاف کھلا ہوا ہے کہ حاجت سند اور دلیل و شاہد کی نہین ہی لیکن عبرتاً للناظرین دو ایک روایتین

اونکی بہانکی بیان کرتے ہین روایت اول زاد المعاد مین ملا باقر مجلسی حذیفہ بن یمان سی نقل کرتے ہین کہ جب مین نے
فضائل روز قتل عمر کے حضرت پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کے زبان سی سُنی تب سی مین اونکی کفر پر یقین رکھتا تھا چنانکہ
عبارت اوس کتاب کی بلفظہ یہہ ہی حذیفہ گفت پس برخاستم و برخاست حضرت رسول خدا و بخانہ ام سلمہ رفت و من
برگشتم و صاحب الیقین بودم در کفر عمر تا آنکہ بعد از وفات حضرت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دیدم کہ او چہ فتنہا
برانگیخت و کفر اصلی خود را اظہار کرد و از دین برگشت و دامان بیحیائی و وقاحت برای غصب امامت و خلافت
برزد و قرآن را تحریف کرد و آتش درخانہ وحی و رسالت زد و بدعتہا در دین خدا پیدا کرد و ملت پیغمبر را تغییر
داد و سنت آن حضرت را بدل کرد و نصاری و مجوس را از خود راضی کرد و نور دیدہ مصطفے را بخشم آورد و تدبیر
کشتن امیر المومنین کرد و جور و ستم در میانہ مردم ہمایئہ کرد و ہر چہ خدا حلال کردہ بود حرام کرد و ہر چہ حرام کردہ
حلال کرد الی آخر ہذیانات المجلسی غرضکہ اس روایت سے صاف کفر حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کا و نعوذ باللہ
من ذلک ثابت ہوا اور اونکا کفر اصلی کا ظاہر کرنا اور مرتد ہو جانا اور قرآن کا تحریف کرنا اور نصاری اور
مجوس کو راضی کرنا ثابت ہوا تو اب وہ دعوای جو بعض مجتہدین نے کیا تھا کہ وہ اسلام کے دایرہ سی خارج
نہین ہوی باطل ہوا روایت دوم ملا باقر مجلسی رسالہ رجعیتہ مین لکہتی ہین کہ امام مہدی علیہ السلام نے
ایک سائل کے جواب مین فرمایا کہ ابوبکر و عمر بظاہر کلمہ گو تھے اور بطمع دنیا اسلام کے مظہر ہوی تھی جب اونہون
نی دیکھا کہ پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا اونکو کوئی حکومت نہ دی تب پیغمبر صاحب کے قتل و ہلاک پر آمادہ ہوئے
وہو ہذہ عبارتہ بلفظہ ایشان یعنی ابوبکر و عمر از روی گفتہ بود بہ ظاہر کلمتین گفتند از برای اینکہ شاید ولایتے
وحکومتے حضرت بایشان بدہد و در باطن کافر بودند چون در آخر مایوس شدند با منافقان بر بالا عقبہ رفتند
و دہن ہای خود را بستند کہ کسے ایشان را نشناسد و تنہا اند اختند کہ شتر آن حضرت را رم دہند و حضرت
را ہلاک کنند پس خدا جبرئیل را فرستاد و پیغمبر خود را از شر ایشان حفظ کرد پس اس قول سی شیعون کے امام مہدی
کے ثابت ہوا کہ شیخین پیغمبر کے سامنے ہی بسبب یاس کے درپے قتل رسول ہو گئے تھے اور حضرت کے
ہلاک کرنیکی تدبیر کر چکے تھے تو جو شخص پیغمبر خدا کے قتل پر مستعد ہوئے اوس سی زیادہ کفر اور کسکا ہوگا اور جب
یہ جرم حضرات شیخین پر امام مہدی فرضی کے زبان ہی سی ثابت ہو گیا تو امام کے قول کو کون رد کر سکیگا روایت سیوم

ملا محمد باقر مجلسی نی بحار الانوار مین ایک حدیث کافی کی نقل کی ہی جس سی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو نص جلی امامت مرتضوی کا منکر ہے وہ کافر ہے اور واجب القتل ہی چنانچہ ہم اوس حدیث کو استقصاء الافحام سی نقل کرتی ہین بیان قوله علیه السلام

من ان یرتدوا عن الاسلام ای عن ظاہرہ والتکلم بالشہادتین فابقاءہم علی ظاہر الاسلام کان صلاحا للامة لیکون لہم اولادہم طریق الی قبول الحق والی الدخول فی الایمان فی کرور الازمان وہذا لاینافی ماتقدم وسیاتی ان الناس ارتدوا الا ثلثة لان المراد فیہا ارتدادہم عن الدین واقعا وہذا محمول علی بقائہم علی صورة الاسلام وظاہرہ وان کانوا فی اکثر الاحکام الواقعیة فی حکم الکفار وخص ہذا بمن لم یسمع النص علی امیر المومنین علیه السلام ولم یبغضہ ولم یعادہ فان من فعل شیئا من ذلک فقد انکر قول النبی صلی اللہ علیه و آله وسلم وکفر ظاہرا ایضا ولم یبق له شیء من احکام الاسلام ووجب قتلہ انتہی بلفظہ یعنی یہ فرمایا ہے حضرت امام ابو جعفر علیه السلام نے کہ جناب امیر علیه السلام نے دعوے امامت کا اس خوف سی نہ کیا کہ ایسا نہو کہ اصحاب اوسکو نہ قبول کرین اور اسلام چھوڑ دین اور مرتد ہو جاوین اور مرتد ہو جانے سے غرض یہ ہے کہ ظاہر اسلام کو چھوڑ دین اور کلمہ شہادت سے منکر ہو جاوین اسلیی اونکا اسلام ظاہری پر باقی رکھنا امت کے حق مین بہتر تھا تاکہ شاید وے یا اونکے اولاد مین سی کوئی حق کو قبول کرے اور کسی آئندہ زمانے مین مومن ہو جاوے اور یہ مخالف اوس روایت کے نہین ہے کہ سب اصحاب مرتد ہو گئے تھے مگر تین اس لیی کہ مراد اس ارتداد سی واقعی ہی اور ارتداد جسکا ذکر امام نے کیا ہے پھرنا اونکا ظاہری اسلام کے نظر سے ہے اگرچہ وے اکثر احکام واقعی مین حکم کفار مین داخل تھے لیکن یہ اسلام ظاہری بھی صرف اونہین لوگونکی نسبت ہی جنھون نے نص امامت امیر المومنین علیه السلام کو نہین سنا اور اونسے دشمنی اور عداوت نہین رکھی اور جسنے نص امامت سنکر اوس سی انکار کیا یا عداوت رکھی تو وے پیغمبر خدا صلوات اللہ علیه کے قول سی انکار کیا اور ظاہر مین بھی کافر ہو گیا اور کوئی حکم اسلام کا اوسکی لیی باقی نہین رہا اور اوسکا قتل کرنا واجب ہو گیا فقط اور صاحب استقصاء الافحام اس حدیث کے لکھنے کے بعد خود یہ فرماتے ہین کہ اگر غرض از نقل این عبارت محض اثبات این معنی است کہ صاحب بحار ثلثہ واتباع ایشان را کافر و مرتد می داند پس البتہ این معنی بسر و چشم مقبول است اصلا جای استنکاف وانکار نیست پس یا انظار صاحب بحار الانوار اور صاحب استقصار کے کافر ہونا خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالے عنہم کا ثابت ہوا

اور اونکا اسلام ظاہری بھی اونکی قول سی جاتا رہا تو اب درمیان کفر اور ایمان کے کوئی واسطہ تیسرا جسکو
اسلام کے نام سے تعبیر کرتے ہین باقی نرہا اور جب کافر ہونا اونکا نعوذ باللہ ثابت ہوا تو نکاح ام کلثوم کا
کافر کے ساتھ لازم آیا تو اب کہان رہا قول سید مرتضی علم الہدی کا جو اونہون نے شافی اور تنزیہ الانبیاء مین فرمایا
ہے کہ حضرت عمر مظہر اسلام اور متمسک بہ تمام شریعت تھی ہمین واسطی اونکی ساتھ نکاح کر دینے مین کچھ خلل دینی
نہ تھا اور باطل ہو گیا قول صاحب نزہہ اثنا عشریہ کا جو اونہون نے جواب مین تحفہ کے فرمایا ہے کہ کسی امامیہ
کا یہ قول نہین ہی کہ حضرات علیہم السلام نے اپنی بیٹی کافر کو دی ہو بلکہ بدعتی اور مظہر اسلام اور منافق کو دی
ہی اور ممنوع اور حرام نکاح کرنا ساتھ مشرک کے ہے نہ کہ بدعتی اور منافق کے اسلیئے کہ انکی امام فرضی کی زبان سی
موافق روایت بحار الانوار کے صاف کفر خلفاء ثلثہ کا اور واجب القتل ہونا اونکا ثابت ہوتا ہے عجب حال ہی
علماء شیعہ کا کہ جب جیسا موقع ہوتا ہی ویسا ہی کہنی لگتے ہین جیسی ضرورت ہوتی ہی ویسی ہی حدیثین بنالیتی ہین کبھی تو
حضرت عمر کو کافر اور منکر اسلام اور واجب القتل کہتی ہین کبھی ونکو مظہر اسلام اور متمسک سائر الشریعت فرماتے
ہین جو کہ امر اول یعنی کفر حضرت عمر کا و نعوذ باللہ منہ موافق روایات صحاح اہل تشیع کے ثابت ہو گیا اب ہمکو
اس امر کی ضرورت باقی نہین رہی کہ ہم اس مسئلہ کو ثابت کرین کہ نکاح مومنہ کا ساتھ ناصبی کے گو وہ مظہر اسلام
ہو جائز نہین ہی لیکن تاکہ وے لوگ جو ان روایات کو غلط سمجھین اور کفر ظاہری کے قائل ہون اور اسلام
کا حکم حضرت عمر پر جاری رکھین موافق اپنی اصول کے اس نکاح کو جائز نہ سمجھین ہم اس مسئلہ کو بھی بیان کرتے
ہین امر دوم یعنے نہ جائز ہونا نکاح مومنہ کا ساتھ ناصبی کے روی الکلینی عن الفضیل ابن یسار قال سألت ابا عبد اللہ
عن نکاح الناصب فقال لا واللہ ما یحل قال فضیل ثم سألته مرة اخری فقلت جعلت فداک ما تقول فی نکاحهم قال
والمراة العارفة عارفة قلت نعم قال ان العارفة لا توضع الا عند عارف کلینی مین روایت ہے کہ فضیل کہتی ہین
کہ مین نے امام جعفر صادق علیہ السلام سی پوچھا کہ ناصبی کا نکاح جائز ہی تو حضرت نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہرگز
حلال نہین ہی پھر دوسری مرتبہ مین نے پوچھا تو امام نے فرمایا کہ عورت عارفہ ہی یعنی مومنہ ہی مین نے کہا
کہ ہان تب امام نے فرمایا کہ عارفہ نہین رہیگی مگر پاس عارف کے یعنے مومنہ کا مومن کے نکاح مین ہونا چاہیے
پس اس روایت سی صاف ثابت ہو گیا کہ حضرت امام کے ارشاد کے مطابق نکاح عارفہ کا نہین جائز ہے

اگر ساتھ عارف کے ہیں یا حضرت عمر کو مومن اور عارف کہیں یا حضرت ام کلثوم کو ایمان اور معرفت کے دائرہ سے
خارج کریں ونعوذ باللہ منہ غرضکہ اب موافق قول امام کے سوائے ان دو حالتوں کے تیسری حالت متصور باقی نہین رہی
حقیقت یہ ہے کہ اس قول سے امام کے حضرت عمر کا عارف اور کامل الایمان ہونا ثابت ہوتا ہے اسلیئے کہ اگر وہ
ایسے نہ ہوتے تو ام کلثوم کا نکاح حضرت امیر انکے ساتھ کسی حالت مین کہ جسکو حضرات شیعہ جبر و اکراہ سے
تعبیر کرتے ہین نہونے دیتے کیا جناب امیر اس آیت کے مضمون سے واقف نہ تھے الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات
والطیبات للطیبین والطیبون للطیبات اور کیا حضرت علی اس حدیث سے جو امام جعفر صادق نے فرمائی منکر تھے کہ
العارفۃ لاتوضع الا عند عارف پس باوجود ہونے ایسی آیت اور قول امام کے کیونکر حضرت علی اوسکی خلاف کرتے
جبکہ ہم اس امر کو ثابت کر چکے کہ یہ نکاح بجبر و اکراہ نہین ہوا تو ہم کو ضرورت اوس قول ناپاک سے بحث کرنیکی نہین
رہی جسکو علماء شیعہ نے امام کیطرف منسوب کیا ہے کہ امام نے فرمایا کہ ہو اول فرج غصبت منا کہ یہ پہلی
شرمگاہ ہے جو غصب کی گئی لیکن عبرتاً للسامعین اسکو بھی بغیر بحث کے چھوڑنا مناسب نہین سمجھتے

یقول المتمسک بولایۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام

حاصل اس کلام سراپا ملام کا جو دیوانوں کی بک اور مجنونوں کی جھک ہی ہے یہی کہ شیعوں نے اسلام عمر کو واسطے جواز نکاح
کے قبول کر لیا مگر انکے روایات سے اونکا کافر اور منافق ہونا ثابت ہے اور ناصبی اور دشمن اہلبیت ہونا بھی ثابت
ہے اور بنا بر اونکی اصول کے نہ کافر سے نکاح درست ہے نہ ناصبی سے پس نکاح ام کلثوم باطل ہو گیا جواب اسکا
یہ ہی کہ کافر اسلامی سے یعنی جو مشرک بت پرست اور منکر شہادتین ہو بمقتضای لاتنکحوا المشرکین نکاح ناجائز ہے
اور حضرت عمر گو قبل از اظہار اسلام ایسے ہی تھے شعر چہل سال عمر عزیزش گذشت * مزاجش ز عزّی پرستی نگشت
لیکن جبسے باقی لا الہ الا اللہ کہا ہر چند تصدیق جنانی نہ تھی مگر پھر اسکے منکر نہین ہوے اور کفر جحودیت مین
باوجود میلان یہودیت جیسا کہ جلد اول مین گذرا گرفتار نہین ہوئی بلکہ بسبب عدم تصدیق جنانی نفاق باطنی
مین تا دم مرگ مبتلا رہے اور جو سند مین آپ نے اونکی کفر کی بیان کین کسی مین گر کفر اسلامی نہین ہے جو لا الہ الا اللہ
کے انکار سے ہوتا ہے بلکہ کفر نفاقی مراد ہے جو بسبب عدم تصدیق جنانی اور عدم تصدیق ایمانی کے ہوتا ہی

اور آپ خود اسی صفحہ کے سطر (۲۴) مین فرماتی ہین کہ حضرت عمر مطابق اصول شیعہ ہومن نہ تھی کافر اور منافق دشمن
اہلبیت علیہم السلام تھی انتہی اور ممکن نہین ہی کہ کافر منافق کافر اسلامی ہو اس لیی کہ کافر اسلامی مین شرط ہے کہ منکر
لا الہ الا اللہ ہو اور کافر نفاقی مین شرط ہی کہ مقر لا الہ الا اللہ ہو پس اجتماع دونو کا اجتماع النقیضین ہوگا اور
آپ خود مقر اسکی ہین کہ کفر و نفاق کے احکام مین فرق ہی چنانچہ صفحہ (۱۳۵) کے سطر (۲۱) مین آپ فرماتی ہین
کہ باقی رہا امر احکام منافقین کے نسبت کافر وںکا ظاہر شریعت مین تحت نہین ہین اسکا جواب یہ ہی کہ چونکہ منافق
ظاہر مین اپنی تئین مسلمان کہتی ہین اور احکام شریعت ظاہری پر جاری ہین اس لیی وہ قتل وغیرہ سے محفوظ ہین انتہی
اور جب وہ قتل وغیرہ سی محفوظ رہی تو بحسب ظاہر شرع باتفاق فریقین اونسی مواصلت و مخالطت و مناکحت بھی
جاری فی الاسلام تھی ورنہ خدا نے جہان لا تنکحوا المشرکین فرمایا تھا وہان لا تنکحوا المنافقین بھی فرمایا تھا اور جب حضرت
عمر کا منافق ہونا شیعونکے نزدیک آپ کے اقرار سے ثابت ہوا تو آپ نے جو اس مقام پر افادہ فرمایا
کہ منافق ظاہر مین اپنے آپکو مسلمان کہتی تھی اور احکام شریعت ظاہر پر جاری تھی اسلیی وہ قتل وغیرہ سے
محفوظ رہے گو حقیقت مین منافق و افجر الفجرہ تھی مگر بسبب ظاہر الاسلام ہونے کے اونسے نکاح درست تھا
باقی رہگئی ناصبیت اونکی مین ناصب معلن بعداوت ہی باتفاق علماء امامیہ مخالطت ناجائز فضلاً عن المناکحہ
مگر بضرورت شرعیہ جیسا کہ اظہار کفر بدلیل الا من اکرہ جائز ہے ویسا ہی نکاح مشرکین سی اور معلنین بعداوت
آئمہ طاہرین سی بھی جایز ہی لیکن جو ناصبی کہ غیر معلن بعداوت ہی پس بعض علماء شیعہ نے اوس سی نکاح
جایز جانا ہی اور نہی فی الاحادیث کو محمول بکراہت کیا ہے اور بعض علما نے ناجائز اور نہی کو محمول
بر حرمت جانا ہی لیکن باتفاق کل علماء امامیہ وقت ضرورت شرعیہ نہ کراہت رہیگی نہ حرمت اب
حضرت عمر کو ہمارے مخاطب صاحب جس قسم کے ناصبی مین چاہین داخل کرین مگر جب اونہین کے روایات سی
ثابت ہی کہ یہ نکاح بجبر و اکراہ ہوا تو تحت الا من اکرہ اور تحت فمن اضطر داخل ہوکے بے شک وشبہ جایز اور مباح ہوگا
پس جو کچھ مخاطب نے عدم جواز نکاح پر متفرع کیا سب کالائی بہ لیشین بالیش حضرت عمر خواہ لو داب جواب تفصیلی
مخاطب کیطرف توجہ کیجاتی ہی قولہ اسلام ظاہری ہی حضرت عمر نے اقرار کیا **اقول** حقیقت مین شیعون نے
تمپر اور تمہارے عمر پر احسان کیا اگر عمر کے ادن نعمت کا اثر ظاہر کرتے ہو بہت اچھا عمر منافق نہین سہی بلکہ

تمہاری رضامندی آئی یہ بھی ہی کہ وہ مشرک بت پرست شکر تھا تو یہ ازابتدا تا انتہا تھا اچھا یہی ہی حقیقت ہی جو ایسا ہی
تھا اگر سمجھیں تو شک نہیں کہ بمکر و فریب اظہار اسلام کرتا تھا اسکے ڈرون نے جو بظاہر مسلمان تھی اسکو اپنا خسر
بنایا تھا اور ہزارون اوسکو مسلمان کہا تھا آجتک سمجھتی ہین پس ایسی منافق کو اگر جناب امیر علیہ نے بجبر و اکراہ
بحکم الا من اکرہ اور مجبوری و ناچاری بمقتضائی فمن اضطر اپنی بیٹی بیاہ دی تو کیا قباحت لازم آئی **قولہ** تمسک
بحال شریعت قرار دیا **اقول** غرض شیعوں کی یہ نہیں ہی کہ حقیقت مین وہ متمسک بہ شریعت تھا بلکہ غرض یہ ہی کہ
حقیقت مین تو وہ منافق تھا مگر بمکر و خدع و فریب بظاہر مین بڑا متشرع بنتا تھا جیسا کہ حدیث صحیح مسلم مین خود
اونہیں کے زبان صدق ترجمان سے ہی کہ جناب امیر و عباس انکو کاذب غادر خائن آثم سمجھتی تھی **قولہ**
و لاکن لا یصلح العطار **اقول** حضرات اہل سنت یہ نکاح فرضی ام کلثوم سے موہوم عمر کو ہزار واسطے سے مومن بنا دین
و لاکن لن یصلح العطار ما افسدہ الدہر **قولہ** انکی بزرگون فی ڈالا ہی **اقول** جہان انکے بزرگون نے ڈالا ہی
وہ بھی ڈال لیتے جائینگے انشاء اللہ تعالے انکو کیا غرض بند کرینگے بلکہ اگر حضرات اہلسنت اوس رخنہ کو بند کرنا چاہینگے
تو وہ سو رخنہ نکال لینگے **قولہ** اقرار فضیلت حضرت عمر کے **اقول** استغفر اللہ کیا کہتے ہو ہم تمہاری ہی زبان سے
کہتے ہین کہ جسکو شیعہ عمر ایسا منافق و طیب الولادة سمجھینگے پھر اوسکی فضیلت کا اقرار کیونکر کرینگے خفا ہو جئیے گا
مین اپنے دل سے نہین کہتا آپہی کی زبان سے کہتا ہون **قولہ** اس نکاح کا جواز موافق اصول مذہب شیعہ کے
ثابت نہین ہو سکتا **اقول** موافق اصول اسیلئے مذہب شیعہ کے نکاح حالت جبر و اکراہ مین ہو سکتا ہے
بدلیل الا من اکرہ و فمن اضطر جیسا ہر کسی سنیونکے خیال نہین ہی کہ اس اصل اصیل کو کہ مصداق اصلہا ثابت و فرعہا فی السما
ہے نادلیل سی باطل کر دین آپ ہزار مکر و کید کیجیے مگر کچھ شک نہین ہی ان اللہ موہن کید الکافرین **قولہ** حضرت عمر
موافق قاعدہ شیعون کے ایمان و اسلام سے بے بہرہ تھی **اقول** لاریب ایمان و اسلام حقیقی سی بے بہرہ
تھے مگر اسلام ظاہری سی اپنی جان و مال کی حفاظت کی تھی ورنہ عمرو بن عبدود کے ہم پلو ہو جاتے اور اسی مکر و
فریب سے تو خلافت ہاتھ لگی تھی اگر اسلام ظاہری کو بھی چھوڑ دیتے تو خلیفہ کیونکر بنتے **قولہ** اور معاذ اللہ
منافق اور مرتد تھے **اقول** واللہ ثم باللہ کہ ایسے ہی تھے **قولہ** اور دشمن اہلبیت کے **اقول** بیشک ٹھیک
ہی خلافت اور فدک چھین لینی کیواسطے یہ سب دشمنی تھی **قولہ** اور ناصبیونکے پیشوا تھے **اقول** بہت درست

فرماتی ہین حضور کے ضرور وہ پیشوا تھی اور لوگ کہتی ہین کہ سیوطی کے نزدیک بیسوا تھی چونکہ ہماری جد امجد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے سُسرے تھی اور سُسرے سالون سے دلگی معمولی بات ہی آپ برا نہ مانیئے گا **قولہ** اور ناصبیون کے ساتھ
نکاح مومنہ کا جائز ہی نہین ہی **اقول** یہ بات سچ ہے مگر حالت اختیار مین نہ حالت جبر واضطرار مین **قولہ**
کیونکر جائز ہوتا **اقول** بوجہ اضطرار **قولہ** امر اول حضرت عمر کا مومن ہونا امر دوئم ناصبی کے ساتھ نکاح جائز ہونا
اقول یہ دونو باتین مسلّم ہین اسکی اثبات کی کوئی ضرورت نہین ہی ناحق ناحق اپنی اور ہماری اوقات ضایع
کرتے ہو انشاء اللہ خدا تمکو ایسی بلا مین مبتلا کریگا کہ تم سب ہذیان سرائی اور ہرزہ درائی بھول جاوگے **قولہ** عبرتاً
للناظرین **اقول** یہ حدیثین بی بی عائشہ اور ابو ہریرہ سی اشخاص کی نہین ہین بلکہ اہلبیت طاہرین کی ہین فاعتبروا
یا اولے الابصار **قولہ** اس روایت سی صاف کفر حضرت عمر **اقول** بلکہ ہر اک کفر سے بڑھکر یہ ہیچ کافر تکند
آنچہ مسلمان کردند **قولہ** اور اونکا کفر اصلی کا ظاہر کرنا **اقول** یعنے مقتضیات کفر اصلی کو ظاہر کرنا نہ یہ کہ لات و
عزّیٰ پرستی کرنا ورنہ خلیفہ مسلمانان کیونکر بنتے **قولہ** اور مرتد ہو جانا **اقول** یعنی مرتد بارتداد ایمانی ہو جانا نہ کہ
مرتد بارتداد اسلامی ہو جانا اور مشرک بُت پرست بنجانا چنانچہ پیشتر حدیث صحیح بخاری گزر چکی ہی کہ جناب رسولخدا
نے اصحاب سی خطاب کرکے فرمایا کہ انّی لا اخشی علیکم ان تشرکوا بعدی ولاکن اخشی علیکم الدنیا یعنے مین نہین ڈرتا ہون
تمھارے لیئے اس بات سی کہ تم بعد میرے مشرک ہو جاوگے بلکہ ڈرتا ہون اس بات سی کہ محبت دنیا تمکو گمراہ کریگی
فی الواقع مشرک تو کوئی نہین ہوا مگر محبت دنیا سی دنیا مین ہزار مشرکون سی بڑھکر ہو گئی جیسا کہ حدیث اصحابی سی ظاہر ہی کہ
کہ ملائکہ بروز قیامت عرض کرینگے یا حضرت یہ اصحاب آپ کے بعد آپکے مرتد ہو گئے **قولہ** اب وہ دعوی جو شیعون نے
کیا تھا الٹے تولہ باطل ہو گیا **اقول** ہرگز باطل نہین ہوا اسلیئے کہ غرض دعوی یہ ہے کہ اسلام ظاہری کے دایرہ سی
خارج نہین ہوئی یعنی ظاہر بظاہر مشرک یا بُت پرست نہین ہوے اور اس حدیث سے کسی لفظ کو دلالت اسپر نہین کہ
حضرات ثلثہ ظاہر بظاہر مشرک یا بُت پرست ہوگئے گو حقیقت مین سو بُت پرستون سی بڑھکر ہوگئے اور وہ ایذا جو
اہلبیت پیغمبر کو پہنچائین کہ جنکا عشر عشیر بھی مشرکان ظاہری سی نہین پہنچا **قولہ** ظاہر کلمہ گو تھے اور بظاہر دنیا اسلام
منظہر ہوئے تھے **اقول** لاریب وہ ایسے ہی تھی اور یہی مذہب کل شیعون کا ہی اور بعض مجتہدین سے جو دعوی
کیا کہ وہ اسلام کے دایرہ سی خارج نہین غرض انکی بھی یہی ہی کہ بظاہر کلمہ گو تھے اور اسلام ظاہری سی خارج نہین ہوئے

کو حقیقةً باطن کی ارادہ ہی الکفر الکفر تھی الحمد للہ کہ اس حدیث مین اونکی اسلام ظاہری اور کفر باطنی کی تصریح ہو گئی اور
اسیقدر مقصود بعض مجتہدین بلکہ مقصود کل شیعہ ہی پس آپکا دعوی کہ قول بعض مجتہدین باطل ہو گیا خود آپکے دلیل بطلان
سی باطل ہو گیا **قولہ** درپئے قتل رسول ہو گئی تھی **اقول** بیشک ہو گئے تھے آپکے محدثین نے بھی منافقین کے
دبہ لنڈھکانیکی روایتین لکھی ہین بعد جنگ تبوک مگر کسیکا نام نہین بتاتے کہ وہ کون کون حضرات تھے پس سنیون کا
نام چھپانا اور شیعون کا نام بتانا واقعات کے ساتھ ملانے سے یقینًا ثابت کرتا ہے کہ یہی لوگ تھے **قولہ** ہلاک کرنیکی
تدبیر کرچکے تھے **اقول** ہان تدبیر کی مگر تقدیر نے موافقت نکی **قولہ** اوس سے زیادہ کفر اور کسکا ہوگا
اقول سچ ہے گو زبان سے مثل شیعہ و یزید کے اظہار اسلام کیا کہ جب رسول اللہ نے ان منافقون کو منافق
ہی کہا ہے تو دوسرا کون ایسا ہے جو اونکے نفاق سے انکار کرے یا اونکے کفر ظاہری پر اصرار کرے **قولہ** امام کے
قول کو کون رد کر سکیگا **اقول** تم ایسا خارجی ناصبی **قولہ** اس حدیث کو ہم نے اقتضاء الافحام سے نقل کیا ہے **اقول**
سنا ہے کہ ایک میان جی صاحب دھوبی کے گدھے کو جونپور کا قاضی بناتے تھے افسوس ہے کہ کوئی میان جی ایسا بھی
نہ ملا کہ اگر قاضی نہ بناتا تو تمہاری حضرت مخاطب کو کچھ تو فہم تو بنا دیتا ارے حضرت یہ حدیث نہین ہے یہ کلام صدق
انضمام مولانا ہی مجلسی علیہ الرحمہ کا ہے الفاظ بیان لکھکر توضیح ہے لفظ حدیث کی فرماتی ہین بہرکیف اس عبارت
توضیح کو بھی دلالت اوپر کفر اسلامی ثلثہ کے نہین ہے یعنی ثلثہ مشرک بت پرست اور ظاہر بظاہر منکر لا الہ الا اللہ ہو گئی
تھے کسی لفظ کو اس عبارت کے دلالت اس معنی پر نہین بلکہ غایة الامر یہی کہ کفر نفاقی اونکا ظاہر ہو گیا تھا اور
بعد ظہور کفر نفاقی کے منافق پر احکام اسلام کو محفوظ رہتا اوسکی جان و مال کا بھی باقی نہین رہتی بلکہ مثل بت پرستون کے
عند الجہاد واجب القتل ہوتا ہے چنانچہ خلیفہ اول نے قوم مالک بن نویرہ کے ساتھ بسبب نکرنے بیعت خلافت
کے ایسا ہی کیا کہ اون مظلومون پر تہمت انکار زکوۃ دھرکر مثل کفار کے قتل و غارت کیا اور غنائم کو بخلاف رائی
عمر مسلمانون پر تقسیم کیا اور عورتون اور لڑکون کو غلام لونڈی بنایا حالانکہ وہ اذانون مین پکار پکار کر اشہد
ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ کہتی تھی اور انکی گواہی لشکر والون نے خصوصًا عبد اللہ بن عمر و ابو قتادہ انصاری
ایسی عدول نے بھی دی مگر حکم خلیفہ اول خالد ولید نے کسی کا کہنا نہ سنا اور اون مظلومون کو بمکر و فریب
مشکین باندھکر قتل کیا چنانچہ مفصل بیان اسکا حدیث پنجم مین گزرا بالجملہ کفر نفاقی کے ظہور مین احکام اسلام

جاری ہونا اور بات ہی اور کفر اسلامی یعنی مشرک و بُت پرست ہونا اور بات ہی اور ہمکو انکار ثلثہ کے کفر اسلامی سے ہی یا ہین یعنی کہ بعد رسول اللہ وہ مشرک بُت پرست نہین بنی ورنہ خلافت اور افسری مسلمانون کی کیونکر نصیب ہوتی اور ہمکو اسکا انکار نہین ہی کہ بعد رسول اللہ ونسے ظہور کفر نفاقی بھی نہین ہوا اور واجب القتل بھی نہین ہوئی بلکہ ہم یہ کہتی ہین کہ ہماری نزدیک وہ ایسے تھی کہ اگر کوئی مناق ایکدفعہ قتل کیا جاتا تو وہ ہزار مرتبہ فی جذوع النخل سولی دی جاتی اور ہزار مرتبہ آگ مین جلائی جاتی جب بھی کم تھا اور انشاءاللہ صاحب الامر عجل اللہ ظہورہ واتم نورہ انکو قبرونسے نکالکر ایسا ہی کرینگے یا مولای یا صاحب الزمان فدیتک یا می وابی شعر تنہا نہ درمدینہ اسلام کے رواست ٭ لات وجبل برآرو بدار عقاب کش ۔ اور اگر غاصبین خلافت نظہور کفر نفاقی لائق گردن زدنی ہوتی تو جناب امیرؑ کیونکر فرماتے کہ اگر چالیس معین بھی پاتا تو غاصبین خلافت سی جہاد کرتا جیسا کہ ابن ابی الحدید جو دوستان عمر سے ہی روایت کرتا ہی **قولہ** اور جسنے نص امامت سُنکر اوس سی انکار کیا **اقول** مراد جناب مولانائی مجلسی کی یہ ہی کہ نص امامت سُنکر ظاہر بظاہر انکار کیا مع قرار کونہ نصًّا محکمًا غیر منسوخ جیسا کہ ثعلبی نی اپنی تفسیر مین لکھا ہی کہ حارث بن نعمان فہری نی نص غدیری سُنکر ظاہر بظاہر انکار کیا اور کہا کہ اگر پیغمبر سچے ہین تو خدا اوس شقی پر عذاب نازل کرے خدا نی اوسیوقت اوسپر عذاب نازل فرمایا اور ابھی اپنی ناقہ پر سوار ہونے نپایا تھا کہ ایک سنگریزہ آسمان سی اوسکی سر پر گرا اور اسفل سی نکلگیا بعد اسکے خداوند عزوجل نے سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع نازل فرمایا انتہی محصلًا اور آپکے حضرات ثلثہ نے ظاہر بظاہر انکار نص غدیر سی نہین کیا بلکہ کل اصحاب نی بالخصوص حضرت عمر نے بلکہ ابوبکر نے بھی کہ مبارک بادی جناب امیرؑ کو دی جیسا کہ معارج النبوة اور روضة الصفا اور حلبیہ السیر مین ہی اور ابن مغازلی شافعی نی کتاب مناقب مین لکھا ہی ور دوسرون نی دیگر کتب مین بھی لکھا ہی کہ حضرت عمر جناب امیرؑ کے پاس آکر کہنے لگے بخٍ بخٍ لک یا ابن ابیطالب اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومنة اور مشکوة مین اور علامہ نیشاپوری کی روایت مین بجائی بخ بخ ہنیالک یا ابن ابیطالب ہی یعنی مبارک ہو آپکو ای ابن ابیطالب کہ آج سی آپ ہماری اور کل مومن و مومنہ کے مولے ہوئی اوسوقت تو یہ کہا لیکن جب وقت غصب خلافت آیا تب اس نص کا انکار تو نہین کیا مگر اوسکے تاویلین اور توجیہین جو سراسر پُوچ اور باطل تھین کرنے لگے

اور بطمع زخارف دنیوی دین کو بعوض دنیا بیچا اور حق صریح سی روگردانی عوام کو بہکایا خوب جال مکروفریب کا پھیلایا
کسی سی کہاکہ غرض جناب رسولخدا کی روز غدیر من کنت مولاہ سی فقط دوستی جناب امیر تھی اور انکو خلیفہ کرنا منظور نتھا
چنانچہ اپنی جد امجد کے سکھائی پڑھائی ہوئی بات ابھی تک سینونکو یاد ہی اور تا قیامت یہی کہی جاینگی گو شیعہ ہزار ہزار دلیلین
عقلی نقلی لائین اور کتاب الفین تصنیف فرمائین اور کتنی جلدین ضخیم مانند عبقات الانوار کے لکھین اور کالصباح اذالاح
ظاہر اور روشن کردین کہ مقصود پیغمبر از حدیث من کنت مولاہ سی خلافت اسداللہ ہی مگر قول پر اپنی جد امجد کے
حضرات اہلسنت کے نگاہ ہی روز روشن سی اپنی آنکھونکو بند کرلین گے اور فرماینگے کہ کچھ نہین دنیا سیاہ ہی
اور دعوائی سفیدی صبح فقط شیعونکا اشتباہ ہی اور سوائی اپنی مذہب کے کسی طرف آنکھ اوٹھاکر دیکھنا گناہ ہی
اور جو کتب شیعہ دیکھی وہ گمراہ ہی شیعہ کہتی ہین بیت گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ - کچھہ
لوگون سی تو حضرت عمر نے یہ تاویل علیل بیان فرمائی اور کچھہ لوگون سی یہ کہاکہ ہان آنحضرت نی روز غدیر تو خلیفہ کیا
مگر بعد اوسکے اوس حکم کو منسوخ کردیا اور فرمایا کہ الخلافة والنبوة لاتجتمعان فی بیت واحد یعنی خلافت اور نبوت ایک
گھر مین نہین جمع ہوسکتی اور یہ بھی فرمایا کہ آل ابیطالب لیسولی باولیاء یعنی اولاد ابی طالب یعنی جناب امیر اور انکی
عترت طاہرین متولے میرے امور کے نہین ہین چنانچہ یہ حدیث باعتراف شارحین و ابن ابی الحدید صحیح بخاری
مین تھی مگر متاخرین اہل سنت نی بمثل دیگر احادیث کے جیسے بندر یا کے رجم کے حدیث اور تلبیہ احتمام کی
حدیث تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی کو بعضی حذف و اسقاط مین ڈالا اور بعض سی کچھہ الفاظ کو
نکالا جیسے اس حدیث مذکور مین لفظ طالب کو نکالڈالا اور آل ابی رہنی دیا اور بعضون نے بجائی طالب کی
لفظ فلان لکھدیا اور بعضون نی اوس جگہہ سفیدی چھوڑدی اوسکو کچھہ لوگون نے آل ابیفلان ا[illegible] پڑھا مگر
امثال ابن حجر نے تصریح کی کہ اصل حدیث آل ابی طالب ہی الغرض ایسی احادیث موضوعہ سی حضرت عمر مدعی
منسوخیت حکم غدیری ہوئی ہرچند نسبت اس قول کے حاشیہ تحفہ مسرور قلمین شاہ جی نے طرف نواصب کے
دی ہی مگر بیشک نواصب نی اپنی جد امجد ہی سی سیکھا ہی اور ان احادیث کا ذریعہ یہ لوگ اوسی سازو
دلیل تقلید اونہون نے جھوٹی گواہی دی جیسا عبداللہ بن زبیر نے حضرت عائشہ کے سامنے حوأب کتوں کے
بھونکنے کے وقت تو پچاس آدمیوں سے جھوٹی گواہی دلوائی تھی کہ یہ حواب نہین ہی جیسا کہ کل مورخین نے لکھا ہے

بالجملہ بعضون سے کہا کہ ہرچند جناب رسول خدا اونکو خلیفہ کر گئے تھے مگر انکو خلافت کرنا خود منظور نہین ہے ورنہ اس مجمع
مین ضرور حاضر ہوتے حالانکہ وہ حضرت مشغول تجہیز و تکفین رسول اللہ تھے اور یہ لوگ اونحضرت کو بے غسل و کفن
چھوڑ کے سقیفہ بندی خلافت مین تھے جیسا کہ کتاب ملل و نحل اہل سنت مین موجود ہے اور جو لوگ ان فریبون مین نہ آئے
اونکو بوعدہ ہای حکومت شام و مین و مصر رام کیا بالجملہ ہماری مخاطب عالیمقام کا مقصود یعنی ادعای کفر ظاہری
ثلثہ جب ثابت ہوتا کہ اونکی بت پرستی بعد رسول اللہ یا اونکا منکر نص غدیر ہی مثل انکار حارث بن نعمان فہری
کے ظاہر بظاہر ہوتا کتب شیعہ سے ثابت کرتے و الیس فلیس باقی رہا شیعونکی کتابون مین جو انکا کفر و ارتداد موجود
ہے اوس سے مراد اونکا کفر واقعی اور کفر نفاق اور ارتداد ایمانی ہے نہ کفر اسلامی اور ارتداد اسلامی **قولہ**
اور کوئی حکم اسلام کا اوسکے لیئے باقی نہین رہا **اقول** یہ شبہہ ہم کہتے ہین کہ جسکا انکار ظاہر بظاہر مثل انکار
حارث بن نعمان ہے اسکی لیے حکم باقی نہین ہے یعنی وہ واجب القتل ہوگا بلکہ خدا ہی اوسکو قتل کریگا لیکن آپکو ضرور ہے
کہ انکار ثلثہ کو مماثل انکار حارث ہونا آپ ثابت کیجیے حالانکہ حارث کا انکار صریحی تھا اور ثلثہ کا انکار نفاقی کہ
ظاہر مین اقرار کرنا اور بخ بخ کہنا اور باطن مین انکار کرنا غایۃ الامر یہ ہے کہ منافق وقت ظہور نفاق واجب القتل
ہو جائیگا اور حکم اسلام سے کہ صیانت جان و مال ہے نکلجاویگا مگر اس سے اوسکا مشرک بت پرست ہونا لازم نہین آتا
جیسے اہل سنت شیعہ کے نزدیک بسبب انکار عدل خدا و امامت ائمہ ہدا قابل گردن زدنی ہین اور شیعہ بھی بسبب
تبرے کے خلفای ثلثہ سے سنیونکے نزدیک بھی ایسے ہی ہین مگر احد ہما دوسری کو مشرک بت پرست نہین جانتا اور مسلمان
کہتا ہے اور جناب رسول خدا نے کسی منافق کو باوجود ظہور نفاق قتل نہین کیا بلکہ جس منافق نے تقسیم غنایم مین حضرتکو
اعدل یا محمد فانک لم تعدل یعنی تقسیم مین اے محمد تم بے انصافی کرتے ہو اور حضرت عمر نے تلوار کھینچی اور فرمایا کہ حکم
دیجیے کہ مین اس منافق کو قتل کرون تو حضرت نے فرمایا دعہ لئلا یقول الناس ان محمدا یقتل اصحابہ کما فی صحیح البخاری
یعنی چھوڑ دے اسکو تا کہ لوگ نہ کہین کہ محمد اپنی اصحاب کو قتل کرتے ہین بلکہ ابن ابی کا باتفاق کل منافق تھا اور
نفاق اوسکا سبکے نزدیک ظاہر ہوگیا تھا حضرت نے بمصلحت وقت اوسکی جنازہ پر نماز پڑھی اور سر اوسکا گود مین
لیا منھ مین لعاب دہن مبارک دیا اپنا کرتا پہنایا اور عمر نے اونحضرت کا دامن پکڑ کے کھینچا اور کہا کہ منافق کے جنازہ کی
نماز نہ پڑھو مگر اونحضرت نے عمر کا کہنا نہ سنا اور اونکو ڈانٹ دیا جیسا کہ شبہہ اول سے ذکر ہو چکی الغرض جب آپ کہینگے کہ تہا

نزدیک عمرو واجب القتل تھی تو ہم کہینگے کہ واللہ کشتنی سوختنی باشد وگردن زدنی ہاور جب آپ فرمائینگے کہ تمہاری نزدیک
حضرات ثلثہ مشرک بت پرست اور زبان سی منکر لا الہ الا اللہ تھے تب ہم کہینگے کہ ہرگز نہین بلکہ چالیس برس تک
مشرک بت پرست تھے اور بعد اسکے زبان سی لا الہ الا اللہ کہتے تھے مگر دل سی منکر تھی ورنہ جو پوچھا اہلبیت رسالت
سے کیا وہ ہرگز نکرتے بلکہ کسی مشرک بت پرست نے وہ نہین کیا جو اونہون نی کیا سے ہیچ کافر نکند آنچہ مسلمانان
کردند پس حقیقت مین ہزارون کافرون سی بڑہ گئے گو بظاہر مسلمان رہے جیسا کہ دیگر منافق بھی بظاہر مسلم باطن مین کافر
تھی **قولہ** صاحب استقصاء الافحام اسکے لکھنے کے بعد **اقول** جو کچہ جناب صاحب استقصا فرماتی ہین مضمون
ثلثہ کافر و مرتد تھے مگر وہی این معنی ہیں جیسے کہ حقیقتہم مقبول است واصلا جاے استنکاف وانکار نیست لیکن کفر وارتداد
اسلامی یعنی منکر لا الہ الا اللہ ہونا اس سی کہان سی نکلا **قولہ** اونکا اسلام ظاہری بھی اونکے قول سی جاتا رہا **اقول**
اسلام ظاہری تو نہین گیا مگر حکم اسلام ظاہری کہ صیانت جان ومال تھی جاتا رہا بشرطیکہ آپ اونکی انکار کو مثل
انکار ظاہری حارث بن نعمان ثابت کر دیجئے آپسے تو مماثلت ثابت نہوئی مگر ہمنے تو غیر مماثلت ثابت کر دی
کہ ایک کا انکار صریحی تہا اور دوسرے کا انکار بہ مکر وفریب ودغابازی تہا اور اگر آپ اسکو نہ مانئے اور فرمائیے
کہ نہین یہ دونوں انکار یکسان تھے اور دونو حکم مشرک بت پرست مین تھے اور واجب القتل تھی تو ہم بہت
خوشی سی آپکی رضامندی کے لیئے اس بات کو مان لینگے اور ہمارا کوئی ضرر نہین ہے اسلیئے کہ حضور مدعی ہین
کہ ایسون سی نکاح نہین جایز ہے ہم کہتے ہین کہ لا نسلم کہ جبر واکراہ بھی نہین جایز ہے اب اسکا ثبوت آپ پر لازم
ہی کہ عدم جواز جبر واکراہ کو کسی دلیل سی ثابت کیجیے اور بغیر اسکے بیکار مثل ولو ثبت یہودون اور حضرت معاویہ
کے سگونکی طرح عبث عبث عو عو ہوتون ہے اور ہم دلیل لا چکے ہین جواز پر آیۂ الا من اکرہ اور فمن اضطر سی
کلام **قولہ** تو اب کہان رہا قول سید مرتضی علم الہدی **اقول** جو جناب سید اعلی اللہ مقامہ نے شافی اور تنزیہ میں
فرمایا ہے گو بمکر وفریب آپنے اونکی آدہی عبارت یہان لکھی اور آدہی چہوڑ دی جسمین کچہ گنجایش رد کی
اونکے کلام بلاغت نظام مین لکھا دی لیکن بمقتضای آنکہ دروغگو را حافظہ نباشد آپ خود ہی صفحہ (۱۳۲)
سطر (۲۵) مین پورا قول اونکا نقل فرما چکے ہین باین الفاظ یعنی حضرت امیر علیہ السلام نے اپنی بیٹی کا نکاح
ساتھ عمر کے منظور نہین کیا مگر جب اسکے کہ عمر نے اونکو دق کیا اور ڈرایا اور جھگڑا مچایا حضرت عباس نے

دیکھا کہ فتنہ و فساد ہوا چاہتا ہے تب حضرت امیر نے اس کام کو اپنے اختیار مین لے لیا اور ام کلثوم کا نکاح
عمر کے ساتھ کر دیا اور یہ ہم بیان کر چکے ہین کہ شرع مین ہرگز ممنوع نہین ہی کہ بجبر و اکراہ لڑکے کا نکاح اوس شخص کے
ساتھ کر دیا جاہی جسکی ساتھ حالت اختیار مین جایز نہو خصوصًا خلیفہ ثانی سی شخص کے ساتھ کہ وہ اسلام بھی ظاہر
کرتا تہا اور بظاہر تمام شریعت کا پابند تھا انتہی اس عبارت سی جسکی آپ خود ہی ناقل ہین صاف صاف ظاہر ہی
کہ عمر اسلام کو فقط ظاہر کرتا تھا اور بتصنع پابند شریعت تہا لیکن درحقیقت مسلمان نتہا اور ایسے شخص ہی کو مدعی
اسلام ہو نکاح باختیار جایز نہ تھا مگر بجبر و اکراہ حالت اضطرار مین جایز ہو گیا اسی دلیل الا من اکرہ و من اضطر
سے جیسا کہ ہمنے قول سابق مین اشارہ کیا ہم نہین سمجھتی کہ دنیا مین کوئی اُلو کا پٹھا ایسا بھی ہوگا جو اس عبارت
سے جواز نکاح بلا جبر و اکراہ بہی نکالے ہماری حضرت مخاطب کو اختیار ہے کہ جو چاہین فرمائین قلم اونکی اختیار
مین ہی اونکی بہائی جلاہے و شیعہ تبرائی سب آشنا و ہمدرد ثنا کہنے کو موجود ہین فقط شیعون نے اگر لعن و تشنیع
کی تو کیا مضایقہ **قولہ** باطل ہو گیا قول صاحب نزہہ اثنا عشریہ کا **اقول** آپنے خود آخر صفحہ (۱۴۴) مین قول
صاحب تحفہ و صاحب نزہہ نقل فرمایا ہے جسکا محصل یہ ہی کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ نے اپنی شیعون پر تہمت
کی کہتی ہین کہ حضرات علیہم السلام اپنی بیٹیونکو کفرہ فجرہ کے نکاح مین دیتی تھی صاحب نزہہ اعلی اللہ مقامہ اوسکے
جواب مین فرماتے ہین کہ اگر تمہاری مراد کفرہ فجرہ سی مشرکین منکرین اسلام ہین تو قول تمہارا ممنوع ہی یعنی مسلم
نہین ہے اسلیئے کہ افترائے محض ہی اور اگر مراد تمہاری کفرہ فجرہ سے مشرکین منکرین اسلام نہین ہین بلکہ وہ
مبتدعین ہین کہ جنکے بدعت ایسی نہین ہی کہ اونکو لوگ ظاہر بظاہر کافر کہین گو حقیقت مین کافر ہون یا مراد
تمہاری کفرہ فجرہ سی منافقین ہین کہ ظاہر مین مظہر اسلام و پابند احکام اسلام ہین گو حقیقت مین فی الدرک الاسفل
من النار ہین پس قول تمہارا مسلم ہے مگر ایسے کافرون سے ممنوعیت نکاح پر کوئی دلیل قایم نہین ہوئی ہی اور
آیہ لا تنکحوا المشرکین کی دلالت فقط اسیقدر ہے کہ مشرکین سی نکاح حرام ہی اور اس قسم کے کفار کو مشرک نہین کہتی
ہین گو حقیقت مین مشرکون سی بھی کفر انکا زیادہ ہو اور مثل مشرکین کے واجب القتل بھی ہون مگر جب عرف مین
اونکو مشرک نہین کہتی ہین تو مضمون آیہ لا تنکحوا المشرکین اونکو شامل نہوگا یہ ہی محصل کلام اعلی مقام ہے ہماری مخاطب
والا مقام اسی کی رد و ابطال مین فرماتے ہین کہ تمہنے کفر خلفائے ثلثہ اور واجب القتل ہونا اونکا شیعونکی کتاب سے

ثابت کر دیا پس قول صاحب نزہہ باطل ہوگیا بہت ٹھیک مثل ہے مارین گھٹنا پھوٹے آنکھ ارے صاحب کچھ بھی تو
بات کو سمجھو صاحب نزہہ خود ثلثہ کو لائق گردن زدنی اور سوختنی سمجھتے ہین مگر فہر باقی ہین کہ چونکہ اونپر اطلاق لفظ مشرک
عرف مین نہین ہوتا اور معنی قرآن و حدیث بحسب عرف لئے جاتے ہین تو تحت آیۂ لا تنکحوا المشرکین داخل نہونگی
اب آپکو ضرور یہی کہ مشرک بت پرست ہونا حضرت عمر کا کہین سے ثابت کر دیجیے تو بیشک قول صاحب نزہہ
باطل ہوجائیگا اور ہم آپکے نہایت شکر گذار ہونگے کہ جو شیعون سے نہو سکا آپنے کیا گو قول صاحب نزہہ
باطل ہوجائی بلا سے مگر ایک مشرک حقیقی مشرک ظاہری تو ہو جائیگا لیکن اتنا خیال مبارک مین رہے کہ قضیت
نکاح ام کلثوم اوس سے باطل نہوگی اسلیئے کہ ہم اوسوقت کہینگے کہ بہت اچھا منافق سے نہین بلکہ ایک مشرک سے
نکاح جبراً و قہراً بضرورت داعیۂ شرعیہ ہوا اور مقصود آیۂ لا تنکحوا المشرکین سے یہی ہے کہ بخوشی و رضامندی یہ کام نکرو
اور یہ مطلب نہین ہے کہ بصورت جبر و اکراہ مین بھی نکرو والغرض مشرک بنانے سے ثلثہ کے فقط ثلثہ ہی آپکے ہاتھ لگینگے
باقی خیر **قولہ** عجب حال ہے علمائی شیعہ کا **اقول** عجب حال ہے علمائی سنیہ کا کہ کبھی عمر کو کاذب و غادر و خائن و آثم
زبان مرتضوی بھی بتاتے ہین اور جناب سیدہ کو تا دم مرگ ناراض و غضبناک بتاتے ہین کبھی باہم خلت و محبت
بتلاتے ہین کبھی چار برس کے لڑکی ایک بڈھے کو دلواتے ہین کبھی اوسکو بڑا ایماندار زاہد و متقی فرماتی ہین کبھی اوس سے
فسق و فجور کشف ساقین کراتے ہین جہان جیسا موقع ملا ویسے ہی حدیث بنالی اسلیئے کہ دروغگو را حافظہ
نباشد **قولہ** کبھی تو حضرت عمر کو کافر اور منکر اسلام **اقول** کافر تو کہا مگر منکر اسلام ظاہری اور مشرک بت پرست
نہین کہا اب آپکی زبانی یہ بھی سہی لیکن اس سے شیعون کا ایک بال بھی نہین کندہ ہونیوالا ہے اسلیئے کہ ہمارا قول یہ ہے
کہ جیسے لوگون سے بلا ضرورت نکاح نہین جائز ہے ویسے بضرورت شرعیہ جائز ہے گو مظہر کفر و نفاق اور واجب القتل ہون
قولہ مظہر اسلام اور متمسک سائر الشریعت فرماتی ہین **اقول** مظہر اسلام اور متمسک باحکام اسلام ہونا بخدع و فریب تھا
کہ ظاہر مین مسلمان اور سرگروہ مسلمانان بنے اور حقیقت مین منافق و واجب القتل تھے خصوصاً وقت ظہور نفاق باطنی **قولہ**
کفر حضرت عمر کا اس قولہ ثابت ہوگیا **اقول** ان حضرت ایسا ہی ہے اسکا منکر کون ہے باطن مین منافق ظاہر مین بخدع و فریب
مظہر اسلام تھے و ربعد ظہور نفاق واجب القتل بھی تھی مگر کوئی قتل کرنیوالا نہ تھا جناب امیر علیہ السلام بسبب عدم اجتماع شرائط جہاد
مثل جناب رسولخدا کے ابتدائے بعثت مین ممنوع عن الجہاد تھے پھر کون منافقین کافرین کو بعد ظہور الکفر سے انکار کرنے والا تھا

لیکن اسکو جواز اور عدم جواز نکاح جبری سی جو بضرورت داعیہ شرعیہ ہو گیا وہ اسطرحہان برضا ورغبت وقت ظہور کفر و
نفاق نکاح ناجایز ہو گا مگر جب ہمنی جبر و اکراہ تمہاری ہی کتابون سی ثابت کر دیا تو پھر تمہاری محنت و مشقت
اثبات کفر و نفاق عمری مین بیکار ہی **قولہ** نکاح مومنہ کا ساتھہ ناصبی کے گو وہ مظہر اسلام ہو جایز نہین ہے
اقول عدم جواز باتفاق شیعہ حالت اختیار مین برضا و رغبت و بخوشی خاطر ہے لیکن حالت اضطرار مین بجبر و
اکراہ بلا شبہہ جایز ہے **قولہ** جو ان روایات کو غلط سمجھین وہ کفر ظاہری کے قایل نہون **اقول** ہم ان
روایات کو بہت صحیح سمجھتی ہین لیکن کسی مین کفر ظاہر یعنی کفر بت پرستی کی تصریح نہین ہی پس محمول وہ پر کفر و فسوق
نفاقی کے ہین اور نکاح منافقین سی شرعًا جایز اور عمر ایسے منافق مظہر النفاق سی حالت ضرورت مین جبرًا
و قہرًا جایز ہے نہ حالت اختیار مین **قولہ** موافق اپنے اصول کے اس نکاح کو جایز سمجھین **اقول** ہمارے
اصول سی ہی کہ نکاح ناصب معلن بعداوت سی بخوشی خاطر جایز نہین اور غیر معلن سی بھی بخوشی خاطر یا مکروہ
یا حرام ہی لیکن بجبر و اکراہ دونوں سے جایز ہے **قولہ** نکاح عارفہ کا نہین جایز ہے مگر ساتھہ عارف کے
اقول مراد امام علیہ السلام کے اس کلام سے عدم جواز بخوشی خاطر ہے نہ بجبر و اکراہ لقولہ الا من اکرہ و نہین
اضطراب ہمارے حضرت مخاطب یا اپنے راویونکو جو راوی نکاح بجبر و اکراہ ہوئی کاذب مفتری کہین یا کافر عنید
سے نکاح بجبر و اکراہ صحیح سمجھین غرض بنا بر قول تمہارے راویونکے تمہارے لیے سوائی ان دو حالتونکے
تیسری حالت منتظرہ باقی نہین رہی لیکن شیعونکے لیئے بحمد اللہ تیسری حالت ہے یعنی یہ نکاح فرض کر لینا فقط
تمہارے منہ توڑنے کے لیئے ہے اور حقیقت مین تمہارے راوی جھوٹے مفتری دغاباز اور یہ نکاح واقع
ہی نہین ہوا اور ان مفتریون نے ام کلثوم بنت جرول خزاعی یا ام کلثوم بنت عقبہ یا ام کلثوم بنت ابی بکر کو بکذب
و دروغ بنت فاطمہ بنایا ہے **قولہ** گو کہ اسکو حضرات شیعہ جبر و اکراہ سے تعبیر کرین نہو نے دیتے **اقول**
جبر و اکراہ کا بیان کرنے والے تمہاری ہی رواۃ ہین پس اگر وہ بیان جبر و اکراہ مین جھوٹے ہین تو روایت
اصل نکاح ہی مین کیون نہ جھوٹے ہون جیسا کہ حقیقۃً کل شیعونکا اعتقاد یہی ہی کہ رواۃ سنیہ کذاب و مفتری
و دجال ہین اور تمہارے کتنے جال ہی بھی ہین اونکی کذاب و دجال ہونے کا نشان دیا اور اگر اونکو سچا سمجھتی
ہو تو جواب دندان شکن اپنا زبان سے اپنے راویوں کے پا جیکی پھر کیا تھا شرمندہ سے سر نگا رکھی ہے

قولہ الخبیثات للخبیثین اقول مطلب ہماری حضرت نوح اور حضرت لوط کو کیا سمجھتے ہین اور امرأۃ نوح اور
امرأۃ لوط جنکی حق مین خداوند تعالے کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتاہما فرماتا ہے کیا سمجھتے ہین اور
ذرا اسکو بھی غور کرلین کہ ان دونو عورتون کا ذکر بغرض تمثیل بی بی عائشہ و حفصہ ہے جس سے ان دونو کی خیانت
ظاہر ہے بیان توجہ کو کہ خبیثہ ہوگا وہی الخبیثات للخبیثین ٹھہریگا قولہ والطیبات للطیبین اقول جناب ابراہیم
نبی باتفاق ہمارے اور تمہارے ہین تو انکار کیا اپنی بیٹی طیبہ کو ایک بڑے خبیث کو دینے سے فرق اتنا ہے کہ ہماری
راوی کہتی ہے کہ نہین دیا اور تمہاری راوی کہتی ہین کہ بعد انکار و اصرار بجبر و اکراہ دیا ہمنے فرض کرلیا کہ بمقتضائے
الضرورات تبیح المحظورات ایسا کیا تو پھر کیا قباحت لازم آئی قولہ کیا حضرت علی اس حدیث سے جو
امام جعفر صادق نے فرمائی منکر تھے اقول ہرگز منکر نہ تھے ورنہ انکار اس نکاح سے کیون کرتے کہ بقول
تمہاری بمضمون الا من اکرہ بجبر و اکراہ قبول کرلیا ہو تو اس سے منکر ہونا نہین لازم آتا ہے ہان اگر منکر ہوتے
تو بطیب خاطر قبول کرلیتے و اذ لیس فلیس قولہ جب ہم اس امر کو ثابت کرچکے کہ یہ نکاح بجبر و اکراہ نہین ہوا
اقول ہمکو نہین معلوم کہ تمکو خوشی خاطر ہونیکا ثبوت بانکار اپنی احادیث جبر و اکراہ کے سے ہے یا بانکار احادیث شیعہ
اگر بانکار احادیث شیعہ ہی تو شیعہ خود اون روایات کو صحیح نہین سمجھتے ہین اور احادیث انکار از نکاح
کے معتقد ہین اور اگر بانکار از احادیث اہل سنت ہی جو جبر و اکراہ پہ دلالت صریحہ رکھتی ہین جیسا کہ بعض اونمین سے
ابتدائی بحث مین ہمنے بیان کیا پس جواب فرضی و تسلیمی شیعہ کا بنظر اونہین احادیث جبر و اکراہ کے تھا کہ جسکو تمہارے
علما بھی تصحیح کرتے ہین اور جب سے تمنے اپنی احادیث صحاح کو دربارہ جبر و اکراہ باطل سمجھا تو شیعہ تمہاری اونہین
احادیث کو دربارہ اصل وقوع نکاح باطل سمجھینگے اور احادیث ائمہ اطہار کو دربارہ انکار وقوع نکاح صحیح جانینگے
اور جواب الزامی سے دست بردار ہو جائینگے یعنے جب تمنے اپنی احادیث صحاح کی [illegible] سے دست برداری کی تو ہمنے
بھی جواب فرضی و تسلیمی سے دست برداری کی لیکن جب کسی سنی نے احادیث جبر و اکراہ کا انکار نہین کیا بلکہ سلف نے
اوسکی روایت کی تو فقط تمہارے انکار کرنے سے کیا ہوتا ہے قولہ ضرورت اس قول ناپاک سے بحث
کرنیکی نہین رہی اقول قول ناپاک وہی قول جبر و اکراہ ہے جو تمہارے سلف راویون نے روایت کیا اور
تمہارے ناپاکون نے اوسکی تصحیح کی اور حدیث غصب فرج بھی اسی قول ناپاک جبر و اکراہ پہ دلالت کرتی ہی اسی

ہمارے علمانے اوسکی تصحیح نہین کی اور غیر صحیح کہا اور احادیث اذکار ائمہ اطہار کے تصدیق اور تصحیح کی حضور والا پہلی اپنی نا پاکونکی تصحیح کو مٹالیں پھر دوسری لوگون کی تصحیح اگر کہین پایئے گا تو مٹائیے گا اور جن مقامو نکو بزعم باطل اپنی آپ تصحیح سمجھی ہین انہین عبارتون سی اونکا فرضی تسلیمی ہونا بھی ثابت کر دیا اور یہ بھی ہی کہ تصحیح فرضی تصحیح حقیقی نہین ہی پس ہم تم دونو عدم تصحیح احادیث جبر واکراہ مین شریک ہوگئے اب آؤ ہم تم ملکر باتفاق یکدیگر مصححین احادیث جبر و اکراہ پر ہزار ہزار جو تے تمھارے سوچی صاحب کے نرمی استر اور ادھوڑی استر کے لگاوین اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین وعلیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین کہین

قال المخاطب المقام ہداہ اللہ سبل السلام

پوشیدہ نرہے کہ محدثین شیعہ روایت کرتے ہین کہ امام صادق علیہ السلام سی کسی نی اس نکاح کے نسبت سوال کیا تو امام نی فرمایا کہ ہو اول فرج غصبت منا صاحب تحفہ قدس سرہ اس بحث مین لکھتی ہین سبحان اللہ چہ کلمہ ایست کہ از زبان ایشان برمے آید نزدیک است کہ آسمان فرو افتد و زمین بشگافد اول در حق آن سیدہ پاک بضعۃ الرسول فلذہ کبد البتول چہ قدر تشنیع و سوء ادب است و کرامہ خصلت خلیفہ را بدامن پاک آن طاہرہ مطہرہ می بندند و دیگر در حق حضرت امیر و حضرت حسنین چہ قدر بیحمیاتی و بے ناموسی ثابت میکنند و در حق حضرت صادق کہ این کلمہ را انتساب بحضرت می نمایند چہ قدر تحقیر و تحقیر فی اعتقاد دارند این لفظ را اول بزرگان بر زبان می آرند علی الخصوص ذکر این عضو مستور الاسم و المسمی از اقارب بلکہ بزرگان خود امریست کہ ارازل و اوباش نیز ازان احتراز واجب دانند اسکا جواب علامہ کشمیری نی نزہۃ مین چند طرح پر دیا ہے کما قال مردود است بچند وجہ اول آنکہ بر تقدیر تسلیم صحت روایت و محفوظ بودن آن انچہ افادہ فرمودہ تسویل و تخویلی بیش نیست اس عبارت سی علامہ کشمیری کے معلوم ہوتا ہی کہ اس روایت کی صحت انکے نزدیک مسلم نہین ہی حالانکہ بر تقدیر تسلیم صحت کہنا عوام کو دھوکا دینا ہی اس لئی کہ یہ حدیث چند طرق سے وثوق اصول شیعہ کے ثابت ہے اول یہ حدیث کافی کلینی مین جسکو حضرات شیعہ اصح الکتب کہتی ہین انہین الفاظ سے امام صادق سے مروی ہی دوسری قاضی نور اللہ شوستری نی مصائب مین اس حدیث کو چند جگہ نقل

کیا ہے چنانچہ جہان بحث فاروق و اُم کلثوم کی لکھی ہی اوسکی بحث بھی نہین ہے جہان اوسکا ذکر کیا ہے اور کسی جگہ اوس سے
انکار نہین کیا چنانچہ ترجمہ فارسی اوسکا کہ منقول فی ازالۃ الغین یہ ہی ہے و اما خامسا پس واسطہ آنکہ قول امام صادق علیہ السلام
کہ این اول فرجے است کہ غصب کردہ شدہ از ما مستلزم وقوع زنا نیست اور پھر اسی بحث مین قول صاحب استغاثہ
کو نقل کر کے اسطرح فرماتے ہین و ترجمتہ فی الفارسیتہ کہذا خبر دادہ اند ما را جماعتے از مشایخ ثقات ما از ایشان
جعفر ابن محمد ابن مالک کوفی است از احمد ابن فضیل از محمد ابن ابی عمیر از عبداللہ ابن سنان گفت سوال کردم
جعفر ابن محمد صادق را علیہ السلام از تزویج عمر از ام کلثوم پس گفت این اول فرجی است کہ غصب کردہ شدہ از ما
اور بعد اسکی پھر قاضی صاحب لکھتے ہین کہ مشاکل روایتے است کہ از صادق علیہ السلام نقل کردہ اند کہ گفتہ کہ این اول فرجی
است کہ از ما غصب کردہ اند اور پھر جہان جناب امیر علیہ السلام کے صبر و تحمل پر وصیت رسول کا ذکر کیا ہے وہان قاضی صاحب
موصوف فرماتے ہین و ترجمتہ فی الفارسیتہ کہذا چون عمر خواستگاری ام کلثوم نمود علی متفکر شد و گفت اگر مانع شوم او
قصد قتل من خواہد کرد و اگر قصد قتل من کند و ممانعت کنم او را از نفس خود بیرون روم از اطاعت رسول خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پس تسلیم اینہ درین حال اصلح بود از قتل و بیرون رفتن از وصیت رسول خدا پس تفویض نمود امر
او را بجد او داشتہ بود کہ آنچہ عمر غصب کرد از اموال مسلمانان و ارتکاب کردہ از انکار حق و قعود بجای رسول خدا و
تغیر احکام الٰہی و تبدیل فرائض خدا چنانچہ گذشت اعظم است نزد حق تعالی و افظع و اشنع است از غصب این فرج
پس تسلیم کرد و صبر نمود اور علاوہ اسکے اور طرق کثیرہ سے ثبوت ان الفاظ کا ہوتا ہے پس علامہ کشمیری کا بر تقدیر
تسلیم صحت کہنا صرف دھوکا دینا ہی ہے جو کہ شعار قدیم علماء متقدمین شیعہ کا ہے اگر یہ الفاظ امام کے نہین فرمائے اور
انکی کتابون مین مذکور نہ تھی تو چاہیئے تھا کہ صاف انکار کرتے اور اگر مذکور تھی تو اوسکا اقرار کرتے بر تقدیر تسلیم صحت کہنا کیا معنی

یقول المتمسک بولایۃ علی بن ابیطالب علیہ السلام

اس حقیر فقیر کو مخاطب تحریر کے کسی تقریر جہالت اور کسی تحریر سفاہت و بطالت و رذالت پر تعجب نہین ہوتا
اس لیے کہ خود اس زمانے کے علمائی اعلام اہلسنت اونکو اور اونکے استادگرون مڑوڑی مرغیان بٹھانیوالے
کو جاہل و سفیہ اور غوی بتا چکا اور خراب خوار خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہین مگر تعجب ہی تحریر جناب شاہ صاحب

دہلوی ہی کہ جنکو اہل سنت اپنی زمانہ کا پیران پیر اور پیر دستگیر سمجھتے ہین اور محدثیت مین بےنظیر کہتی ہین ایسی سنّیون کے بزرگ و
سترگ و باران دیدہ گرگ بنا بر ایک حدیث غیر صحیح کے کہ جسکو علمای شیعہ قبول نہین کرتے اور خود اوسکی تصدیق اور تصحیح نہین
کرتے زمین اور آسمان ایک کیے دیتی ہین اور آسمان کو اپنی سر پر گراتی ہین اور زمین کو شگافتہ کرکے اوسمین سماتی ہین پہر
پہلی تصحیح اوس حدیث کی زبان سی کسی عالم کے علمائی شیعہ سی ثابت فرما لیتے تب کچھ تیز زبانی کرتے تو اوسکے جواب مین
ہم کہتی کہ تمہاری علمائی بہی مصحح احادیث جبر و اکراہ فی النکاح کی ہی جیسا کہ سابق مین ہمنے بیان کیا اور اونہین احادیث و
مصححہ مین مضمون ضم الصدر و التقبیل یعنی بوس و کنار کا ہی اور بعد اوسکے مضمون کشف الساقین کہ مستلزم نظر الی
اصل الفخذین و الزنا بالعینین و الیدین ہی موجود ہے اب فرمائیے کہ مضمون غضب فدک جو مصحح علمائی شیعہ اقبح و اشنع
ہی یا جبر و اکراہ یا بوس و کنار و کشف ساقین و زنا بالعینین جو مصحح علمائی سنیہ ہی اقبح و اشنع ہی پیروان شاہ صاحب
سی تو امید انصاف نہین ہی مگر دنیا منصفین سی المرہ خالی بہی نہین لہذا اگر ہم کلام ان منصفین کی پیش کرین اور یون
کہین تو بیجا نہین ہی کہ سبحان اللہ چہ کلمات ہیست کہ از زبان ایشان برمی آید تکاد السموات یتفطرن و تنشق الجبال
نزدیک ہست کہ آسمان فرو افتد مصحح این اخبار کاذبہ و زمین بشگافد کہ ایشان درو فرو روند اول این ناپاکان در حق آن
سیدۂ پاک بضعۃ الرسول فلذۂ کبد البتول چہ فحش و بیہودہ ادب است کہ میکنند و کدام خصلت خبیثہ را بدامن پاک آن طاہرہ مطہرہ
می بندند کہ اہل ایمان را از ان مو بر تن میخیزد دیگر در حق حضرت امیر و حضرت حسنین و عباس و عقیل و سائر بنی ہاشم چہ قدر
بے حفاظتی و بے ناموسی ثابت می کنند دیگر در حق حضرت عمر کہ این حرکات ناشایستہ بر ایشان تہمت می نمایند چہ قدر
بیحیائی و بیغیرتی کہ و چہ قدر فسق و فجور اعتقاد دارند این افعال را اول با غیر تان بر زبان نمی آرند چہ جائی کردن علی الخصوص
ذکر کشف ساقین و نظر الی الفخذین کہ مستلزم نظر بمستور الاسم و المسی است و این خود امر یست کہ ارازل و اوباش نیز
ازان احتراز واجب می دانند بندہ کہتا ہی کہ نقل بقیح ظاہر آن افعال ناشائستہ کے سبط ابن جوزی کو حمیت و غیرت
اسلامی کا جوش آیا اور بعد نقل اس قسم کے احادیث کے مصححین کی تصحیح کی تغلیط کی اور راویونکی راویونکو کاذب و مفتری سمجھکر
کہا قلت ہذا اقبح و اللہ لو کانت امۃ لما فعل بہا ہذا یعنی خدا کی قسم بہت قبیح بات ہی اگر کوئی لونڈی ہوتے تو
اوسکے ساتھ ایسا نہین ہوسکتا چہ جائی اسکہ ایک معظم خاندان رسالت کے ساتھ ایسا ہو و قد مر ذکرہ الحاصل جب شیعہ
حقیقت [illegible] انکا [illegible] و اظہر ہین تو ایسے احادیث کو [illegible] [illegible] اگر ہین کیا قبول کرینگی خصوصاً ایسی

وقتیکہ نفس حدیث مین ذکر بنت فاطمہ بھی نہو لیکن قبول کرنا فرضا و تنزلا دلالت اوپر قبول حقیقی کے نہین کرتا پس جسطرح
مخالفین کے احادیث جبر و اکراہ کو ہمنی فرضا و تسلیما قبول کر لیا اوسیطرح ان احادیث جبر و اکراہ کو بھی فرضا قبول کر لیا ہی
کر اوسی سی یہ حدیث غصب بھی ہی اس لئی کہ مستلزم جبر و اکراہ ہی کیونکہ غصب بہر فلغت مین بمعنی اخذ الشئی ظلما کے ہے کما فی
القاموس والصراح اور نکاح بجبر و اکراہ پر چونکہ بنا رضامندی ہی اخذ الشئی ظلما صادق ہی کیونکہ ظلم نزدیک اہلسنت کے
تصرف ملک غیر مین بلا رضامندی مالک ہی لیکن جبکہ اپنے نکاح درمیان نہین ہی تو اوس سفاح سی کوئی واسطہ نہین ہے
اور یا یہ نکاح درمیان مین ہو تا خود ابتدائی حدیث مین موجود ہی کہ سئل عن نکاح ام کلثوم اور بعد نکاح اگرچہ خوشی
خاطر ہو بلکہ بجبر و اکراہ ہو شائبہ سفاح نہین ہی اور کل مضامین ہتک حرمت و بیغیرتی و بی ناموسی کی جو شاہ صاحب
اور اونکے چیلے بیان کرتے ہین سفاح مین ہین نہ نکاح مین بلکہ نکاح ایک بادشاہ ہی نظر عوام مین موجب عزت
و حرمت ہے گو نظر خواص مین وہ بادشاہ الکفرۃ الکفرہ والفجرۃ الفجرہ ہو اور نکاح اوس سی بضرورت شرعیہ جائز
ہوا اور بلا ضرورت شرعیہ جائز نہو پس باطل ہوا قول شاہ جی اور اونکے چیلوں کا لزوم فحش و سو ادب
اور بیغیرتی اور بی ناموسی کا اسلئے کہ یہ سب متفرع بر سفاح ہی نہ متفرع بر نکاح حالانکہ حدیث مین صریحا لفظ
نکاح موجود ہی فہذا افک مبین وقاتلہم اللہ انی یؤفکون ہماری مخاطب والا خطاب نے جب دیکھا کہ اگر شیعہ
انکار از تصحیح حدیث غصب کرین تو اونکی شاہ جی کی لغویت اور ہزلیت اور ظرافت اور سخافت سب پر عیان
ہو جاینگی اسلئی انکر تصحیح حدیث مین پڑے اور چند مقامات مین ذکر روایت متنازع فیہ کرنا علما کا دلیل تصحیح
ٹھہرائی غافل اس سی کہ ان عبارتون مین ذکر تصحیح نہین ہی بلکہ جبکہ احادیث سنیہ کو جو دال بر جبر و اکراہ ہین فرضا
و تسلیما ذکر کیا تو اس حدیث غصب کو بھی جو دال بر جبر و اکراہ ہے ذکر کیا پس ذکر کرنا اسکا مثل احادیث سنیہ کے
فرضا و تسلیما ہے نہ از راہ تصحیح حقیقی اور بالخصوص قول مولانا ئی شوستری ہی کہ اگر نبی دختر بعثمان داد و ولی دختر
بعمر [illegible] نکاح کی اونکے نزدیک ہم پیشتر ثابت کر چکے اور قول فرضی و تسلیمی کو قول حقیقی سمجھنا [illegible]
[illegible] ایک حدیث کا موجود ہونا دلیل و تصحیح اور مقبولیت علما کے نہین ہو سکتا جب
[illegible] موجود ہونیکی ہم قائل ہین عجب ہی کہ تصحیح احادیث نکاح بجبر و اکراہ
[illegible] مستلزم سفاح ہو اور حدیث نکاح غصب کہ بمعنی اخذ الشئی ظلما ہی باوجود عدم تصحیح مستلزم

سفاح ہوا اور اُن احادیث پر باوجود مشتمل ہونیکی اوپر افعال قبیحہ منکرہ کے کوئی تفریع ہوا اور اسپر تفریعات عجیبہ غریبہ ہوئیں ان ہذا لشیء عجاب فاعتبروا یا اولی الالباب **قولہ** یہ حدیث چند طرح سے موافق اصول شیعہ کے ثابت ہی **اقول** اصول شیعہ سے تو نکاح عمر کیا انکار ہے جیسا کہ قول مخالف و موافق سے ہمنے پیشتر اس سے ثابت کیا پھر اس حدیث کی صحت موافق اصول شیعہ کے دعوی باطل و دروغگوئیم بر روئی تو ہی **قولہ** جسکو حضرات شیعہ اصح الکتب کہتی ہیں **اقول** اصح الکتب قبل کتاب الباری صحیح بخاری ہی کہ جسکے کل احادیث کی صحت مجمع علیہ اہلسنت ہے اسلئے جبکہ تعلیق طلاق اوسکی صحت پر موجب وقوع طلاق ہی اور کوئی شیعہ نسبت احادیث کافی قائل اسکا نہیں ہی بلکہ اوسکی احادیث میں کچھ صحاح اور کچھ حسان اور کچھ ضعاف ہیں جیسا کہ استقصاء الافحام میں مفصلا مذکور ہے اور اونہیں ضعاف سے یہ حدیث بھی ہی بلکہ درحقیقت دسوسات اور الحاقات و تحریفات اہلسنت سے ہے اور راوی مجہول سکا کوئی سنی ہی ہی پس فرمانا علامہ دہلوی کا بر تقدیر تسلیم صحت بہت صحیح اور مخاطب کا دعوی صحت محض غلط **قولہ** انہیں الفاظ سے امام صادق سے مروی ہی **اقول** انہیں الفاظ سے مروی ہونا دلیل محفوظیت الفاظ نہیں ہی اسلئے کہ ہزاروں حدیثیں راویوں نے نقل بالمعنی کی ہیں اور بہت حدیثوں میں راویونکو اجازت نقل بالمعنی ائمہ علیہم السلام نے دی ہی پس جائز ہے کہ امام نے مضمون نکاح جبر و اکراہ کو ان الفاظ سے بیان نکیا ہو اور راوی نے اوسکو مفہوم ہوتے الفاظ سے بطور نقل بالمعنی ادا کیا ہو اسلئے کہ نکاح جبر و اکراہ کو اخذ الشیء غلبا لازم ہے اور یہی معنی غصب کے ہیں اور نکاح غصبی کو سفاح غصبی عند الفریقین لازم نہیں ہی اور جائز ہے کہ راوی نے کل لفظ حدیث کو نقل کیا ہو مگر اسنے کل ذلک فشاء اللہ میں باطل ہوا کلام مخاطب دربارہ محفوظیت الفاظ اور صحیح ہوا قول علامہ دہلوی علیہ الرحمہ بر تقدیر صحت و محفوظ بودن آن **قولہ** اس حدیث کو چند جگہ نقل کیا **اقول** اگر کوئی شخص ایک حدیث ضعیف کو چند جگہ نقل کرے تو وہ ضعیف صحیح نہو جائیگی جبتک کہ شروط صحت اوسمیں پائی نجائیں عجب تر شخص ہی کام پڑا ہے کہ جسکو ہنوز تشخیص و تمیز حدیث صحیح و ضعیف نہیں ہی افسوس کہ روایت غضب باب سیدہ غصب فدک پر جو سات جگہ صحیح بخاری صحیح مسلم میں منقول ہی مولوی حیدر علی کے نزدیک موضوع قرار پائی اور یہ روایت صرف نقل قاضی صاحب سے جسکو انہائی تقریر میں چند جگہ نقل کیا ہے نہ بطور محدثین صحیح و یقینی ہو جاسے یہ نیا انصاف ہی **قولہ**

اور کسی جگہہ اوس سی انکار نہین کیا ہے **اقول** جب بنائی جواب وبر فرض و تسلیم احادیث سنیہ کے ہے جو کہ جبر و اکراہ پر دلالت کرتی ہین اور یہہ حدیث بھی بر بنیاد فرض و تسلیم ہے پس بعد فرض و تسلیم انکار کی کیا وجہہ ہان جب جواب تحقیقی دینگے تو بیشبہہ حقیقت حال ظاہر ہوجائیگی اور جن جن وجوہون سی اختلال ہوگا اوسکی تفصیل کرینگے جیسا کہ سابقًا مذکور ہوا اور جواب فرضی و تسلیمی مین کوئی وجہ انکار کی نہین ہی **قولہ** علاوہ اسکے اور طرق متکثرہ سے ثبوت ان الفاظ کا ہوتا ہے **اقول** انتہائی بیعقلی و نافہمی ہی کہ ایک کتاب مین ایک شخص فی اثنائی تقریر مناظرہ مین بغرض جواب تسلیمی ایک حدیث غیر صحیح کو چند جگہہ ذکر کیا مخاطب صاحب ہر جگہہ کے ذکر کو ایک طریقہ طرق متکثرہ حدیث سے قرار دیتے ہین اور نہین سمجھتی کہ طریق واحد اور طرق متکثرہ حدیث کس جانور کا نام ہے ایک حدیث ضعیف اگر ایک کتاب مین یا چند کتابون مین بطور نقل کتاب واحد سے بغرض رد و انکار یا فرض و تسلیم چند جگہہ ذکر ہووے تو وہ صحیح کیونکر ہوگئی اور طرق متکثرہ اوسکے کہان سے نکل آئے بلکہ اگر ایک حدیث کے لیے طرق متکثرہ بھی ہون لیکن سب طریقہ ضعیف ہون جب بھی وہ صحیح نہین کہلاتی جیسا کہ ماہرین فن حدیث پر مخفی نہین ہی لیکن جہالت مرض لاعلاج ہے اور مختل الدماغ تنقیہ بحمل الطائر کا محتاج ہی **قولہ** دھوکا دینا ہی **اقول** دھوکا دینا اپنی بھائیون کنجڑے قصائیون کو کار علمائی متقدمین و متاخرین اہلسنت ہی دیکھو اسی مقام پر نکاح کو سفاح بنا کر دھوکا دیتی ہین حالانکہ علمائی شیعہ تصریح کرتے ہین کہ نکاح بجبر و اکراہ جو بنا بر مصلحت وقت ہو وہ مستلزم زنا نہین ہی اور ابو حنیفہ بھی یہی کہتا ہی کہ طلاق و نکاح باکراہ زنا نہین ہی کما سیجیٔ مگر سنیین نیہ زنا زنا پکارتے ہین اور اپنے مریدونکو دام مکر و فریب مین لاتی ہین و لایحیق المکر السیٔ الا باہلہ

قال المخاطب المقام ہداہ اللہ سبل السلام

غرضکہ اس حدیث کے صحت مین کچھ شک و شبہہ نہ رہا اب ہم توجیہہ اور تاویل علماء شیعہ کی جو اس لفظ کے نسبت کی ہی بیان کرتے ہین علامہ کشمیری نزہہ مین لکھتی ہین کہ مراد ازین کلام آنست کہ این نکاح اول نکاح است کہ از خاندان عالیہ بطیب خاطر ادیبا بطریق اجبار و اکراہ بنا بر مصلحت وقت واقع شدہ و بسبب وقوع آن باجبار و اکراہ [illegible] انچہ ... شدہ اند و در معنی ... ستہ و مع وضوح المرام لاعبرۃ بالالفاظ

وعقد ایشان حیلہ بغیر طیب خاطر باشد اصلا مستلزم زنا نیست خلاصہ اس توجیہ کا یہی کہ غصب کے معنی عدم رضا کے ہے اور مطلب اول فرج غصبناہ کا جو امام نے فرمایا ہے یہ ہے کہ پہلا نکاح ہی کہ خاندان اہلبیت اطہار سے بلا رضامندی ولی کے بجبر و اکراہ ہوا اور لفظ غصب مستلزم زنا نہین ہے لیکن یہ توجیہ بجائی خود نہین ہی اس لیے کہ اگر یہی حضرت امام کے دل مین تھی تو چاہیے تھا کہ اونہین لفظون مین ادا فرماتے نہ کہ ایسا لفظ کہ یہ وحاشا جنابہ عن ذلک زبان پر لاتے پس لفظ غصب کا فرمانا اور عدم رضا مراد لینا بلا وجہ الفاظ کو اونکے حقیقی معنی سی پھیرنا ہی علاوہ برین جو نکاح صحیح نہو وہ مستلزم زنا ہی اور از روی کتب معتبرہ امامیہ کے مثل غنیہ اور تبصرہ اور کنز العرفان اور غایۃ المرام وغیرہ کے ثابت ہے کہ نکاح مومنہ کا ساتھ ناصبی کے درست نہین ہی پس جب ایک عام مومنہ کا نکاح ایک عام ناصبی کے ساتھ درست نہو تو کیونکر نکاح قدوۃ مومنات بنت بضعہ سرور موجودات کا ایک کافر یا منافق کے ساتھ درست ہوگا یہ فرمانا علامہ کشمیری کا کہ درین معنی ہیچگونہ شناعتی نیست اونہین کو زیبا ہے بلاشک نزدیک عبد اللہ بن سبا یہودی کے مقلدین کے جو کہ لباس محبت اہلبیت مین چاہتے ہین کہ اصول و فروع شریعت مصطفوی کو برہم کرین اور بیخ اسلام و دین محمدی کو اوکھیڑ دین اور خوارج اور نواصب سے بھی گوی سبقت لیجاوین اور زخارف دنیوی پیرایہ مداہنت اور فرصت مین تحصیل کرین بیشک یہ امر کب بعید معلوم ہوگا کہ رسول کے پوتی فاطمہ زہرا کی بیٹی حسن مجتبی کی بہن ایک رئیس مرتدین اور سرگروہ منافقین کے گھر مین غصب سے جاوی اور وہ غاصب جو چاہے سو کرے اور پھر بھی نہ شیر خدا نہ حسن مجتبی نہ شہید کربلا کچھ چون و چرا کرین اور ایسے واقعہ ہوش ربا کا تماشا دیکھتے رہین ورنہ ہمسے ناقص الایمان والونکے تو ایسے سانحے کے سننے سے ہوش پران ہوتے ہین اور ہمارے ضعیف دل زبان حال سی الامان الامان پکارتے ہین ہم حضرات شیعہ کی سی محبت کہانسے لاوین کہ خود ہی امام کے زبان سے اول فرج غصبناہ کی روایت کرین اور پھر خود ہی اوسکی نسبت ہیچگونہ شناعتے نیست کا کلمہ زبان پر لاوین اور ایسے الفاظ نا ملائم اور نامناسب کو سن سنکر شادیانہ خوشی اور فرحت کے بجاوین اور اپنے دین و ایمان کے دعوی مین ثابت قدم رہین اور ہرگز اسکو خلاف شان ائمہ کے نہ سمجھین اور اس سی اونکی فضیلت و عزت مین کچھ خلل کا خیال بھی نہ کرین بعد اسکے علامہ کشمیری فرماتی ہین کہ ہرگاہ جابرے شخصے را در طلاق دادن زوجہ اش اجبار نماید و در عرف میگویند غصب زوجہ

اس فقرہ کی سخافت مخفی نہین ۱۲ منہ

با وصف آن اگر جابر عقد نکاح با آن زن بستہ نزد امام اعظم ابو حنیفہ کوفی زنا متحقق نشود و آن جابر زانی نیست معلوم نہین
کہ علامہ کشمیری نے باین علم و فضل اس جملہ کے کہنے سے جواب عبارت تحفہ کا کیا تصور فرمایا ہے اسلیے کہ الزام شاہ صاحب
قدس سرہ کا مطابق اصول شیعہ کے ہے نہ موافق اصول حنفیہ کے پس اونکو اپنے اصول پر جواب دینا چاہیے امام ابو حنیفہ
کے اصول پر نظر کرنے سے کیا حاصل اگر وہ فقہی مسائل مین ابو حنیفہ کے قول پر چلنا چاہتے ہین اور سوائے اسکے
دوسرا چارہ اس بلائی جانکاہ سے نکلنے کا نہین دیکھتے تو دل ما شاد چشم ما روشن وہ فروع حنفیہ کو اختیار کر لین و [illegible]
عمل فرماوین لیکن صرف فروع کو لینا اور اصول عقائد کو چھوڑنا کار آمد نہین ہے پس ایک گونہ حنفیہ کے شریک
ہو جاوین اور سنیت فاروقی کا اقرار کرنے لگین پس کچھ جھگڑا ہی نہ رہے نہ تو عقد نکاح کے ہونے کی تسلیم کرنا پڑیگی نسبت
الطیبات للطیبین پڑھنے لگین ورنہ جب کہ موافق مذہب امامیہ کی نکاح مومنہ کا ساتھ ناصب کے جائز ہی نہین ہے
تو بیچارے ابو حنیفہ کے قول سے اونکو کیا فائدہ ہوگا بلکہ اگر کوئی روایات حضرات شیعہ کو دیکھے تو اوسکو شناعت
اس فعل قبیح کی جسکو ہوا اول فرج غصبت منا سے تعبیر کیا ہے معلوم ہووے کہ شیخ صدوق نے معانی الاخبار
وغیرہ مین معاذ اللہ توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد حضرت عمر کو ولد الزنا قرار دیا ہے اور اوسکے سند امام تک پہونچائی
ہے کما قال فی معانی الاخبار حدثنا علی بن احمد بن موسی رضی اللہ عنہ قال حدثنا محمد بن ابی عبد اللہ الکوفی
عن موسی بن عمران النخعی عن عمہ الحسین بن یزید النوفلی عن علی بن ابی حمزۃ عن ابی بصیر قال سألتہ عما روی عن
النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال ان ولد الزنا شر الثلثۃ قال علیہ السلام عنی بہ الاوسط انہ شر ممن تقدمہ و ممن
تلاہ یعنے ابی بصیر روایت کرتا ہے کہ مین نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ یا حضرت اس حدیث کے پیغمبر
علیہ الصلوۃ والسلام کے کیا معنے ہین کہ ولد الزنا شر الثلثۃ کہ ولد الزنا تینون مین بدتر ہے امام نے فرمایا
کہ مراد اس سے عمر ہے کہ وہ اپنے پہلے یعنے ابوبکر سے اور پچھلے یعنے عثمان سے بھی بدتر ہے اور تینون سے
زیادہ برا ہے پس جب ایسے ناپاک مذہب کے معتقد ائمہ کیطرف ایسے تہمت کرین اور اونکی زبان سے
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا اولاد زنا سے ہونا بیان کرین و نعوذ باللہ منہ تو اگر بنت فاطمہ کا ایسے
شخص کے ساتھ نکاح ہونیکو امام کے زبان سے بالفاظ اول فرج غصبت منا کے لفظون سے ادا کرکے
مصداق سواد الوجہ فی الدارین نہ ہون تو کیا کرین

بقول المتمسک بولایۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام

مقصود صاحب تحفہ مسروقہ اعتراض کرنا ہے اوپر حدیث غصب کے بایں طریق کہ شیعوں کے حدیث میں لفظ
غصب اس نکاح کے بارہ میں واقع ہے اور وہ مستلزم زنا ہے اور نسبت زنا اہلبیت اطہار کے طرف دینا کمال
بے دینی ہے صاحب نزہہ اعلی اللہ مقامہ اسکا جواب بالحل و بمعارضہ دیتے ہیں تقریر معارضہ کے طرف ہم
اشارہ پیشتر کر چکے کہ تمہارے احادیث صحاح میں بھی کہ جسکے تصحیح تمہارے علما کرتے ہیں مضمون جبر واکراہ اور
قول بوس وکنار اجنبیہ وکشف میز وکشف ساق اور دیکھنا بنظر شہوت ساق اور زنا بالعینین فی الیدین وارد ہے
اور یہ خلاف تقوی و عدل تقدیری عمر اور خلاف حمیت و غیرت حیدر صفدر ہے اور تصحیح ایسے اقوال کا انکا
کمال بے دینی و بے ایمانی ہے جیسا کہ سبط ابن جوزی نے بھی تصریح کی ہے فما ھو جوابکم فھو جوابنا اور جواب بالحل یہ
ہے کہ اولاً لا نسلم کہ حدیث غصب صحیح ہے بلکہ ہمارے علما نے اسکے ضعیف اور مجہول السند ہونے کی تصریح کی ہے
اور فرمایا ہے کہ اسکے راویوں میں ابراہیم بن ہاشم ہے جو باتفاق علمائے رجال مجہول الحال ہے اور روایت مجہول
باتفاق فریقین صحیح نہیں ہے اور جس حدیث کو ہم خود غیر صحیح کہیں اوس پر اعتراض ہم پر نہیں ہو سکتا بر خلاف تمہاری
احادیث کے کہ تمہارے علما تصریح تصحیح کرتے ہیں جیسا کہ احادیث سابقہ میں گذرا ثانیاً [illegible] ثالثاً سلمنا کہ
حدیث صحیح ہے لاکن لا نسلم کہ محفوظ اللفظ ہے بایں معنی کہ لا نسلم کہ کل لفظ حدیث کو راوی نے نقل کیا بلکہ آخر حدیث
کے نقل پر اکتفا کی ہو اور اصل یہ ہو کہ کسی سائل سنی نے اثبات فضیلت عمری کے لیے سوال نکاح ام کلثوم سے
کیا ہو اور آنحضرت نے پہلے جواب اوسکو بانکار از وقوع نکاح دیا ہو مگر جب سائل نے اصرار بر وقوع نکاح کیا ہو اور
فضیلت عمری کا اثبات چاہا تو حضرت نے غصہ میں آکر فرمایا ہو کہ اگر بقول تیرے یہ نکاح واقع بھی ہوا ہے
تو فضیلت عمری پر دلالت نہیں کرتا لانہ اول فرج غصبت منا ای اخذت بنکاح الظلم والجور والجبر والاکراہ
من دون رضائہ من اولیاء النکاح پس دال بر غاصبیت غاصب ہے نہ دال بر فضیلت اور خود الفاظ حدیث
مذکور دلالت کرتے ہیں کہ حضرت نے حالت غیظ و غضب میں بغرض اسکات سائل اس عنوان سے ارشاد فرمایا
اور بایں معنی جائز بھی ہے کہ امام علیہ السلام نے بطور احادیث مشتملہ مضمون نکاح بجبر واکراہ کو سائل سے فرمایا ہو تو وہی

اپنی طرف سے بطور نقل بالمعنی لفظ غصب بیان کیا ہو پس اگر اس لفظ مین کچھ قباحت ہے تو غلطی راوی کی ہی نہ غلطی
امام علیہ السلام کی تا انکہ اسکا یقین ہو کہ لفظ اسی لفظ کو امام نے فرمایا لیکن لا نسلم کہ لفظ غصب مستلزم زنا ہے اسلیئے کہ معنے حقیقی
غصب کے اخذ الشئ ظلماً کے ہین کما فی القاموس الصراح اور معنی ظلم اہلسنت کے نزدیک تصرف ملک غیر مین بنا رضا مندی
مالک ہی اس لیئے کہ تصرف برضامندی مالک کو شرعاً و عرفاً ظلم نہین کہتے پس جو نکاح کہ بجبر و اکراہ بنا رضا مندی
اولیا ہوا اوسپر اخذ الشئ ظلماً صادق ہے تو اوسکو غصبت کہنا لفظ کو اوسکے معنے حقیقی مین استعمال کرنا ہے باقی رہا
کلام اسمین کہ جو نکاح بجبر و اکراہ ہو وہ جائز ہے یا نہین اگر ناجائز ہے تو بیشک زنا لازم آتا ہے مگر شیعہ قصور وار
اسمین نہین ہو سکتے ہین اس لیئے کہ جب وہ منکر مطلق وقوع نکاح بابنت فاطمہ ہین تو صحیح احادیث جبر و اکراہ کب مانینگی
اور اگر مانینگے تو بطور فرض تسلیم کہ اس طور سے بھی ہم غالب اور چیرہ دست ہین برخلاف علمائی اہل سنت کے کہ وہ
توثیق احادیث نکاح بجبر و اکراہ کرتے ہین بلکہ مجمع علیہ اونکے محدثین کا ہی پس وہ مجرم اقراری ہین اور فرق درمیان
منکر و مجرم اقراری کے ظاہر ہے کہ کون انمین سی قابل سزا یابی پیش صاحبان عدل و انصاف ہے لیکن ناجائز
ہونا نکاح جبر و اکراہ کا متفق علیہ الفریقین باطل ہی یعنی شیعہ و سنی دونو کہتے ہین کہ نکاح بجبر و اکراہ جائز ہی اور زنا
نہین ہے لیکن شیعہ کو یہ غرض نکاح پکار پکار کے کہتے ہین کہ حضرت عمر ایسے منافق فاسق و فاجر سی بخوشی
و رضامندی نکاح جائز نہ تھا مگر بجبر و اکراہ بمقتضائی الضرورات تبیح المحظورات جائز ہو گیا چنانچہ خود حضرت
مخاطب نے صفحہ (۱۴۳) سطر (۲۸) مین قول جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ کا نقل فرمایا ہے کہ شرع مین
ہرگز ممنوع نہین ہے کہ بجبر و اکراہ لڑکی کا نکاح اوس شخص کے ساتھ کر دیا جاوے جسکے ساتھ حالت اختیار مین
جائز نہ ہوتا انتہی لیکن اہل سنت پس اسی قول مین ہماری مخاطب مذہب ابو حنیفہ کو زبانی صاحب مذہب علیہ الرحمہ
ناقل ہو کر اوسکی تصدیق فرماتے ہین کہ ناکح مکرہ بطلاق کو غاصب کہتے ہین بسبب جبر و اکراہ کے لیکن نکاح کو جائز اور
ناکح کو زانی نہین کہتی بنظر اسکے کہ صحت نکاح موقوف بر ایجاب و قبول ہی خواہ وہ بخوشی خاطر ہو خواہ بنا خوشی
خاطر ہو پس جب ایسا امام اعظم سنیون کا نکاح بجبر و اکراہ کو جائز جانے اور غاصب کو زانی نہ کہے تو کسی سنی حنفی
کی کیا مجال ہی کہ غصب کو مستلزم زنا کہے پس جب کوئی شیعہ و سنی غصب کو مستلزم زنا نہین کہتا تو اگر کوئی
شیطان مستلزم زنا کہے تو اوسکے کہنے سے کیا ہو گا حاصل کلام اسمقام پر یہی کہ غصب یعنی اخذ الشئ ظلماً

اعم ہے اسی سے کہ ماخوذ بظلم نکاح الفرج ہو یا سفلح الفرج یا یون کہین کہ ماخوذ بظلم فرج بالنکاح ہو یا بالسفاح
پس سفاح تو بیشک زنا ہے بلکہ بالظلم زنا بالجبر لیکن نکاح پس وہی نکاح بجبر واکراہ ہے جسکی تصدیق و تصحیح احادیث
علمائی اہل سنت کرتے ہین پس اگر اوس نکاح کو ناجایز کہینگے تو بنا بر سنیون کے بھی زنا لازم آویگا پھر شیعون پر اعتراض
بلفظ نکاح غصب کرنا اور سنیون پر بمضمون نکاح بجبر واکراہ نہ کرنا نہایت بے انصافی بلکہ داد حماقت دینا ہے حالانکہ
شیعون نے تصحیح حدیث غصب نہین کی اور سنیون نے تصحیح احادیث جبر واکراہ کی ہے بہرکیف اگر حدیث مین مطلق
غصب ہوتا تو چونکہ اعم از نکاح و سفاح تھا تو بھی دلالت اوسکی خاص سفاح پر ہوتی جیسا کہ علم میزان مین مقرر ہوا ہے
اور دلالۃ للعام علی الخاص باحدی الدلالات الثلث چہ جائی اینکہ مطلق غصب حدیث مین ہو بلکہ غصب بقید نکاح
ہو جیسا کہ ابتدائی حدیث مین سئل عن نکاح ام کلثوم ہے پس غصب نکاح سے غصب سفاح مراد لینا مثل اسکی ہے کہ
سفیدی سے سیاہی مرادلین باین دلیل کہ یہ دونو قسمین لون کی ہین اور یہ کمال حماقت اور سفاہت ہے
ہمارے اس بیان سے واضح ہوا کہ لفظ غصبت مین کوئی قباحت نہین ہے جز اسکے کہ غاصب کی غاصبیت
پر دلالت کرے جیسے جبر واکراہ جابریت اور مکرہیت پر دلالت کرتا ہے پس اگر کریہ ہین تو دونو کریہ ہین
اور اگر نہین ہین تو دونو نہین ہین پس فرمانا حضرت مخاطب والاخطاب کا کہ اگر یہ معنے یعنی جبر واکراہ بلا
رضامندی ولی کے امام کے دلمین تھی تو چاہیے تھا کہ انہین لفظون مین ادا فرماتے نہ کہ ایسا لفظ کہ زبان پر لانا
انتہی اس عبارت کو دلالت صریح ہی اسپر کہ لفظ جبر واکراہ و نارضامندی قبیح و کریہ نہین ہی اور کیونکر اسکو قبیح
و کریہ فرمائین حالانکہ مدلول انکی احادیث صحاح کا اور مجمع علیہ انکی محدثین کا ہے اور جو کچھ قباحت و شناعت اور
کراہت و فظاعت ہے بقول مخاطب وہ لفظ غصبت ہین ہے بندہ خدمت والائی مخاطب مین عرض
کرتا ہے کہ حضور نے کوئی وجہ کریہ ہونے اس لفظ کی اور نہ کریہ ہونے لفظ جبر واکراہ و نارضامندی کی
بیان نفرمائی اگر اس راہ سے کریہ ہے کہ معنے زنا ہے تو کسی کتاب سنی یا شیعہ کا نشان دیا ہوتا کہ جسمین
غصبت بمعنی زنا لکھا ہو اور اگر اس راہ سے کریہ ہے کہ مستلزم زنا ہے تو جب علامہ شوشتری اور صاحب حملہ
اعلی اللہ مقامہما نے فرمایا کہ ان مستلزم زنا نیست آپکو ضرور تھا کہ اونکے قول کو رد کرتے اور کوئی دلیل قائم کرتے
اسپر کہ ضرور ضرور مستلزم زنا ہے لیکن آپ نے نہ اونکے قول کو رد کیا نہ کوئی وجہ کراہت لفظ قائم کی فقط ایک

دعوی ہی دعوی ہی کہ یہ لفظ کریہ ہی اور لفظ جبر و اکراہ کریہہ نہین ہی اور زبردستی کی ہٹ ہی اور اپنی ہٹ پر کودنا
اوچھلنا مشکل ہی اچھا اگر آپکو زیبا نہین ہی مشہور ہے کہ تریا ہٹ بالک ہٹ حضور والا کو ہم کس قسم مین سمجھین ناز و نخرے
آپکے سہین سے ناز بران کسی کہ ضرر برداشت۔ پھر جو حضرت مخاطب نے فرمایا کہ صاحب تحفہ اعلی اللہ مقامہ نے بلا وجہ
الفاظ کو اونکے معنے حقیقی سے پھیرا ہے بندہ کہتا ہے حضور نے تو کوئی معنی حقیقی بیان نہ فرمائے اگر ہم توجہ اہل لغت
فی الکلام کہ اخذ الشیء ظلماً جبراً غصب ہی یہی معنی حقیقی سمجھے ہین اور نکاح بجبر و اکراہ و عدم الرضا پر اخذ الشیء ظلماً و جبراً و قہراً
صادق ہی پس یہ معنی حقیقی تھی وہی تو مراد لیے اوس سے تجاوز نہین کیا تعجب ہے کہ اخذ الشیء ظلماً و جبراً جو غصب
کے معنی ہین وہ تو بہت ہی قبیح و کریہ ہو اور اخذ الشیء جبراً و قہراً و اکراہاً جو مفاد احادیث اہلسنت ہے اوسمین کوئی
قباحت اور کراہت نہو کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ لفظ ظلم و جور کیون قبیح ہو گیا اور لفظ جبر و قہر و اکراہ کیون اچھا ہو گیا حالانکہ
یہ سب الفاظ متقارب ہین یہ سب دست و گریبان بلکہ مترادفہ عند ایضاح البیان ہین کما لا یخفی اور جب نکاح بجبر و اکراہ بنا بر
مذہب شیعہ و سنی درست و جائز ٹھہرا جیسا کہ ہمنے بیان کیا تو حلال ہونیکے پیرونکے علاوہ علاوہ کے بھی تار تار ہو
اور ارباب فہم عقول ان ہیاہائی کے بھلاوہ سے چھوٹے بلکہ علاوہ بران ایک لقمہ تلاوہ کا کہ خروج از دین اسلام ہے
اونکے منھ مین دیا گیا جیسا کہ حضرت جبریل نے فرعون کے منھ مین دیا تھا جب اوسنے بعد از نزول عذاب آمنت
کہا تھا فبئس للظالمین بدلا قولہ غرضکہ اس حدیث کے صحت مین کچھ شک و شبہہ نرہا اقول شک و شبہہ کیسا حدیث
مذکور کا صحیح ہونا تو یقینی ہے جبتک آپ اصول فن حدیث سے اوسکی صحت ثابت نہ کیجیے ہان ہمکو شک و شبہہ
کرنا نہین ہو سکتا ہے اسلیے کہ تمہارے علما نے احادیث جبر و اکراہ کی تصحیح کی ہی اور نکاح غصبی بھی بجبر و اکراہ ہی
ہوتا ہے پھر اگر کسی نے نکاح جبری و قہری کیا اور کسی نے نکاح غصبی کیا یعنی بظلم و ستم ہوا تو ایک ہی بات ہے
پھر تم اسمین شک و شبہہ کیا کر سکتے ہو لیکن جو لوگ کہ منکر اصل نکاح با بنت فاطمہ ہین وہ کل ان احادیث کو جو دال بر
نکاح ہین اگرچہ بجبر و اکراہ ہو اگر سنیونکی ہین تو اونکو کاذب و باطل و مفتریات شیاطین و دجالین سمجھتے ہین اور
اگر اپنی ہین تو اونکو بسبب خلاف صحیح علیہ ہونیکے مطروح یا محمول بر تقیہ یا ماول جانتے ہین اور اوسکے مضامین
ظاہری کے ابطال مین کچھ شک و شبہہ نہین رکھتے اور ایک امر باطل مثل شریک الباری کو فرض کر کے اپنے
مخالف کو جواب دینا اور بات ہی اور حقیقت مین تصحیح احادیث کرنا اور بات ہے و قدمر کل ذالک فتدبر

۵ اشارہ بدلالت [illegible] ۱۳۲

قولہ غصب یعنی عدم رضا کے ہے **اقول** غصب کے معنی ہمنے کہا کہ اخذ بالظلم کے ہین اور اوسکی لیئی نارضامندی
لازم ہے اور نارضامندی کو ظلم لازم ہی اسلیئے کہ اخذ برضامندی کو شرعًا و عرفًا ظلم نہین کہتی اور ظلم کو رضامندی
نہین کہتی اور جب ایک دوسری کو لازم ہے تو تفسیر شئے بلازم المعنی کلام علما و بلغا مین شایع و ذایع ہے تم
سمجھے کہ مفہوم عدم رضا اور مفہوم غصب یعنی اخذ بالظلم کو ایک کہتی ہین نہین حضرت مفہوم دو ہین لیکن مصداق ایک
ہی جیسی ناطق و ضاحک دو مفہوم ہین مگر مصداق ایک ہی یعنی انسان اسیطرح مفہوم اخذ بعدم الرضا اور مفہوم
اخذ بالظلم دو ہین مگر مصداق دونوکا وہی نکاح بالجبر والاکراہ ہے تعجب ہے کہ جب نکاح بجبر و قہر و اکراہ و اجبار
کہین قوال سنت اوسکی احادیث کی تصحیح کرنے لگین اور اگر کوئی اوسکو نکاح بالظلم و جبر و ستم کہے تو زمین سے آسمان
پھٹے سمجھین نہین آتا کہ الفاظ جبر و اکراہ مین کیا خوبصورتی ہی کہ وہ مستحق مدح ہے اور لفظ ظلم و جور مین
کیا بدصورتی ہی کہ وہ اسقدر کریہ و قبیح ہے کہ جسکے دیکھنے سے امثال مخاطب کے ایسے مرچین لگتی ہین
کہ ننگی کا ناچ ناچنے لگتے ہین **قولہ** تو چاہیے تہا کہ اونہین لفظون مین ادا فرماتے **اقول** یعنی نکاح بجبر و اکراہ
و نارضامندی فرماتے تو مخاطب صاحب راضی ہو جاتے اور کیونکر نہ راضی ہوتے کہ یہ مضمون انکی احادیث کا
ہے لیکن امام نے نکاح بغصب یعنی اخذ بظلم و ستم فرمایا یہی بڑا ستم ہو گیا کہ مخاطب صاحب جامہ سی باہر ہو گئے
اور ننگے ہو کر ناچنے لگے **قولہ** حقیقی معنون سی پہیرتا ہے **اقول** نکاح جبری و قہری پر اخذ بالظلم صادق ہی
یا نہین اگر نہین صادق ہی تو اسکی وجہ ارشاد ہو اور اگر صادق ہی تو معنی حقیقی سی پہیرنیکی وجہ بیان فرمایئے **قولہ**
علاوہ برین جو نکاح صحیح ہو وہ مستلزم زنا ہے **اقول** اس علاوہ مین مخاطب صاحب دوسرا چھلاوہ دیکھے ہین
اور غول بیابانی کا چھلاوہ دکھلاتی ہین کہ قول زنا بالجبر سے اب تنزل فرماتی ہین اور زنا بالرضا کے سبب عدم
صحت نکاح قایل ہوتی ہین قاتلہ اللہ و فض فاہ ہم پوچھتے ہین کہ اگر جبر و اکراہ باعث عدم صحت نکاح ہی تو تمہارا
ہی احادیث صحیحہ سے زنا لازم آتا ہے اگرچہ تمہاری امام اعظم کوفی کے خلاف ہی اور اگر باعث عدم صحت و عدم
جواز نکاح مومنہ با کافر و منافق و خارجی و ناصبی ہی تو صورت جبر و اکراہ مین باتفاق فریقین نکاح جایز کما مر فی قول
سیدنا المرتضی الرضی و ما الکم الکوفی **قولہ** ثابت ہے کہ نکاح مومنہ ساتہہ ناصبی کے درست نہین **اقول** بحث نفاذ
بیشک صحیح نہین لیکن بحالت جبر و اکراہ نظر بضرورت مصلحت وقت باتفاق سن علمائنا صحیح و درست ہے

کل احکام شرعیہ مشروط ہین بحالت اختیار لیکن حالت اضطرار مین اور جبر واکراہ مین مثل اکل میتہ بدلیل فمن اضطر والا من اکرہ ہر
ممنوع وحرام جائز وحلال ہی التقیہ دینی ودین آبائی اور جب رسول مقبول خیر تقیہ تم لوگون کے نزدیک جائز نہین ایسی مجبور ہوئے
کربا وجود تفریق اسلام کے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص مشرک کے پاس ہی دیا اور جدا نہ کرسکے تو جناب امیر کے
بدرجہ مجبوری اور ناچاری پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے **قولہ** ایک عام مومنہ کا نکاح ایک عام ناصبی کے ساتھ
درست نہو **اقول** ہان حالت اختیار مین ایسا ہی ہے لیکن حالت اضطرار مین ایک خاص مومنہ کا ساتھ
ایک خاص ناصبی کے درست ہے **قولہ** نکاح قدوۂ مومنات بنت بضعۂ سرور موجودات کا ایک کافر یا منافق کے ساتھ
اقول نہ اوس منافق کو بقول تمہاری کچھ شرم وحیا خدا اور رسول سی تھی کہ قدوہ مومنات بنت سرور موجودات
کا جبر واکراہا خواستگار ہوا اور نہ سنیون کو کچھ شرم وغیرت وحمیت دین اسلام ہے کہ ایسے احادیث کذب
وافترا کی تصحیح کرتے ہین کہ جس سی نہ فقط اہلبیت کی توہین ہی بلکہ حضرت عمر کی بھی تفسیق وتہجین ہی اور بعد اسکی
کیسی کیسی مضامین مستہجنہ کرتے ہین کہ جس سی ہر مسلمان کے تن بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہین مثل کشف
ساق وکشف ستر زانو وبوس وکنار اجنبیہ وسیر تنہا وکرتے ہین فقاتلہم اللہ انی یوفکون **قولہ** ادہنین کو
زیبا ہے **اقول** اونکو تصحیح احادیث جبر واکراہ وکشف ساق وستر زانو وبوس وکنار عمر با بنت پیغمبر زیبا
ہی بلاشک مقلدین عبید اللہ بن ابی قحافہ بت پرست کے نزدیک جو کہ لباس محبت عمر وابوبکر مین چاہتے
ہین کہ اصول وفروع شریعت مصطفوی کو درہم وبرہم کرین اور بیخ اسلام اور دین محمدی کو جڑ سے اکھیڑین
اور خوارج اور نواصب بھی گوی سبقت لیجاوین اور زخارف دنیوی بپیرایہ مداہنہ اور فریب مین تحصیل کرین
بیشک یہ امر کب بعید از عقل ہوگا کہ رسول کی نواسی فاطمہ زہرا کی بیٹی حسن مجتبیٰ کی بہن ایک رئیس مرتدین اور
سرگروہ منافقین کے گھر مین بجبر وقہر واکراہ جاوے اور وہ غاصب وبیدین سرگروہ مرتدین از قسم
ضم الصدر وتقبیل وکشف الساق والمیزر عمل مین لائی اور پھر بھی نہ شیر خدا نہ حسن مجتبیٰ نہ شہید کربلا کچھ چون و
چرا کرین اور ایسے واقعہ ہوش ربا اور جانفرسا کا تماشا دیکھتے رہین حالانکہ ہم غلامان خاندان رسالت کے
تو ایسے سانحے کے سننے سے ہوش پران ہوتے ہین اور ہمارے ضعیف دل بزبان حال ولسان مقال
الامان الامان پکارتے ہین ہم حضرات سنیہ کے سی محبت عمر صاحب سی کہان سی لاوین کہ خود ہی چند شیاطین

دجالین کے زبان سے روایات جبر و اکراہ و بوس و کنار روایت کرین اور پھر خود ہی وسمین کسی طرح کی قباحت
اور شناعت نہ سمجھکر بصد انبساط و نشاط اوسکے تصحیح کا کلمہ زبان پر لاوین اور ایسے الفاظ نا ملائم اور نا مناسب
کو سنکر شادیانہ خوشی اور فرحت کے بجاوین اور پھر اپنی اور عمر کی مسلمانی پر قایم اور دین و ایمان کے دعوے
مین ثابت قدم رہین اور ہرگز اوسکو خلاف شان عمر اور بنت پیغمبر نسمجھین اور اس سے اونکی فضیلت اور عزت مین کچھ
خلل کا خیال نکرین بلکہ فضیلت عمری کے نقارے بجاوین اور بیٹے تال سُر لگاوین اور لمبی لمبی ڈارھیان مثل
بکری کی دُم کے ہلائین حضرت مخاطب کے خامہ تیز رفتار نے بیدلگامی و بدخرامی سے تقام پر بڑی تیزیان کہائین
اور اوسکی گھوڑ دوڑ سے بیچارے عمر کے نفاق و ارتداد کی ناہنجاریان پیش نظر آئین مگر غافل اس سے کہ اگر کوئی اس
کلام نافرجام کو منقلب کریگا تو میان کی جوتی میان کی سر پڑیگا قولہ معلوم نہین کہ علامہ کشمیری نے باین علم و
عقل اس جملہ کے لکھنے سے جواب عبارت تحفہ کا کیا تصور فرمایا **اقول** حضور کے سمجھ مین جو نہین آیا تو مجبوری
ہی بسبب اسکی کہ آپکو فہم و ادراک سے معذوری ہی ورنہ شیعہ سے شعری اور شعری سے شجری کیون نہتے غرض نقل
مذہب امام کوفی شامی المشرب سے یہ ہے کہ شیعہ تو جواز تقیہ کے قایل اور التقیہ دینی و دین آبائی کے ناقل
ہین پس اگر اس نکاح فرضی کو بوجہ تقیہ جایز اور صحیح و درست کہا تو مطابق اونکے اصول کے اونکو ایسا ہی کہنا چاہیے
جیسا کہ جناب سید مرتضے نے فرمایا کہ شرع مین ہرگز ممنوع نہین ہے کہ مجبوراً و مقہوراً نکاح اوسکے ساتھ کر دیا جاوے
جسکے ساتھ حالت اختیار مین جایز نہوا انتہی لیکن اس نکاح فرضی کے جایز ہونیکے جسطرح شیعہ قایل ہین اسیطرح
جو مناقق کہ تقیہ کو نفاق کہتا ہی وہ بھی اس نکاح کے جواز کا قایل ہی جیسا کہ مکرہ بالطلاق جب مطلقہ سے نکاح کرتا
ہے تو غاصب کہلاتا ہے مگر نکاح صحیح ہی اور ناکح غاصب زانی نہین اسی طرح عمر غاصب بھی نکاح جبر و اکراہ مین زانی
نہوگا اور نکاح صحیح ہوگا پس جب باتفاق مثبت تقیہ و منکر تقیہ نکاح غاصب صحیح اور درست ہوا تو کون بیدین زنا
کا قایل ہوسکتا ہے کیون جناب اب تو آپکے شاہ صاحب لاقدس سرہ و لاجرہ پر الزام تمام ہو گیا کہ وہ حضرت
اپنے خیال ناپاک سے فرماتی تھی کہ زمین پھٹتی ہی اور آسمان شگافتہ ہوتا ہے تعجب ہی کہ جب شیعہ نہ زنا کے قایل نہ
انسے شنیان پھر شاہ صاحب کیون ہاے واے مچاتے ہین قولہ پس اونکو اپنی اصول پر جواب دینا چاہیے
اقول اپنے اصول پر بھی جواب دیا کہ ازراہ تقیہ جو نکاح حالت اختیار مین جایز نہ تھا وہ بحالت جبر و اضطرار

جایز ہے اور جو لوگ قایل تقیہ نہین ہین اونکی اصول پر بھی نکاح جبر و اکراہ جایز ہے **قولہ** ابو حنیفہ کے قول پر چلنا
چاہتے ہین **اقول** استغفر اللہ آپ کیا فرماتے ہین لعنت تیجیئے ایسی باتون پر جسکی دین و مذہب و ملت پر جسکی چال ڈھال
پر جسکی بال بال پر ہم اوٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر ہر بات مین ہر ہر لفظ مین ہر ہر حرف مین تین حرف کہین پھر ہم
اوس چلن کے چال پر چلین مقصود اس مقام پر شاہ صاحب کے منھ زوریون کے لیئے اونکے امام کوفی کے قول سے
ایک دہانہ خاردار دینا تھا کہ کچھ تو رکین اور اسقدر منھ زوریان نکرین وہ تو رکے اور تحفہ کے جوابونکا کوئی جواب اونسے
ہوا نہ اونکے کسی شاگرد رشید سے مگر تم ایسے ناکند نہین رکتی اور اپنی اوچھل کود سے منھکی کھاتے ہو اور سر کے بل
اسفل السافلین کو جاتی ہو **قولہ** تو دل ناشاد چشم نا روشن **اقول** بعد اس جواب دیکھنے کے انشاء اللہ دل
ناشاد اور چشم ظاہر سے بھی مثل چشم باطن کور ہو جاوگے بلکہ زندہ درگور ہو جاوگے **قولہ** پس ایک کلمہ کیا ابو حنیفہ
کے شریک ہو جاوین **اقول** سنیونکی یہان تو سنی ہونیکے لیے کوئی کلمہ نہین مگر شیعونکے یہان شیعہ ہونیکے لیے
ایک کلمہ ہے مگر اب تم اوس کلمہ کے رو سے ارتداد فطری مین گرفتار ہو **قولہ** فضیلت فاروقی کا اقرار کرینگے لگین
اقول وہی فضیلت فاروقی جسکو تمہاری علمانے تصحیح روایات جبر و اکراہ بیان کیا ہے اوسکا تو ہم اقرار
کرتے ہین ایسی فضیلت کے راہ سے تو اونکو غاصب و فاسق و منافق کہتے ہین **قولہ** نہ کچھ جھگڑا ہے نہ قصہ
اقول کوئی جھگڑا اور کوئی قصہ نہین ہے سے حشر غلامان علی با علی ہا حشر غلامان عمر با عمر ناحق ناحق تمھین
نی قصہ جھگڑا لگا رکھا ہے گھر بیٹھے سنیون کو ستاتے ہو ابطال مذہب حق مین کتابین چھپواتے ہو اور جب
ہم جواب دیتے ہین تو کچہریون مین دوڑتے ہو اور پھر کچھ نہین بنتی خدا ہی تمسے سمجھے **قولہ** نکاح ہونیکو بھی
تسلیم کرلین **اقول** فرضاً تسلیم بھی کرلیا مگر تمھارا پیٹ نہ بھرا اور تمھارے علت جوع البقر کے دوا انوکی
شاید شکر پاور شاہ کے استغراق گاہ مین جانے سے پیٹ بھر جائی **قولہ** اوسکی نسبت الطیبات للطیبین
پڑھنی لگین **اقول** اگر تم فرعون کے نسبت اور حضرت نوح اور حضرت لوط کے نسبت الطیبات للطیبین
پڑھنی لگو تو ہم بھی فرعون آل محمد کے نسبت پڑھین **قولہ** نکاح مومنہ کا ساتھ نواصب کے جایز ہی نہین
اقول کیون بار بار بکتا ہے اور کانون کانون کرتا ہے حالت اختیار مین جایز نہین اور حالت اضطرار
مین اور جبر و اکراہ مین جایز ہے جایز ہے جایز ہے عند الفریقین کما مر **قولہ** تو بیچارے ابو حنیفہ کے قول سے

اونکو کیا فایدہ **اقول** فایدہ یہ ہے کہ جو بد مذہب قایل بزنا ہے اوسکے امام کے قول سے اوسکے منہ توڑنے کا
فایدہ ہے **قولہ** اگر کوئی روایات حضرات شیعہ کو دیکھے **اقول** ہمنے روایات شیعہ اور روایات حضرات اہلسنت
کو دیکھا جو دلالت اوپر حلال زادگی حضرت عمر کے رکھتے ہین کما اشرنا الیہ فی بحث ولادۃ العباس لیکن اسکو نکاح بغصب
اور نکاح بجبر و اکراہ سے کیا واسطہ اسلیئے کہ علمائے فریقین ہمیشہ کسی فی طہارت مولد کو شرط صحت نکاح نہین کہا ہے
اور بنابر مذہب شیعہ جو ضرورت مجوز نکاح با کافر منافق و فاجر فاسق ہوئی ہی وہی ضرورت مجوز نکاح با ولد الحرام
کبھی ہی اور اگر نکاح جابر و قاہر و غاصب و مکرہ ولد الحرام ہوتا تو بجبر و قہر و غصب و اکراہ خواہان نکاح بنت رسول اللہ
ہوتا اور ولد الحرام ہونے کے لیئے فقط بغض علی کافی ہی چہ جائی انکہ ساتھ اوسکے جبر و قہر و اکراہ و غصب
بھی جمع ہو جائی سے بغض الولی علامۃ معروفہ ٭ کتب علی جبہات اولاد الزنا ۔ چنانچہ خود مخاطب نے ذکر اسکا
صفحہ (۱۲۳) سطر (۲۰) مین کیا ہی **شعر** محبت شہ مردان مجو ز بی پدری ٭ کہ دست غیر گرفتہ است پای مادر او
ہمکو نہین معلوم کہ مخاطب کو ذکر سے اس حدیث کے اس مقام پر کیا فایدہ ملا بجز اسکے کہ حلال زادگی حضرت عمر کو عوام
کے نزدیک ثابت کرے کہ وہ ایسے ذات شریف تھے کہ کچھ لوگ اونکو ایسا عالی نسب جانتے ہین اور دوسرو نکی
بدشگونی کے لیئے اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کاٹی اور پیرایہ دوستی مین حضرت عمر کا ایسا فضیحت و رسوا کیا کہ اونکے دشمنون
نے بھی نہین کیا **بیت** دشمنی ناکے بجان بوینہ بہترازان دوست کہ نادان بود ۔ ہان صاحب ایک بات اور
اور سن لیجیئے کہ آپکو اگر اس روایت مین کہ رسول اللہ نے فرمایا ولد الزنا شر الثلاثۃ اور مراد اوس سے حضرت عمر ہین کچھ
شک ہو تو ذرا اسکی وجہ بیان فرمایئے کہ جب ابو ہریرہ نی یہی حدیث ولد الزنا شر الثلاثۃ بیان کی تو خلیفہ دوم
کے صاحبزادہ بلند اقبال عبد اللہ بن عمر پر کونسی مصیبت نازل ہوئی جو اونہون نی کلام رسول اللہ کی تردید کی اور
کہا ولد الزنا خیر الثلاثۃ برائے خدا فرمایئے کہ اونکو کیون ایسی مرچین لگین کہ جبین ہوگئے اگر کچھ دال مین کالا نہتا
اور نسب کا حال دو بالا بلکہ سہ بالا نہتا تو اس تردید اور تکذیب قول رسول اللہ کی انکو کیا ضرورت ہوئی ابو ہریرہ
نے تو حرامزادونکی نسبت یہ روایت کی تھی انکا کیا بگڑتا تھا جو اسدرجہ برہم ہوئی اور حدیث نبوی کی تردید کی کیون
مسلمانون سوائی سنی مذہب کے اور کسی مذہب والی نی بھی حرامزادہ کو اچھا سمجھا ہے یا اپنا پیشوا بنایا ہے افسوس
بوجہ اختصار ہم اون اقوال کو نقل نہین کرتے جنمین نسب نامہ خلیفہ دوم کی تصریح تین پشت تک درج ہے **قولہ**

مصداق سواد الوجه فی الدارین اقول جو لوگ کہ روایات جبر و اکراہ و ضم و تقبیل و کشف الساق والمیزکی تصحیح کرین وہ مصداق سواد الوجه فی الدارین ہون اور جو لوگ اصل نکاح سے منکر اور ان روایات کے مکذب ہون وہ

مصداق سواد الوجه ہون اذا لقیت جلباب الحیا فقل ما شئت

قال المخاطب المقتام ہداہ اللہ سبل السلام

لیکن اگر ہم اس امر کو بھی تسلیم کرلین کہ موافق اصول شیعہ کے لفظ کفر کا اطلاق حضرت عمر پر نہین ہوتا اور اونکا مظہر اسلام اور متمسک بہ تمام شریعت ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس بات کو بھی فرض کرلین کہ اونکے مذہب مین نکاح کر دینا ساتھ نا صبی کے مومنہ اور عارفہ کا بھی جائز ہے لیکن حضرات شیعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے نفاق و بدعت سے کیونکر انکار کرینگے اور اونکے مومن اور مخلص اور تابع سنت ہونیکو کیونکر قبول کرینگے اگر وہ یہ قبول کرلین کہ حضرت عمر نہ منافق تھے نہ بدعتی بلکہ سچے مومن اور سچے تابع سنت تھی فنعم الوفاق اگر اسکو نہ مانین تو سب توجیہات جو معاملہ نکاح ام کلثوم مین کی ہین عبث اور فضول اور بیکار ہوئی جاتی ہین اسلیئی کہ جو شناعت نکاح مین ساتھ کافر کے ہے اوس سے بڑھکر قباحت نکاح مین ساتھ منافق کے ہے چنانچہ خود صاحب تحفہ اثناعشریہ نے اسکا اقرار کیا ہے اور اس مضمون کو ان لفظون سے ادا فرمایا ہے قال الفاضل الناصب چہارم آنکہ گویند کہ حضرات بنات و اخوات خود بہ کفرہ فجرہ بزنی میدادند مثل حضرت سکینہ کہ در نکاح مصعب بن زبیر بود و علی ہذا القیاس دیگر قریبان خود را در عقد کفرہ و نواصب درآوردند چنانچہ در کتاب الٰہیات بتفصیل مشروح است اقول و بہ نستعین اگر مراد از کافر در قول را گویند حضرات بنات و اخوات خود را بہ کفرہ فجرہ میدادند مشرک است این قول کذب محض است چہ یکی از امامیہ قائل این قول نیست و اگر مراد از ان مبتدع است بہ بدعتی کہ منجر بہ کفر صاحبش نشود یا او را کافر متاول گویند یا منافق کہ مظہر اسلام و متمسک بہ سائر شریعت باشند مسلم و محذوری ندارد و لقولہ تعالی و لا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا الایہ ممنوع و محرم انکاح با مشرک است نہ بر حرمت مطلق انکاح مبتدع کذائی و تزویج با منافق دلیلی قائم نیست و قیاس یکی بر دیگری مع الفارق چہ منافق اگرچہ جرمش در حقیقت عظیم تر است و فسادش در شریعت شدید تر لقولہ تعالی ان المنافقین فی الدرک الاسفل و در عقبی بعقوبت الیم گرفتار است

لیکن حکمت الٰہیہ داعی و مقتضی آن شد کہ احکام مشرکین و منافقین در دار دنیا از ہم ممتاز باشد و از ینجاست کہ
مشرکین را بفحوای فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم معاقب و ماخوذ گردانیدہ و منافقین را ازین وبال نجات بخشیدہ
اس تحریر پر علامہ کشمیری کی ہم اونکا دل وجان سے شکر ادا کرتے ہین اور اپنی ممنونی ظاہر کرتے ہین کہ جو بات ہمکو لکھنا
چاہیے تھی وہ خود علامہ ممدوح نے لکھدی اور جو تکلیف ہمکو کرنی پڑتی وہ خود گوارا فرمائی اور ان فقرونکو لکہکر کہ
منافق اگرچہ جرمش در حقیقت عظیم تر ہست و فسادش در شریعت شدیدتر ہماری طرف سے خود ہی جواب بھی دیا
لیکن ہم محو حیرت ہین کہ علامہ ممدوح نے صاحب تحفہ قدس سرہ کے اعتراض کے جواب مین اس تحریر سے کیا فائدہ
خیال کیا اس لیے کہ اونکا اعتراض اسپر ہے کہ شیعونکے نزدیک حضرات علیہم السلام نے اپنی بیٹیان کافر کو دی ہین
علامہ اسکی جواب مین فرماتے ہین کہ نہین کافر کو نہین دین بلکہ منافقونکو اسپر ہمارا یہ جواب ہوتا کہ نکاح مومنہ
کا ساتھ کافر کے حرام ہونے پر کوئی دلیل عقلی نہین ہے بلکہ صرف قباحت شرعی ہی اور وہ قباحت منافق کے
ساتھ نکاح کرنے مین بھی موجود بلکہ کچھ زیادہ ہے وہ خود حضرت نے فرما دیا ہے اب اہل انصاف غور کرین کہ اعتراض
صاحب تحفہ کا اس سی اور مدلل ہو گیا یا اونکا اعتراض اس جواب سے اوٹھ گیا باقی رہا یہ امر کہ احکام منافقین
کے نسبت کافرونکی ظاہر شریعت مین سخت نہین ہین اوسکا جواب یہی کہ چونکہ منافق ظاہر مین اپنے آپکو مسلمان
کہتے ہین اور احکام شریعت ظاہر پر جاری ہین اسلیے وہ قتل وغیرہ سے محفوظ ہین اور اسکا سبب یہ ہے
کہ کوئی شخص سوائے خدا کے علم غیب نہین رکھتا جو دل کا حال جانے پس شریعت نے نظر بظاہر اسلام اونکی قتل کا
حکم نہین دیا لیکن موافق اصول شیعہ کے آئمہ کرام کو علم ماکان و مایکون حاصل ہوتا ہے اور امور پوشیدہ اون پر
روشن ہوتے ہین اور حالات قلوب بنی آدم اونپر ظاہر ہوتے ہین پس اونکو منافقون سے احتراز کرنا اور اونکو
دینا اور اونسے عداوت رکھنا اور اونسے قرابت نہ کرنا بلکہ اگر وہ کسی دینی کام مین مدد کرنا چاہین تو اونسے
اعانت نہ لینا اور اونکو کسی دینی کام مین شریک نکرنا اور اگر وہ مر جاوین تو اونپر نماز جنازہ نہ پڑھنا
اور اونکے لیے استغفار نہ کرنا واجب و لازم ہے چنانچہ جن منافقون کا نفاق پیغمبر صاحب کے سامنے کھل گیا
تھا یا جن کے نفاق کی خبر خدای جلشانہ نے حضرت کو دیدی تہی اونکی ساتھ اسیطرح پیش آنے کیلیے آیات قرآنی
نازل ہوئین اور اونکے لیے سخت احکام صادر ہوئے بلکہ جس طرح جہاد کرنیکا حکم اوپر کفار کے ہوا اوسیطرح پر

اور منافقوں کے ہوا جیسا کہ ارشاد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم ومأوٰہم جہنم وبئس
المصیر کہ اے پیغمبر جہاد کر اوپر کافروں کے اور منافقوں کے ساتھ اور نہایت سختی کر اوپر اونکی اور جگہ اونکی جہنم ہے

بقول المتمسک بولائہ علی بن ابی طالب علیہ السلام

مخاطب والاخطاب نے اس قول میں نہایت اپنی لیاقت علمی دکھائی ہے ایک یہ کہ کلام صاحب نہج البلاغہ کو
میں جسکو غلط انقل کیا ہے لفظ جرمش کو کہ بیشک گناہ ہی تحریف و تصحیف کر کے حرمش بنایا ہے اور اوسی پر بنا کر کے
کیا کیا ہزلیات و لغویات بکا ہے اور بے سروپا باتوں کو اپنے دل ہی گھڑا ہے افسوس ہمارا مخاطب اسقدر
بھی نہیں سمجھتا کہ متصف بحلت و حرمت حقیقت میں افعال ہوتے ہیں اور مجازاً ذوات باعتبار افعال کے مثلاً شراب
وغیرہ حرام ہے باعتبار پینے اور کہانے کے نہ فی نفسہ پس کافر و منافق فی نفسہ حرام و حلال نہیں ہوسکتے ہیں مگر
باعتبار نکاح کے اور حرمت نکاح کافر پر آیہ لاتنکحوا المشرکین الخ ہے اور حرمت نکاح منافق پر کوئی دلیل نہیں ہے
جیسا کہ فقرہ ماقبل میں موجود ہے کہ بر حرمت مطلق النکاح منافق کذائی و نہ وجہ بامنافق دلیلی قائم نیست و
قیاس کیجیے بر دیگرے یعنی قیاس منافق بر کافر قیاس مع الفارق ہے پس جس چیز کی حرمت پر کوئی دلیل قائم نہیں
خصوصاً دلیل عقلی بقول مخاطب تو باعتبار قاعدہ اصولیہ کہ اصل اشیا میں اباحت ہی حقیقت میں اصل حرمت اوس میں
پائی نہ جاویگی اور جب حقیقت میں حرمت پائی گئی تو حرمش و حقیقت عظیم حرمت کہانسے نکلیگا پس لفظ جرم کو
حرمت بنانا نہایت بیوقوفی اور خلاف سیاق ہے اور اسی طرح سے فقرہ مابعد میں ہے کہ اس سبب جرم عظیم ہونے
منافق کے بموجب ان المنافقین فی الدرک الاسفل در عقبی بعقوبت الیم گرفتار است پس منافق کا عقوبت الیم میں گرفتار
ہونا بسبب جرم عظیم کے ہی اور اگر بسبب حرمت النکاح کے ہوتا تو نکاح میں وبیتوا الاعقوبت الیم گرفتار ہوتا منافق [illegible]
کرنا فعل حرام قابل سزا ہی متعلق فعل ہی شارب خمر کے لیے عقوبت الیم ہی نہ شراب کے لیے ہی پس لفظ جرم کو حرمت بنانا
خلاف سیاق ہے ہی اور خلاف سیاق و سباق لفظ کو تصحیف کر کے ہزلیات و لغویات و نامربوط باتیں لکھنا
کمال لیاقت علمی مخاطب کی دلیل ہی دوسرے یہ کہ فرماتے ہیں آپ علیہ السلام کو علم ما کان و ما یکون حاصل تہا اور
آنحضرت [illegible] ظاہر حالت قلوب ہی آدم اور ان پر ظاہر [illegible] کو ظاہر شریعت پر عمل کرنا حرام تہا

اور منافقون سی احتراز کرنا اور مخالطت اور قرابت نکرنا واجب و لازم تہا حضرت سلامت آپکی تو عادت ہے کہ
دعوا ہای بے سر و پا کرتے ہین اور دلیل ندار و بیان بہی آپکا یہ دعوی بیدلیل ہی کہ جب کسی منافق کے نفاق کا
علم ہو جاتی اگرچہ بعلم باطنی ہو تو احتراز اوس سی لازم ہے ہم اسپر لا نسلم کہتی ہین اور دلیل عقلی یا نقلی کے طالب ہین جب
خداوند تعالے نے اپنے علم ازلی ماکان و مایکون پر عمل نکیا اور باوجود جاننے کے کہ فلان کافر فلان منافق کبھی
ایمان نہ لائیگا اور میرے رسول اور آل رسول اور اصحاب رسول کو یہ تکلیفین پہونچائیگا پہر بہی اوسکو باقی رکہا
اور مہلت دی اور نہ ملک الموت کو فرمایا کہ فوراً اوسکی روح قبض کرے اور نہ پیغمبر کو حکم دیا کہ فلان فلان
منافق تیرے قابو مین آچکا ہے اور مثل کفار کے خارج از اختیار نہین ہے کہ حاجت مشقت جہاد ہو انکو فوراً
قتل کرا اور اونسے احتراز کرا اور مخالطت نہ کر کہ بڑے بڑے فسادات انکی ذات سے پیدا ہونگے یہانتک کہ یہی
منافقین میری خلیفہ اول کی خلافت کا انکار کرینگے اور خانہ جناب فاطمہ پر ہجوم کرینگے اور پہر بزور غصب خلافت کرین گے
اس لیئے کہ خلیفہ ثانی اوس گہر کے جلانے کے لیئے آگ اور لکڑیان جمع کرینگے کما فی ازالۃ الخفا اور پہر یہی منافق خلیفہ
ثانی اور ثالث کو بہی قتل کرینگے الغرض نہ خدا ہی نے اپنی علم ازلی ماکان و مایکون سے کچھ منافقون کا تدارک کیا نہ رسول
ہی نے باوجودیکہ علم وحی و الہامی سی حضرت عثمان کی شہادت کی خبر دیگئی تھی اور اونکو وصیت بصبر کر گئے تھے مگر کچھہ
تدارک نہ کیا پہر اگر اماموں نے بہی علم ماکان و مایکون پر عمل نہ کیا اور منافقین سی محترز نہوے تو کوئی امر بیجا نہین کیا
کہ خدا اور رسول کی پیروی کی اور جناب رسول خدا نے تو قطع نظر علم وحی اور الہام و ماکان و مایکون سی جن منافقون
کا نفاق علی رؤس الاشہاد ظاہر ہو گیا تہا اونسے بہی تو وہ حضرت ترک صحابت نکرتے تہی بلکہ بنظر مصالح وقت نہ اونکو
قتل کرتے تھے نہ اونسے احتراز فرماتے تھے چنانچہ سابق مین صحیح بخاری سی گذرا کہ جس منافق کو عمر قتل کرنا چاہتے
تھے حضرت اوسکے قتل سے مانع ہوئے اور فرمایا دعہ لئلا یقول الناس ان محمدا یقتل اصحابہ باوجودیکہ بعلم ماکان و ما
یکون جانتی تھی کہ اوس سی ایک گروہ منافق پیدا ہوگا کہ قرآن فقط اونکی زبانون پر رہیگا اور اونکے گلے کے نیچے
نہ اوتریگا جیسا کہ صحیح بخاری مین ہی اسپر باوجود علم ظاہری و باطنی نفاق اور سعی و سفارش عمر باوفاق اوسکی تدارک
سے در گذر کیا اور اسیطرح باوصف ممانعت عمر سر گروہ منافقین کے جنازہ پر نماز پڑہی تہی اور زجر و توبیخ
عمر کے لیئے استغفار بہی کی اپنا قمیص خاص بہی کفن کے لیئے عنایت فرمایا بلکہ اوسکا سر گود مین لیا اور لعاب دہن

منھ مین دیا یا حالانکہ یقیناً حضرت کے نزدیک خدا کے نزدیک تمامی صحابہ کے نزدیک وہ منافق اور سرگروہ منافقین
ظاہری تہا وہ کون عبد اللہ بن ابی اور غزوہ تبوک کے بعد چودہ منافقون نے جنکی اکثر افراد آپکی عشرہ مبشرہ مین شامل ہین حضرت
کو قتل کرنا چاہا اور حضرت نے حذیفہ کو بہیجوا دیا اور تاکید تمام فرمایا کہ یہ منافق اس اُمت کے ہین سبکو انکا نام بتانا
نہین باینہمہ ظہور نفاق نہ حضرت نے انکو قتل کیا نہ انکی تفضیحت کی تو ائمہ ہدی علیہم السلام کیونکر اپنی جد امجد
کی سیرت کے خلاف رفتار فرماتے اور سابق مین قول امام نووی کا ہمنے نقل کیا کہ ہمیشہ وہ حضرت ایذائی منافقین
پہ صبر کرتے تھے اور انکو قتل نکیا لانہم کانو معدودین فی الصحابہ ویجاہدون معہ اما حمیۃ او لطلب الدنیا وقدمر
قولہ کہ موافق اصول شیعہ کے لفظ کفر کا اطلاق حضرت عمر پر نہین ہوتا **اقول** نہین حضرت موافق اصول
شیعہ کے ضرور ہوتا ہی یہ کسنے آپسے کہا کہ شیعہ انکو کافر نہین کہتی مرتد نہین کہتی یہ سب کہتی ہین مگر ظاہر کا
مشرک بت پرست نہین کہتی اور اگر مرضی مبارک ہو تو یہ بھی کہنی لگین اور انکا کچھہ نہ بگڑے اسلیئے کہ نکاح ساتھ
مشرکین کے بھی حالت جبر و اکراہ مین صحیح ہی گو حالت اختیار مین بخوشی خاطر صحیح منہو من ادعی بطلان النکاح
فی الجبر والاکراہ فعلیہ الدلیل **قولہ** اور انکا مظہر اسلام اور متمسک تمام شریعت **اقول** یون فرمایئے کہ
انکا ظاہر مین مظہر اسلام اور مظہر تمسک بشریعت ہونا ثابت ہوتا ہے نہ مسلمان ہونا حقیقت مین اور تمسک
ہونا واقع مین اور یقین ہی کہ حضور کو بھی انکی اسلام ظاہری سے انکار نہوگا اسلیئے کہ اسلام حقیقی کا اقرار اور اسلام
ظاہری سے انکار بنا بر آپکے مذہب کے ہو نہین سکتا اسلیئے سواد اعظم کے امام اعظم نے بقیاس نفاق یکتم ایمانہ
کو مین نفاق فرمایا ہی اور جب باتفاق فریقین عمر مظہر اسلام ٹھہرا تو درمیان انکے اور مشرکین کے فرق نہ کرنا
مقتضا طلب ہی کو نسا اور ہے **قولہ** فرض کرلین کہ انکے مذہب مین نکاح کردینا ساتھہ ناصبی کے مومنہ اور عارفہ
کا بھی جایز ہے **اقول** جبر و اکراہ سے نہ خوشی خاطر سے **قولہ** حضرت عمر کے نفاق و بدعت سے کیونکر
انکار کرینگے **اقول** قصور تو ہوگا ہرگز ہرگز انکار نہ کرینگے بلکہ اشد نفاقا و کفرا و بدعۃ کہے جائینگے اگر حضرات
اہلسنت بھی اسکو قبول کرلین فنعم الوفاق اور اگر قبول نہ کرین تو حضرت عمر اونسے بہتین کیونکہ خود بدولت تو بطلب
شرعی فرماتے ہین باللہ انا من المنافقین کما فی المغنی للذہبی یعنی خدا کی قسم مین منافقون سے ہون اسپر بھی انکے
اُمتی لوگ نہین مانتے اور خلیفہ دوم کی تکذیب کرتے ہین خیر اس تکذیب سے بھی خلیفہ دوم کا نفاق ثابت ہوا

واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون **قولہ** سب توجیہات جو معاملہ نکاح ام کلثوم مین کی ہین عبث اور فضول اور بیکار ہوئی جاتی ہین **اقول** ہرگز نہین بلکہ اور چُست و درست ہوتی ہین کیونکہ منافقون مین یقیناً کل احکام ظاہر بقول خود مخاطب جاری ہین **قولہ** اسلیے کہ جو شناعت نکاح مین ساتھہ کافر کے ہے اوس سی بڑھکر قباحت نکاح مین ساتھہ منافق کے ہے **اقول** کوئی دلیل اپنی دعوائی کاذب پر تمنے قایم نہ کی کاش جسقدر قباحت نکاح مشرک مین تھی اوسی قدر تم نکاح منافق مین ثابت کردیتے کہ دونو مساوی ہوجاتے اور جب مساوات ہی نہین ہی تو اوس سی بڑھکر قباحت کہان سے ثابت ہوگی صاحب نزھہ اعلی اللہ مقامہ اسی عبارت مین جسکی حضرت مخاطب ایک سطر بعد ناقل ہین بالتصریح اسکا انکار فرماتی ہین کہ نکاح مشرک و نکاح منافق یکسان نہین ہی اسلیے کہ آیۂ لا تنکحوا المشرکین کو فقط حرمت نکاح مشرک پر دلالت ہی نہ حرمت نکاح منافق پر اور حرمت تزویج با منافق پر دلیل قایم نیست اور جس شی کی حرمت پر دلیل قائم نہین وہ اصل اباحت پر باقی ہی پس حکم مباح اور حکم حرام ایک نہین ہوسکتا پس فرمانا مخاطب کا کہ ایک کی قباحت دوسری کی قباحت سے بڑھکر ہے محض غلط اور پوچ اور لغو اور باطل اور مہمل ہی خصوصاً در صورتیکہ آپ خود قایل ہین کہ کوئی قباحت عقلی نہین صرف قباحت شرعی ہی پس بدون اثبات قباحت شرعی کے جسکے لیئے نص صریح درکار ہے آپ ایسا دعوی نہین کرسکتے **قولہ** چنانچہ خود صاحب نزھہ اثنا عشریہ نے اسکا اقرار کیا ہی **اقول** خدا جھوٹھے کے منھہ کو قبر دہن کشادہ امام اعظم کری اور راوپر نادری غضب گرے کیسی جعلساز و دغاباز کے کہنے مین آپ پڑے ہین جو چھتیلے کی کاٹ چھانٹ لفظون مین دکھاتا ہے اور بخیانت و بیحیائی و بیغیرتی جو مشی کو حرمتش بناتا ہے اور احمق من الہبنقہ اسقدر نہین سمجھتا کہ سیاق وسباق اوسکے مکر و فریب کو کہلوائیگا اور ہر خاص و عام سے اوسکے منھہ پر تھکوائیگا **قولہ** فی العبارۃ المنقولہ مراد از کافر وقول را **اقول** صحیح عبارت یون ہے مراد از کافر وقول او **قولہ** فیہا و از کافر تناول گویند **اقول** سبحان اللہ کیا لیاقت ہے کیا فہم عالی ہی عبارت خوانی کا ختم ہی بیانی حضور کے امثال پر ختم ہی ہاہم اس فقرہ کی معنی سمجھتی تم اسکا تناول کنندگان لحم خنزیری و متناولان و نوشندگان پیالہ خمری اور نثاربان شراب حمایت عمری کے لیئے مخصوص ہی خدا جانے کس مشرک نے تناول کیا اور اس تناول نے اوسکو کیا مزا دیا باللہ عبارت صحیح تحریر فرمایا کیجیئے ہر گہڑی نشے کی نہ لیجیئے **قولہ** فیہا اگرچہ حرمتش در حقیقت

عظیم ترست **اقول** اصل عبارت ترجمہ یون ہی اگرچہ جرمش در حقیقت عظیم ترست لفظا جرم کو کہ بمعنی گناہ ہی کسی
رو سیاہ نی حرمت پڑھا اور اوسپر بناکر کے کیا کیا بےتکی باتین کہی ہین خدا کے قدرت یاد آتی ہی کہ بیسے گدھون کو
مونہ بھوک کہلاتا ہی ع آدمیان گم شدند ملک خدا خر گرفت ٭ ابلہان را ہمہ شربت ز گلاب و قندست ٭ قوت
دانا ہمہ از خون جگر می بینم ٭ اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان ٭ طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم ـ **قولہ** ہم اونکا
دل وجان سی شکر ادا کرتے ہین **اقول** البتہ مقام شکر گذاری ہی کہ اگر وہ لفظا جرم نہ لکھتے تو آپ اوسکو حرمت بناکر
کیونکر اسقدر جھک مارتے لیکن ایسی جھک مارنے سے آپ کو کچھ نہ ملا **قولہ** اور اپنی ممنونی ظاہر کرتے ہین **اقول**
آپ تھوڑی سی اپنی ممنونی ظاہر کرینگے تو ہم بہت بڑا ممنونا اپنا ظاہر کرتے ہین کہ ہمکو آپکی اس تحریر جہالت اور تقریر
حماقت نی حاجت اثبات جہالت مخاطب سی مستغنی کر دیا **قولہ** اسپر ہمارا یہ جواب ہوتا **اقول** کسقدر مربوط کلام
ہی کذاب دہلوی نی کہا کہ بیٹیان کافرونکو دین علامہ نے کہا کہ تو جھوٹا ہے کسی کافر مشرک کو نہین دین بلکہ اگر
دین ہونگی تو کسی کافر منافق کو دی ہونگی اور حرمت تزویج منافق پر کوئی دلیل قائم نہین اوسکے جواب مین
مخاطب صاحب فرماتی ہین جواب اونکی تکذیب کا یہ ہی کہ حرمت نکاح کافر پر کوئی دلیل عقلی نہین سبحان اللہ سوال
از ریسمان و جواب از آسمان اسی کو کہتے ہین جو کہے کہ شاہ صاحب جھوٹھے ہین کسی کافر کو بیٹی نہین دی تو اوسکا
جواب یہی ہی کہ حرمت نکاح کافر پر کوئی دلیل عقلی نہین معلوم نہین کہ دروغ شاہ صاحب کو عدم حرمت دلیل
عقلی سی کیا علاقہ ہے کہ جس سی وہ سمجھے ہوئے ہین **بیت** ای خدا از عقل و دین بیگانہ است ٭ اندکے
عقلش بدہ دیوانہ است ـ ہمارے حضرت مخاطب کی جنون کا کوئی علاج نہین ہی جز اسکے فصد اکحل ہو یا
حقنہ کا عمل **قولہ** کوئی دلیل عقلی نہین **اقول** ارے حضرت تمکو دلیل عقلی سی کیا واسطہ تمہارے علما تو حسن و قبح
عقلی کے قائل نہین اور صاحب علم اگر کوئی جو افحام الرسل سے مفحم و ملجم ہوکر قائل بھی ہوا ہے تو مستلزم علت
و حرمت شرعی نہین جانتا پھر اگر حرمت عقلی سی کیا واسطہ ہان شیعہ لوگ سی البتہ بحث کرتے ہین جیسا کہ تقریر
حضرت مولانا صاحب مد ظلہ العالی سے بعینہ ہین گذرا آپ وہین سے سارق اور اپنے دین سے مارق ہین **قولہ**
حرمت قباحت شرعی ہی اور وہ قباحت منافق کے ساتھ نکاح کرنے مین موجود **اقول** آپ محض غلط فرماتی ہین
[illegible] صاحب [illegible] فرماتی ہین کیونکر حرمت و [illegible]

منافق و لیکی قایم نہیست پس جب آپکو اسکا دعوی ہی کہ قباحت شرعی نکاح منافقین مین موجود ہی تو اوسکی سند دیجیئے
اور بتلائیے کہ کونسی قباحت ہی اور کہان اسکا حکم ہے کہ منافق سے نکاح نہ کرو حالانکہ آپ خود آگے چلکر قایل ہوتے
ہین کہ منافقین پر احکام اسلام بسبب ظاہر شریعت جاری ہین پس کیا نکاح آپ کے نزدیک احکام اسلام سی خارج
ہی جو آپ منافقین کو اس سی خارج کرتے ہین **قولہ** بلکہ کچھ زیادہ ہی **اقول** جب اصل ہی نہین ہی تو کچھ زیادہ
کہان سے ہوگی **قولہ** وہ خود حضرت نے فرما دیا **اقول** کہین عبارت صاحب نزھہ مین نہین ہی کہ وہ قباحت
منافق کے ساتھ نکاح کرنے مین بھی موجود بلکہ کچھ زیادہ ہی حضرت سلامت لفظ قباحت کا تو کہین نام ہی نہین ہی
ہان لفظ جرم ہے اور اوسکو مخاطب نی اپنی حماقت و جہالت سے یا کسی کے تصحیف سی خلاف سیاق و سباق
حرمت پڑھا تو یہ قصور اونہین کے جہالت و حماقت کا ہے **قولہ** اعتراض صاحب تحفہ کا اوس سے اور
مدلل ہوگیا **اقول** ہان جھوٹھا ہوتا صاحب تحفہ کا دعوائی نکاح بنات با کفار مین مدلل ہوگیا اور ثابت
ہوگیا کہ شاہ صاحب از سر تا پا جھوٹھے ہین اور تم اونکے حامی انتہا کے خامی رکھتے ہو جرم کو حرمت پڑھتے ہو
اور بے جوڑ توڑ باتین بکتی ہو **قولہ** باقی رہا یہ امر کہ احکام منافقین نسبت کافرونکے ظاہر شریعت مین
سخت نہین ہین **اقول** اسیوجہ سی منافقین سی نکاح جایز اور کافرون سے ناجایز ہوا پس حرمت
نکاح منافق کہان سے اور قباحت نکاح منافق کہان سے نکلی **قولہ** اسکا جواب یہ ہی **اقول** اس جواب کا جواب
یہ ہی کہ اسکا جواب نہ دیا جائے سے آنست جوابش کہ جوابش نہ ہی۔ حضرت سلامت جواب یا کسی سوال کا
ہوتا ہی یا اعتراض کا یہان پر نہ کوئی سوال ہی نہ کوئی اعتراض ہی جسکا مخاطب صاحب جواب دیتی ہین طرفہ یہ کہ
قول صاحب نزھہ کہ احکام مشرکین و منافقین ایک نہین ہین اسکو ہمارے مخاطب قبول فرماتی ہین بلکہ اوسکی
وجہ بیان کرتے ہین چونکہ ایک بظاہر مسلمان اور دوسرا بظاہر کافر ہے اسلیے حکم ایک نہین ہی لیکن معلوم
نہین کہ اسوجہ کا نام جواب کیون رکھتے ہین جواب تو ناقص قول کو کہتی ہین نہ علت مثبتہ قول کو عجب حال ہے جو
شخص اپنی بات کی تشخیص نہین کر سکتا کہ مین کس بات کا جواب دیتا ہون کہ اوسکی وجہ بیان کرکے اوسکو مستحسن موجہ
کرتا ہون وہ نا مشخص دوسرونکی بات کیا سمجھیگا **قولہ** اور احکام شریعت ظاہر پر جاری ہین **اقول** جب احکام
شریعت ظاہر پر جاری ہین تو نکاح با منافق بھی بظاہر شریعت پر جاری ہوگا اس لیے کہ ہر منافق ظاہر مین مسلمان

ہی کو باطن مین اکفر الکفرہ ہو **قولہ** کوئی شخص سوائی خدا کے علم غیب نہین رکھتا **اقول** یہ بات سچ ہی کہ خدا نی کسیکو
اپنی علم غیب سی آگاہ نہین کیا فلا یظہر علی غیبہ احدًا الا من ارتضی من رسول پس جو لوگ کہ علم غیب نہین رکھتی وہ تو
ضرور ہے کہ ظاہر پر عمل کرین پس لئی کہ باطن کو نہین جانتی لیکن جو لوگ کہ علم غیب رکھتی ہین اور باطن کو جانتے ہین
او پر حضرت مخاطب ظاہر شریعت پر عمل کرنا جایز نہین جانتی اور ظاہر ہی کہ خدا غیب کو جانتا ہی اور اپنی رسول کو بھی کسیقدر
اوس سی آگاہ کیا ہے پس خدا اور رسول پر واجب و لازم تہا کہ منافقین کو قتل کرتے قبل ظہور نفاق مگر اونہون نے
تو بعد ظہور نفاق بھی قتل نکیا بلکہ دوسرونکو خصوصًا حضرت عمر کو ہمیشہ منع کیا اور غزوۂ تبوک کے منافقون کا نام بھی
کسی کو بجز حذیفہ نہ بتایا اور اونسے مخالطت رکھی اور اونکے جنازہ پر نماز پڑھی اور اونکے واسطے استغفار
کی گو خدا نے کہا کہ ستر استغفار بھی قبول نہ کرونگا کما مرت الاشارۃ الی کل ذلک فتامل فانہ ینفعک فیما یاتے
فی القول الآتی **قولہ** شریعت نی نظر بر ظاہر اسلام اونکے قتل کا حکم نہین دیا **اقول** ہملو نہین معلوم کہ شیخ شریعت
خانصاحب کونسی حاکم آپ کے بزرگوارون مین تھی کہ وہ بھی قتل کا حکم دیا کرتے تھے ہمارے نزدیک تو بمقتضای
ان الحکم الا للہ سوای خدا کے کوئی حکم قتل و عدم قتل دینیوالا نہین اور وہ حاکم حقیقی اپنی علم غیب سے منافقونکے دل کا
حال خوب جانتا تہا پس باعتبار اپنے علم غیب کے بنا بر آپکی رائی شریف کے اوسپر واجب و لازم تہا کہ اپنی پیغمبر کو اور
کل مومنین کو حکم دیتا کہ فلان اور فلان منافق کو جو تمھاری قابو مین ہین قتل کرڈالو اور اگر شاید پیغمبر اور مومنین حکم
تعمیل حکم مین مساہلت کرتے تو ملک الموت کو حکم دیتا کہ فورًا بوجیع الفواد اونکی روح قبض کر کے چھٹی کردیں لیکن
خدا نی ایسا نکیا اور منافقونکو باقی رکہا اور اونسے نکاح کو مثل نکاح مشرکین منع نہ فرمایا بلکہ باعتبار اباحت اصلیہ
کے جایز رکہا تو سب مخاطب کا جھک مارنا بیکار ہوگیا **قولہ** آئمہ کرام کو علم ماکان و یکون حاصل ہوتا ہے **اقول** مطابق
اصول شیعہ علم آئمہ علیہم السلام ماخوذ تہا علم رسول اللہ سے اور اونکا علم ماخوذ تہا خدا سے کہ بمقتضای الا من ارتضی
من رسول فی الجملہ اپنی علم غیب کو کسی کو مثل ایک قطرہ کے ہے بحر ذخار و دریائی ناپیدا کنار علم امکانی یزدانی
سی آگاہ فرمایا تہا ع وہ کو نیست یکے قطرہ و در بحر علم ۔ مگر تم ایسے جاہلون کو خدا نے اپنی معرفت اور اپنے
رسول کی معرفت اور امام کی معرفت سے محروم رکھا ہی تم ان باتونکو کیا سمجھوگے تم وسعتی جلا ہونکی پنچایت
جانو جیسے ابوبکر سے جاہل سالہٴ بت پرست کو خلیفہ بنایا کرتے ہو بہر کیف ہم بیان کر چکے کہ جو لوگ علم غیب رکھتی ہین

اونکوکوئی ضرورت نہین ہی کہ ہر وقت اپنی علم غیب ہی پر عمل کیا کرین بلکہ بمقتضای مصلحت وقت کاربند ہوتے تھے
کبھی علم غیب پر عمل کرتے ہین کبھی اوسپر عمل کرنا خلاف مصلحت وقت جانتی ہین خصوصًا مقامات اتمام حجت مین تو
اوسپر عمل جائز ہی نہین ہی بالجملہ جبتک تم کسی دلیل سی ثابت نہ کروگے کہ علم غیب والے کو عمل اوسکی مقتضی پر ہر وقت
واجب و لازم ہی اوسوقت تک تمہارا ایک بک کرنا قابل سماعت نہین ہوسکتا ہی ہم سب باتونسے قطع
نظر کرکے فقط ایک بات حضور والا سے پوچھتے ہین للّٰہ و للرسول منصفانہ جواب دیجیے کہ اسمین شک نہین کہ
پیغمبر خدا صلوات اللہ علیہ وآلہ کو خواہ بوحی خواہ بالہام خواہ بتعلیم ملک ان وجوہ خواہ بظہور علامات نفاق حضرت صدیقہ
بی حمیرا کا حال بخوبی معلوم تہا اسی سبب سے اونکے بیت الشرف یعنے دولت خانہ بہجت کاشانہ کیطرف اشارہ
کرکے فرمایا من ھنا تطلع قرن الشیطان یعنی شیطان کے سینگھ یہین سی نکلینگے پھر فرمایا کہ میری ازواج سی ایک ذات شریفہ
میری وصی سی لڑنے جائینگے اور لشکر کے کتونکو دیکھکر کہتی حواب کس کا نام ایک مقام کا ہے بہونکے گے پھر فرمایا
آیا کہ ان تکونی یا حمیرا یعنی ڈر اس بات سی کہ وہ عورت تو ہے ہوای حمیرا خیانچہ ان احادیث کی تصحیح آپکے
علمائی اعلام نی کی ہی اور حواب کے کتون کا بھوکنا اور پچاس گواہ جھوٹی قایم کرنا مرشد زادہ سلطان عبد اللہ
زبیر کا کہ یہ حواب نہین ہی کل مورخین معتمدین نی لکھا ہے الحاصل جناب رسولخدا کے ان حالات پر مطلع ہونین
کوئی مسلمان شک نہین کرسکتا اب ہم مخاطب والاخطاب سی پوچھتی ہین کہ جناب رسولخدا نی اس علم
باطنی یا علم ظاہری کے مقتضا پر کیا عمل کیا اور جسکے فتنہ و فساد سی اٹھارہ ہزار مسلمان قتل ہوگئے اوسکے
دفع کی کیا فکر کی عمدہ بات تو یہ تھی کہ ایسے مایۂ شقاق و نفاق کو گردن زدنی سمجھکے قتل ہی کر ڈالا ہوتا کہ جان
اٹھارہ ہزار مسلمانون کی بچ جاتی اور اگر خیر یہ نہین کیا تہا تو اوسے اجتناب و احتراز کرنا اور اونکو دولت دنیا
اور اوسسے عداوت رکھنا اور اوسسے قرابت نکرنا آنحضرت پر بقول مخاطب والاخطاب واجب و
لازم تہا لیکن یہ کچھ نہ کیا بلکہ بجائی اجتناب اوس جناب نی ہمدوشی اور ہم آغوشی سی کامیاب اور زلال
وصال سی سیراب اور مزرع آمانی و آمال کو شاداب کیا اور بجائی احتراز محبوبۂ طناز سے ہنگامۂ راز و نیاز
گرم رکھا اور اوسکو ہمراز و دمساز و ہم آواز بنایا اور بجائی ذلت ایسی عزت دی کہ اپنے سر چڑھایا
اور کندھے پر سے ناچ دکھلایا اور بجائی عداوت اونکو پیار کیا اور محبت کی بلکہ پیار سے حمیرا کہا اور

بجائی اونکی قرابت مقاربت کے اور بجای مفارقت ومجانبت مواصلت وموانست کی ہی کاش اس علیشیر حسنت
کرکے بعد مثل حفصہ کے ایک طلاق رجعی دیدیا ہوتا کہ مخالفت قرن فی بیوتکن سی کچھہ بھی توڑتین اور مثل شمشیر
برہنہ گھر سے باہر نکلتین اور مثل حفصہ گھر بیٹھے بیٹھے فکر فراہم آوری لشکر کرتین حضرت قصور ہوا معاف
کیجیئے رسول اللہ نے سب کچھہ کیا طلاق بھی دیا بلکہ جناب امیر کو انکے طلاق دینی کے لیئے اپنا وکیل کیا مگر
واہ ری مردانگی اس علامہ دوران ام الصبیان کے کہ صرف اس گھمنڈ پر کہ رسول اللہ کو بجز میرے کوئی
دوسری باکرہ نملی شیر یزدان سی لڑنے پر تیار ہی ہوگئین ہزاروں کی جانین لین سیکڑونکو قتل کرایا بالجملہ جو کچھہ مجتہد
صاحب ان مخالطات باعلی کا جواب ہمکو دینگے وہی جواب ما نحن فیہ مین ہمسے لینگے فما ہو جوابکم فہو جوابنا اسجگہ
ذکر لفظ حمیرا زبان قلم سے نکلگیا اسلیئے نزہت خاطر مومنین کیواسطے وجہ تسمیہ جو بعض ظرفائی شیعہ نے برجستہ
بیان کیا ہی وہ عرض کیا جاتا ہے ایکدن ایک سنی شریف اور ایک شیعہ ظریف کے درمیان مین ذکر حضرت عائشہ صدیقہ
کا آیا سنی صاحب نی کہا کہ وہ ایسے صاحب شرف ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو حمیرا کہکے پکارتے تھے شیعہ صاحب نے
کہا کہ پھر اسمین شرف کیا ہی حمیر تصغیر ہے حمیر کی جو بمعنی خر ہے جیسا کہ قرآن مین ہی ان انکر الاصوات لصوت الحمیر الف ممدودہ
یا مقصورہ تانیث کا اوسمین بڑھاکر حمیرا کہا یعنے چھوٹی گدھی اور تصغیر واسطے تحقیر کے بھی ہوتی ہی پس گدھی کی گدھیا ہوگئی
پھر شرافت کیا ہوئی ہر چند یہ بات فقط از راہ ظرافت ہی مگر برجستہ بیانی اونکی موجب خندہ صغار وکبار حضار ہوی اور
واقع مین یہی ہی کہ حمیرا تصغیر ہے حمرا کی جو مونث ہی احمر کا کہ بمعنے سرخ ہی اور چونکہ حضرت عائشہ کے دونو گال مثال چقندر
یا سیب سندرال لال برنگ آل وگلال تھی اس لیئی انکو حمیرا کہتے تھے اور بلحاظ سرخی رنگ کی بعض شعرائی ترجمہ حمیرا کا
بی للو کہا ہی جہان حدیث صحیح ترمذی کو جسمین مضمون بی عائشہ کے ناچ دکھلانیکا ہے ذکر کیا ہے جیسا کہ فرماتی ہین بیاسی
ابھی للو تماشا دیکھتے ہین یا تمہارا رقص کرنا دیکھتے ہین - یہ تو مومنین نی جان لیا اب سنیئے کہ بی حفصہ کو شیعہ بی کلو کیون
کہتے ہین پس لیجیئے کہتے ہین کہ اونکا کالا رنگ تھا کہ حبشیہ سی ماخوذ تھا اور وہ بی حبشن بنابر قول بعض نسابہ حضرت عمر کے
دادی بھی تھین اور نانی بھی تھین پس یہ رنگ حضرت عمر تک بوراثت پدری اور بوراثت مادری پہونچا اور اونسے
اونکی صاحبزادی نی لیا غرض انہین بی للو اور بی کلو کا نام زبانون پر فسانہ ہی اور ان دونو کی جوڑی برابر مثل دو دندانہ ثانیہ
ہی اور ہر ایک آپسمین ملکر دوگانہ ہی اور شیعونکے نزدیک قتل رسول خدا مین یگانہ اسیسے بضرورت مصلحت قتل ضرورت

رفتن بپائخانہ ہی گویا انکے پاس جانا پیشاب کرنے کے لیے بیت الخلا جانا ہے **قولہ** اونکی ساتھ اسیطرح پر برتاؤ کرنے
کے لیے آیات قرآنی نازل ہوئین **اقول** گو کاذب دنیا مین بہت ہین مگر حضرت مخاطب سے کذاب کمتر ملینگے برتاؤ
پر بالعموم نہ کوئی آیت نازل ہوئی نہ پیغمبر نے یہ برتاؤ منافقون سے کیا بلکہ بارہا عمر کو اونکے قتل سے باز رکھا اور باوجود منع
عمر ابن ابی منافق کے جنازہ پر نماز پڑھی اور رات دن منافقین صحابہ انحضرت کے صحبت مین حاضر رہتے تھے
جیساکہ امام نووی کی عبارت مین گزرا ولم یقتلهم لانهم کانوا معدودین فی اصحابه یجاهدون معه اما حمیةً او لطلب
الدنیا یعنے جناب رسولخدا نے منافقین کو قتل نہین کیا اسلیئے کہ انحضرت کے اصحاب کے شمار مین تھے اور انحضرت
کے ساتھ شریک جہاد ہوتے تھے یا حمیت قومیت یا بطمع حصول دنیا انتہی پس جس برتاؤ کو مخاطب صاحب نے
فرمایا وہ جناب رسولخدا نے ہرگز نہین کیا مخاطب محض جھوٹے ہین طرفہ یہ کہ فرماتے ہین کہ اسی طرح پر برتاؤ
کرنیکے لیئے آیات قرآنی نازل ہوئین اس برتاؤ پر بالعموم کوئی ایک آیت قرآنی بھی نہین ہی آیات قرآنی بصیغہ
جمع کہانسے آوینگی اور کوئی آیت قرآنی نہونی پر دلیل یہی کافی ہے کہ اگر آدھی آیت بھی ہوتی تو جناب رسولخدا ضرور
اوسپر عمل فرماتے کسی جھوٹے سی کتاب مین دکھا دو کہ جناب رسولخدا نے فلان منافق کو مارا اور فلان کو نکالا
اور کسیکو ذلت دی اور کسیکو فضیحت کی اور کسی کا جنازہ بے نماز و بے غسل بیکفن دفن کرایا تمھاری منھ مین خدا نے
لگام نہین دی ہی جسقدر جی چاہے جھوٹ بکتے چلے جاؤ مگر جب کوئی ثبوت طلب کریگا تب جھوٹے کا منھ کالا اور سچے کا
منھ نور نور سے چمکنے والا اور جھوٹے کا قول پست اور سچے کا بول بالا انشاء اللہ تعالے ہوگا یا حضرت اگر
آپکو میرے قول مین شک ہو تو اپنے ادنی چودہ بارہ بارہ منافقون کا نام بتایئے جنہون نے شب غزوہ تبوک حضرت
کو قتل کرنا چاہا تھا اگر رسول اللہ نے ظاہر کیا تھا تو عمر صاحب کیون بار بار حذیفہ سے باصرار پوچھتے تھے کہ مین بھی
منافقون سے ہون یا نہین **قولہ** بلکہ جسطرح پر جہاد کرنے کا حکم اوپر کفار کے ہوا اوسی طرح پر اوپر منافقون کے
ہوا **اقول** ابتلک ہم حضور کو فقط مفتری علی اللہ مکار کاذب کہتے تھے مگر اس قول مین جہل مرکب کا
راکب بھی کہتے ہین آپ یہ نہین سمجھتے کہ حکم جہاد کا ساتھ کفار و منافقین کے آیا حکم عام تمام شامل جمیع ازمان اشخاص
تھا یا ایک حکم خاص مقید بقیود و شروط تھا کوئی جاہل بھی نہ کہیگا کہ یہ حکم علی العموم تھا اگر حضرت پر [illegible]
ہر دم اور ہر لحظہ ہمہ آن اسی کام مین مشغول رہین اور سب کاروبار دنیا و آخرت کو چھوڑ دین یہانتک کہ

وقت خلوت عائیشہ وحفصہ بھی کافر کشی سے باز نہ آوین گو ہم کفار شہادت پاوین اور جب یہ نہوا تو ضرور ہی کہ مقصود یہ ہو کہ جب محل وموقع جہاد کا کافرون سے یعنے اوسکے قیود اور شروط پائے جاوین تو کافرون سے جہاد کرو اور جب محل وموقع منافقین سے جہاد کا ہو یعنے قیود وشروط پائے جاوین تو اونسے جہاد کرو اور قیود وشروط سے جسطرح وجود اعوان وانصار وعدم عوائق وموانع ہی اوسیطرح بغاوت وسرکشی وعدول حکمی وپیمان شکنی وایذا دہی مومنین ہی پس کفار نے اکثر ایسا کیا تو آنحضرت نے اونکی سزا دہی کیواسطے سیفی وسنانی جہاد فرمائی اور منافقین نے چونکہ مثل کفار کے بغاوت اور سرکشی نہین کی اسلیئے اونسے جہاد سیفی وسنانی کی نوبت نہین آئی اور جہاد لسانی تو آن حضرت نے مادام الحیات کفار ومنافقین وفساق وفجار اور جمیع مخالفین احکام خدا سے بروقت محل وموقع فروگذاشت نہین فرمایا اسی سبب سے جہاد کفار مین مفسرین نے قید بالسیف لگائی ہی اور جہاد منافقین مین اختلاف کیا ہے بعضون نے فقط باللسان بوعظ وپند کہا ہے جیسا کہ تمہارے مفسرین سے جبائی نے کہا ہے اور بعضون نے باقامت حدود شرع وتعزیرات زیادہ اورون سے اور بعضی لوگون نے بقدر امکان کہا ہے یعنے اگر ممکن ہو اور کوئی مانع نہو تو بالید والا فباللسان والا فبالجنان یہ قول ابن مسعود کا ہے بمفسرین سنیان سے بہرکیف باتفاق مفسرین ومورخین جناب رسولخدا نے کسی منافق سے جہاد سیفی وسنانی نہین کیا اور کسی منافق کو قتل نہین کیا بلکہ اموال جزیلہ اونکو تالیفاً للقلوب عطا فرماتے تھے پس مطلق منافقین کے ساتھ جہاد اگر بتاؤ کفار کا کرنا محض ورفع بفیروغ ہی بلکہ جنکا نفاق کھلگیا مثل ابن ابی کے اوسکے ساتھ بھی وہ برتاو جو مخاطب نے کہا محض کذب وافترا علی اللہ والرسول ہی فلعنۃ علی الکاذبین خلاصہ مخاطب کو ضرور ہی دو ایک منافق کا بھی نام لینا چاہیئے جنسے حضرت نے تلوار کی ہو اور جہاد سیفی فرمایا ہو خاتمہ بحث مین یہ بھی کہنا ضرور ہے کہ شاہ عبد العزیز نے جو دعوی کیا ہے کہ حضرت سکینہ کا عقد مصعب بن زبیر سے ہوا تھا محض غلط اور سراسر افترا ہے کسیطرح کتب احادیث صحیحہ وتواریخ معتبرہ سے ثبوت اسکا نہین ہی

قال المخاطب المقمقام ہداہ اللہ سبل السلام

غرضکہ جب اون منافقونکا جنکے نفاق کا حال معلوم ہوگیا حال مثل کفار کے ہوا در جہاد بھی انپر واجب ہوا

اور اونپر غلظت اور شدت بھی مثل کفار کے کرنیکا حکم ہو تو پھر نکاح مین درمیان کفار کے اور اون منافقون کی
کیا فرق رہا اب سوائی اسکی کہ یا حضرات شیعہ حضرت عمر کو منافق نہ کہین اور اس کلمہ کفر کے کہنے سے باز آوین یا کہ
اس نکاح کو حرام جانئین دوسرا کوئی علاج نہین ہی اگرچہ علمائی شیعہ نے اس معاملے مین عوام کے فریب دینی کو اور جاہلونکو
سمجھانیکو بہت ابلہ فریبی کی تقریر کی ہی اور حضرت عمر کو مظہر اسلام کہکر اس نکاح کا جواز ثابت کیا ہی لیکن یہ فریب ذراسی
بات مین کھلا جاتا ہے اور یہ سب طول طویل اونکا ایک ادنی بات مین ہباءً منثورًا ہوا جاتا ہی یعنے ہم ایک استفتا کرتے ہین
اسکا فتوی لکھدین اور جو بات ہم پوچھتے ہین اوسکے جواب مین صرف لا یا نعم فرمادین وہو ہذہ کیا فرماتے ہین جناب
قبلہ و کعبہ ان دو مسئلون مین جنمین سی پہلا یہ ہی کہ ایک منافق جسنے خدا کے کتاب مین تحریف کی جسنے پیغمبر کے سلنت
کو بدلا جسنے حضرت فاطمہ علیہا السلام کا حق غصب کیا جسنے معصومہ کے جسم اطہر پر ایسا صدمہ جسمانی پہونچایا کہ اونکی
معصوم بچہ شہید ہوا اور جسنے سیدۃ النساء کا حق نہ دیا اور اونکو جھوٹھا جانا اور اونکا دعوی ارث پدری کا
نہ سنا اور جسنے امیر المومنین علی علیہ السلام کا حق غصب کیا اور جسنے اونپر جبر و ظلم کیا وہ ایک مومنہ عارفہ کے
ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے جائز ہے یا نہین دوسرا مسئلہ ایک مومن نے جسکو خدا نے ذاتی شجاعت اور شرافت
مین یکتائی روزگار پیدا کیا ہے اور جسکے بازو کو قوت اور طاقت قلعہ شکنی کی دی ہی اور جسکو جرأت دس ہزار
جنگی سوار کے ساتھ لڑنیکی دی ہی اپنی بیٹی مومنہ عارفہ کا نکاح ایک منافق مرتد غاصب خائن کے ساتھ صرف اوسکی
تہدید زبانی پر کردیا اوسکی نسبت کیا حکم شرعی ہی آیا وہ گنہگار ہوا یا نہین اور اگر ایسے ایسے استفتا پر فتوی دینے مین
بھی چون و چرا کو جناب قبلہ و کعبہ دخل دین اور صاف جواب نہ دین تو اونسے ہم ایک صاف مسئلہ پوچھتے ہین
اوسکو لکھدین کیا فرماتے ہین علماء دین و مفتیان شرع متین کہ نکاح مومنہ کا ساتھ سنی ناصبی کے جائز ہے یا نہین
پس جو کچھ جواب اسکا لکھدین وہی تمام اس بحث کے طے کرنیکے لیئے کافی ہے پھر کسی توجیہ کی حاجت ہی
نہ کسی تاویل کی ضرورت ہی ایک دو حرفی فتوی پر مدار اس تمام قصہ جھگڑے کے فیصلہ کا ہے پس ای حضرات
شیعہ بنظر عنایت اس سوال کا جواب لکھدو اور اس جھگڑے قصہ کو مٹیو شعر ادا سے دیکھو جاتا رہے

گلا دلکا ہ بس اک نگاہ مین ٹھرا ہے فیصلہ دل کا

یقول المتمسک بولایۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام

عجب دغاباز اور مکار اور فریبیے سے معاملہ پڑا ہے کہ تمہیدین جھوٹی جھوٹی جماتا ہے اور اپنے گروہونکو فریب دیتا ہین
لاتا ہے کہ شیعون پر الزام دھر دیا اور اونکو لاجواب کر دیا ارے حضرت شیعون نے بہت تم ایسونکو چڑایا ہی
اور جونپور کا قاضی بنایا ہے خدا نے تو مطلق جاہد الکفار والمنافقین کہا ہے اور اوسکا حال تمہی اپنی مفسرونکے
زبانی سُنا کہ نوبت جہاد سیفی کسی منافق سے نہین آئی پھر جو تم یہ تخصیص لگا کر کہتے ہو کہ جن منافقون کا نفاق معلوم
ہوگیا مثل کفار کے اونپر جہاد واجب ہوگیا یہ مضمون بالتخصیص کس آیہ کا ہے اور پیغمبر نے جہاد سیفی مثل کفار کے کس
منافق سے کیا اور تالیف قلوب کے سوا اگر کسی پر غلظت کی اور کسی پر شدت کی ذرا اپنے جھوٹے منہہ سے ایک کا بھی نام تو
نکالے اگر کسی مفسر نے کہا ہو کسی جھوٹی ہی مورخ نے کہا ہو کسی محدث مخالف تمہارے نے کہا ہو کہ فلان منافق پر
مثل کفار کے تلوار پیغمبر کی یا عمر کافرکش کی بگفتہ پیغمبر چلی اور فلان منافق قتل کیا گیا تو ہم قائل ہو جاوینگے اور ظہور
نفاق عمر مین شک کرینگے اور اگر ایک منافق کے بھی مقتول نہونیکا بلکہ منافق معلوم النفاق کے جنازہ پر نماز
پڑھنے کا تمہاری علما اقرار کرتے ہین تو تم ایسا جھوٹا دغابازی کا دعوی کیون کرتے ہو ارے صاحب کچھ
بھی تو خدا سے ڈرو اور اگر خدا سے ڈرو کہ خدا کا ایمان ہی نہین رکھتی جیسی نیچر کے بندی بنی تو دنیا سے کہ فضیحتی سے
ڈرو کہ جب جھوٹے کہلاؤ گے تو صاحبان عالیشان کی نظرون سے گر جاؤ گے پھر تو گردن مروڑی مرغیان بھی
کھانیکو نپاؤ گے اور عمدہ پر انڈیان اور نمکین گوشت کے گرپل کھانے لاؤ گے **شعر** آج تو چین سی
گذرتی ہی ہے عاقبت کی خبر خدا جانے **قولہ** تو پھر نکاح مین درمیان کفار کے اور اون منافقون کے کیا فرق تھا
رہا **قول** جیسا فرق درمیان کفار اور اون منافقین کے رہا ویسا ہی فرق درمیان نکاح کفار اور اون
منافقین کے رہا سیکڑون کفار کی گردن ماری گئی اور ایک بھی منافق کی گردن نہین ماری گئی اور باوجود
پوچھنے حضرت عمر کے آنحضرت نے فرمایا دعہ لئلا یقول الناس ان محمدا یقتل اصحابہ کما مر من صحیح البخاری اور اگر
آپ فرماوین کہ نہین منافقین کی بھی گردن ماریگئی تو فرما دیجیے کہ کسکی ماریگئی اور کب ماریگئی اور کہان ماریگئی عمر کی
یا ابوبکر یا عثمان کی آنکھ شیعیان سب کو نہین منافق سے جانتے ہین کہ جو معلوم النفاق تھی انکو حضرت عمر اور حضرت
[illegible] کسی منافق کا نشان تو دیجیے کہ اوسکی گردن ماریگئی ہو تعجب ہی کہ جن منافقون کے
[illegible] خدا نے [illegible] قولہ [illegible] بشر المنافقین [illegible] لکاذبون اونکی تو گردن ماری ہی نہین گئی

پھر کس منافق کی ماری جاتی علاوہ اسکے کس کافر کے جنازہ پر نماز پڑھی گئی اور اون منافقونکے جنازہ پر خود حضرت پیغمبر نے نماز پڑھی وقد مر اور کافرون کی موافقت اور مصاحبت و مخالطت بوجہ نجاست جائز نہ تھی اور کفار دخول مسجد الحرام سے ممنوع تھے اور یہ منافق مسلمانون سے ایسے ملے جلے رہتے تھے کہ سب دیکھنے کہ کوئی نقصانی نجاست کرے عمر اور ابوبکر سے منافقونکو اپنا خلیفہ بناتے تھے ہر چند مومنین منافقین مبغض علی ابن ابیطالب انکے نفاق کو پہچانتے تھے وکنا نعرف المنافقین ببغض علی بن ابیطالب وقد مر پس اسی طرح کفار مشرکین سے نکاح جائز نہ تھا اور قول تمہارے عمر ایسے منافق ناصبی خارجی طیب الولادۃ سے شیعونکے نزدیک نکاح بخوشی خاطر جائز نہ تھا مگر بجبر و اکراہ جائز تھا جیسا کہ مضمون عبارت جناب سید مرتضی کا صفحہ (۱۳۳) سطر (۲۸) مین خود مخاطب نے ذکر کیا **قولہ** حضرت عمر کو مظہر اسلام کہکر اس نکاح کا جواز ثابت کیا ہی **اقول** کیا حضور کو حضرت عمر کے مظہر اسلام ہونے مین کچھ شک ہی تو ہم اوسکو مسلمانونکی خلیفہ بنانے سے ثابت کرتے ہین اور اگر شک نہین ہی تو باتفاق ہماری اور تمہاری وہ ظاہر مین مظہر الاسلام تھی اور جو ایسا ہو نکاح اوس سے شریعت محمدی مین جائز اور اگر کسی وجہ دیگر سے ناجائز بھی ہو تو حالت جبر و اکراہ مین تو اوسکی جواز مین کچھ شک ہی نہین ہم بنا بر اصول مذہب شیعہ اور ہم بنا بر فتوائے ابو حنیفہ جواز نکاح مکرہ علی الطلاق مین کما مر **قولہ** فریب ذراسی بات مین کھلا جاتا ہے **اقول** بہت گو نہ کھاؤ کہ ہیضہ ہو جائیگا جہان فریب ہی نہین ہی تو وہان نہ ذراسی بات مین کھلیگا نہ بڑی سی بات مین لیکن تمہارا فریب دیکھیو ہم ذراسی بات مین کھولے دیتے ہین **قولہ** اوسکا فتوی لکھدین **اقول** ابھی لکھی دیتی ہین تمہاری ہی زبان سے جیسے میان کی جوتی میان کا سر ہو **قولہ** جواب مین صرف لا یا نعم فرما دین **اقول** اگر تمنے بکر و فریب و کیادی دو شقونکو چھوڑ دیا ہو تو کیونکر لا یا نعم فرما دین بلکہ باعتبار بعض شقونکے لا و باعتبار بعض کے نعم ہوگا **قولہ** پہلا یہ کہ ایک منافق جسنے خدا کے کتاب مین تحریف کی الی قولہ جائز ہی یا نہین **اقول** جواب فورا بغیر غور و فکر حاضر ہے مگر حضور نے بیان مسئلہ مین ایک شق چھوڑ دی اس لئی بقدر اوسکی بیانکی تعویق ہوتی ہی بیان شق یہ ہی کہ حضور نے جس منافق شقی ازلی اول بل جبت و کنود ثانی فرعون مردود و ثالث شداد و نمرود کے یہ اوصاف کفری و نفاقی بیان فرمائی وہ مومنہ عارفہ سے نکاح کرنا بجبر و قہر و ظلم و ستم چاہتا ہے یا بخوشی خاطر اور وقت فقدان شرائط جہاد یا وقت موجودگی شرائط جہاد پس شقین اولین

یعنے جبر وقہر باعدم شرائط جواز مین نکاح جائز جائز اور شقین آخرین مین یعنی بخوشی خاطر و موجودگی شرائط جواز
حرام حرام حرام باتفاق من العلماء الاعلام علی رغم انانف اللیام کیون حضرت ابتو ذراسی بات مین آپ کا فریب
کھلگیا کہ آپ نی بلا تعرض شقوق ایک ہی جواب بنایا قسم مانگا تمکو عمر صاحب کے قسم تمکو ابوبکر کے قسم تمکو اپنی گدہے کے
سر کے قسم تمکو اپنے اوس بوڑھے بندر کی قسم جسکی ارشاد و سراپا ارشاد ہی تم گردن مروڑی درغیان کہاتے ہو
براندڑیان اوڑاتے ہو سچ سچ کہو کہ ہمنے فریب کیا کہ تمنے خدا اوسکا منھ دنیا و آخرت مین کالا کرے اور
اوسپر برق قہر خدا گرے جسنے بیچارہ شیعونکو گھر بیٹھے ایسے ایسے مکروفریبون سے ستایا اللھم آمین آمین
یا رب العالمین بحق محمد و آلہ الطاہرین باقی رہا یہ امر کہ ہمنے کہا تہا کہ ہم تمہاری ہی تحریر سے تمہاری ہفتون کا جواب
دینگے پس بہت دور جانیکی ضرورت نہین ہی اسی صفحہ کے بعد یعنے صفحہ (۱۴۷) سطر (۱۹) مین دیکہا جاے کہ
تمنے لکہا ہے اگر نکاح بجبر و اکراہ ہوا تہا تو فرما دیتے کہ بضرورت یہ نکاح ہوا تہا اور ایسا نکاح کر دینا شرعاً جائز تہا
انتہی جب خود ہی آپ جواب جانتے تہے تو استفتا کرنیکی کیا ضرورت تہی جز اظہار حماقت **قولہ** دوسرا مسئلہ اگر قول
گنہگار ہوا یا نہین **اقول** جواب اس مسئلہ کا باعتبار شقین مسئلہ والے کے ظاہر ہے یعنے جہان نکاح جائز تہا وہان
گنہگار نہین اور جہان ناجائز تہا وہان گناہگار ہوگا **قولہ** نکاح مومنہ کا ساتھ ناصبی کے جائز ہے یا نہین **اقول**
بخوشی خاطر نہین جائز اور در صورت اضطرار و اکراہ جائز ہے لقولہ تعالی فمن اضطر و بقولہ الا من اکرہ جیسا کلام
جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ مین ہی کہ فرق ہی نکاح اضطراری و اختیاری مین لیکن جن لوگونکو افعال اختیاریہ و اضطراریہ
عباد مین اشعار بفرق نہین ہی مثل اشعریہ لاشعوریہ کے جنکا مذہب بتصریح صاحب مسلم الثبوت کفو جبر ہے
وہ اس بات کے سمجھنی مین مجبور ہین یہ لطیفہ مشہور ہے اور بعض کتب مین مسطور ہے کہ بعض ظرفای شیعہ نے
ایک الاغ سوار علمائی نامدار اہلسنت سے کہ مجبوریت عباد پر مصر تہا کہا کہ مین دیکہتا ہون کہ حضور کا گدہا حضور
سے عاقل تر ہے عالم صاحب نی فرمایا کہ کیونکر کہا اسلیئے کہ گدہے کو چھوٹی نالی پھنداؤ تو بے تکلف پہاند جاتا ہے
اور بڑی نالی پھندوانے کے لیئے اگر بارہا بھی ہنکاؤ بھی نہین پہاندتا ہی اس سی سمجہایا گیا کہ وہ فرق کرتا ہے درمیان
فعل اختیاری اور غیر اختیاری کے اور تم کل فعلونکو یکسان جانتے ہو اور ہر فعل مین اپنی تئین مجبور سمجھتے ہو اسلیئے
ہمنے کہا کہ تم اپنی گدہے سے بھی زیادہ گدہے ہو جب عالم صاحب نے اپنی تئین جواب مین موافق اپنی مذہب کے مجبور پایا

تو اپنے گدھے کو آگے بڑھایا بالفعل حضرت مخاطب کے تینوں استفتوں کے جواب چھوٹے موٹے ہمنے دیئے اگر اس سے
تسکین نہوگی تو بڑے بڑے بھی موجود ہین پیش کیے جاینگے اب ہم امیدوار ہین کہ کوئی استفتا ہمارا بھی سنکر اپنی قبا کو نہ
کیجیے بلا رین مجتہد صاحب مد ظلہ العالی سی اسکا جواب باصواب فقط بلا و نعم لکھوا دیجیے عبارت استفتا چہ میفرمایند فضلا
سنیہ و علمای حنفیہ و مفتیان دین عمری و قاضیان آئین ابوبکری کہ ایک بڈھے خبیث شصت سالے نے
ایک چار پانچ برس کی لڑکی سے بجبر و اکراہ نکاح کیا اور بعد تین برس کے مرگیا آیا جایز ہے کہ اس لڑکی سی
اسی سات آٹھ برس کے سن مین ایک لڑکا زید بن عمر خطاب نامی بلکہ ایک لڑکی بھی رقیہ نامی پیدا ہوسکتی ہے
یا نہین بینوا توجروا اس استفتے مین کئی فائدہ ہین ایک یہ کہ یہ سن احادیث صحیحہ اہل سنت مین مذکور ہی کما مر
محفوظ بہ و مشکوحہ عمر باعتبار اس سن کے بنت فاطمہ نہین دوسرے بعین لحاظ وہ ام کلثوم بنت ابوبکر ہے جو بعد
مرنے ابوبکر کے پیدا ہوے و منہا ایضاً قد مر تیسرے زید بن عمر نہ بیٹا بنت فاطمہ کا ہے جس سی عمر سے کوئی واسطہ
نہین نہ بیٹا ام کلثوم بنت ابوبکر کا ہوسکتا ہے بجہت صغر سن کے بلکہ وہ بیٹا ام کلثوم بنت جرول خزاعی کا ہے
جو عہد معاویہ مین مرے اور امام حسین علیہ السلام نے او سپر نماز پڑھی اور ام کلثوم بنت فاطمہ معہ کر کربلا مین تھین وقد
مر ذالک کلہ میری خیال مین آیا تھا کہ دس پانچ استفتے مین بھی لکھ ڈالون پھر دلمین گذرا کہ ایک لغو گو بیہودہ شنفو
تراز خامہ ہرزہ سرا کے لیے اوقات عزیز کو کون ضایع کرے یہی ایک استفتا کافی ہی بس جو کچھ جواب اسکا
حضرات علمای اہلسنت بجماعت یا بانفرادی لکھدین وہی تمام اس بحث کے طے کرنیکے لیے کافی و وافی و شافی
ہے پھر نہ کسی حجت توجیہ کے اوسکے اثبات مین حاجت نہ کسی عذر و اسقاط و تصحیف و تحریف و تاویل کے
عبارت علما مین ضرورت ایک دو حرفی فتوی پر مدار اس تمام قصہ جھگڑے کے فیصلہ کا ہے لیکن حضرات اہلسنت
بنظر کمال عنایت و شفقت اس سوال کا جواب اپنی بیان رنگین و دست نازنین سی لکھدو اور اس جھگڑے
و قصہ ناز و ادا کو میٹو اور بے پردہ و بیحجاب و بے مقنع و بے نقاب ہمارے آغوش مین آبیٹھو **شعر**
وا سے دکھلو بتا رہے کلا دلکا بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلا دلکا مخاطب کے استفتون کا جواب تو
ہمنی لکھدیا اب وہ بھی ہمارے استفتے کا جواب لکھدین تو پھر سب جھگڑے و قصے ملین اور ہم اور وہ باہم گلے ملین

قال المخاطب المقام ہداہ اللہ سبل السلام

بعد اسکے علامہ کشمیری بجواب تحفہ کے فرماتے ہین استبعاد ذکر فرج مستور الاسم والمسمی بر زبان اکابر در کمال استعجاب
است و ورود واقع تر ازین خالیست کہ ہیچ قرینہ نماید چہ در کلام الٰہی کہ چند جا ذکر این عضو مستور الاسم والمسمی جاری شدہ
و حضرت عائشہ صدیقہ در مجالس و محافل نام عضو مخصوص حضرت سرور عالم علیہ السلام کہ مستور الاسم است بر زبان
می آوردند الخ اس تقریر سے مطلب علامہ کشمیری کا یہ ہے کہ شاہ صاحب کا یہ فرمانا کہ لفظ فرج کا زبان پر امام
کے آنا خلاف شان بزرگی کی ہی موجب تعجب ہے اسلیئے کہ خدا کے کلام میں یہ لفظ مذکور ہوا ہے حضرت عائشہ
رضی اللہ تعالے عنہا نے عضو مستور الاسم کا نام لیا ہے تو پھر امام نے اگر لیا تو کیا گناہ کیا فقط جواب اسکا یہ ہے
کہ یہ کم فہمی اور نادانی حضرت علامہ کی ہی اسلیئے کہ آیات اور احادیث میں اگر نام اس عضو کا ہے تو مسایل شرعیہ کے
بیان میں یا ستایش مومنین کے مقام پر ہے نہ کہ ایسے موقع و محل پر جو محل نزاع ہے اور مسایل شرعیہ کے
بیان میں ایسے الفاظ کی ضرورت ہوتی ہے تو اسکے بیان کا ایک سبب خاص ہی ہان اگر شاہ صاحب ان احادیث
و اخبار امامیہ پر طعن کرتے جنمین اسطرح پر مسایل شرعی کے اس عضو کا نام لیا گیا ہی تو یہ معارضہ یا تمثیل صحیح
ہوتا حالانکہ صد ہا احادیث امامیہ میں ائمہ کرام کی زبان سے بھی اس عضو کا نام مذکور ہے اور شاہ صاحب نے کسی پر
کچھ اعتراض نہین کیا اور اس محل خاص پر جو اعتراض کیا اوسکا مطلب یہ ہے کہ اراذل عوام کو بھی اسقدر غیرت
اور حیا ہوتی ہی کہ اگر کوئی اونکے جورو یا بیٹی کو لیجاوے تو وہ ایسا لفظ زبان پر نہین لاتے اور اپنی جورو یا
بیٹی کی نسبت شرمگاہ کے غصب کر لینے کا لفظ زبان پر نہین لاتے تو کیونکر ممکن ہے کہ جناب امام نے ایسا
لفظ زبان سے نکالا ہو بلکہ اگر فی الواقع یہ نکاح بہ اکراہ ہوا تھا تو امام کو مناسب تھا کہ وہ سایل کے جواب میں
فرما دیتے کہ بضرورت یہ نکاح ہوا تھا اور بوجہ تقیہ اسلام اسقدر بے شریعت ہونے عمر کے شرعاً ایسا نکاح
کر دینا جایز تھا نہ کہ اس عبارت و الفاظ کو جیسا کہ یہ لفظ جسکے ہزار معنے بنائی جاوین مگر سمجھنیوالے
اور ہی کچھ سمجھتے ہین زبان پر لانے اور اس تقریر کا جواب خدا کے کلام میں اس لفظ کے ہونے یا حضرت
عائشہ کے بنظر ضرورت مسایل شرعی کے اس لفظ کو زبان پر لانے سے نہین ہوتا این ہذا من ذلک

قولہ [illegible] علیہ السلام

جناب شاہ صاحب نے نسبت ذکر لفظ فرج کے فرمایا کہ ذکر اس عضو مستور الاسم والمسمی کا اراذل اور اوباش بھی نہین
کرتے یعنے ایسا لفظ کریہ امام کے زبان سے کیونکر نکلسکتا ہے جناب علامہ صاحب نزصہ فرماتے ہین کہ اولاً لفظ
فرج کو اسم عضو مخصوص زنان ٹھرانا اور اوسکو مستور الاسم والمسمی کہنا نہایت جھک مارنا اور گوہ کھانا ہی اور
ثانیاً اس لفظ کو ایسا مستکرہ اور مستہجن سمجھنا کہ اراذل کی زبان پر نہ آوسے یہ وہ ژاژخائی اور بیہودہ سرائی ہے
کہ دنیا مین کسی گدہے سے گدہے نے بھی نہ کی ہوگی توجیہ و توضیح اول یہ ہے کہ مہجوریت و مستوریت کسی لفظ
کے محاورات مین ایک لسان کے مستلزم اسکی نہین کہ محاورات لسان دیگر مین بھی وہ لفظ مہجور و مستور ہو
جیسے جو لفظ مرادف حنظل ہی زبان عرب مین دایر وسایر ہے اور زبان اہل ہند پر نہایت قبیح اور
مستکرہ ہی پس اسیطرح ذکر لفظ ذکر و فرج اگر محاورات ہند مین قبیح ہو تو اسکو لازم نہین ہی کہ محاورات عرب
مین بھی قبیح ہو اور قیاس ایک محاورہ کا دوسرے محاورہ پر کمال حماقت ہے اور اسمین شک نہین کہ
ہر زبان مین اسم خاص مقام مخصوص بول و براز زن و مرد کا بجز زبان اوباش و اراذل کے جاری نہین
ہوتا البتہ زبان اکابر پر مستکرہ و مستہجن ہے کہ اہل تہذیب اوس سے احتراز لازم جانتے ہین
یہانتک کہ بعض ائمہ علیہم السلام نے تحیت حمام مین طاب استحمامک کہنا بعض حضار کا مستکرہ
جانا اس لیے کہ مشتمل ہے اوپر لفظ است کے کہ خاص اسم موضع براز کا ہے لیکن اگر ضرورت
ان مقامات کے ذکر کی ہوتی ہی تو ساتھ ایسے الفاظ کے ذکر کرتے ہین جو باشارہ و کنایہ دلالت اوپر
مقامات مخصوصہ کے کرین اور یہ نہایت تہذیب اور مقتضای فصاحت و بلاغت ہے کہ استعمال
الفاظ مستکرہ قبیحہ سے پرہیز رہے اور بیان مطلوب بکنایہ ہو پس تعبیر کرتے ہین بلفظ قبل و دبر
مقام بول و براز سے کہ در حقیقت بمعنی پیش و پس ہے کما فی قوله تعالى ان كان قميصه قد من قبل و قد من دبر
اور اسی طرح لفظ ذکر کہ بمعنی نر کر ہے کما فی قوله تعالى وما خلق الذكر والانثى پس اسیطرح لفظ فرج حقیقۃ بمعنے
وسعت و کشایش و رخنہ و سوراخ و شگاف و مابین ہر دو پا کی ہی اور باعتبار ایک کے انہین معنون
سے کنایہ اور اشارہ طرف عورتین مرد و زن کے کیا جاتا ہے کما فی المجمع قال الفراء كل شق فهو فرج
قال الله تعالى واذا السماء فرجت اى انشقت وقال الطحاوى فرجت اى شقت وفتقت ومنه فرج بمعنى الشق

والفرج من الانسان قبلہ ودبرہ لاَنّ کل واحد منہا منفرج یعنے فرج آدمی قبل و دبر اوسکے ہین
اس لیئے کہ ہر ایک ان مین سے صاحب انفراج ہے وفے النہایۃ الفروج جمع فرج وہو ما بین الرجلین
یقال للفرس ملاء فرجہ وفروجہ اذا عدا واسرع وبہ سمّے فرج الرجل والمرءۃ لانّہما
ما بین الرّجلین یعنے فرج کے معنے ما بین الرجلین کے ہین یعنے میان دو پا اور چونکہ عورتین
مرد و زن ما بین الرّجلین ہے اسی وجہ سے اوسکو فرج کہتے ہین پس لفظ فرج اسم ہی عورتین
مرد و زن سے جیساکہ جناب باری نے بہ نسبت مردون کے فرمایا ہے اور بہ نسبت زنان کے
فرمایا ہے ویحفظوا فروجہم ویحفظن فروجہنّ اور صاحب صراح وقاموس نے معانی فرج مین عورت
لکھا ہے اور عورت مین قبل مرد و زن اور دبر مرد و زن دونو داخل ہین پس بنا بر اسکے فرج اسم خاص
ایک عضو مخصوص زنان کہنا اوحماقت دینا ہے اور حماقت در حماقت اوسکی صفت کا مستور الاسم
والمسمّٰے کہنا ہے اگر مستور الاسم مطلقًا تہا تو خدا و رسول نے کیون مذکور اور کاتبین قرآن وحدیث نے
کیون مسطور کیا اور اگر بنا بر آپکی رائے اور آپکے مولانا صاحب کی رائے کے لفظ فرج بعض مقامات
مین مستور اور غیر مذکور ہونا ضرور ہے تو دنیا کے کل الفاظ بعض مقامات مین
خلاف فصاحت وبلاغت ہوتے ہین مذکور نہین ہوسکتے بلکہ زبان فصحا و بلغا سے
مستور ہوتے ہین پس چاہیے کہ ہر لفظ کو مستور الاسم کہا جاوے اور اگر یہ اسم
مستور ہی تہا تو شاہ صاحب کو لازم تہا کہ اپنے کتاب کے سطرون مین بہی مسطور نہ فرماتے
اور اسی کتاب تحفہ اثنا عشریہ کے ایک مقام خاص مین تشریح فرج تفرج خاطر شائقین
کے لیے بہ کمال توضیح وتصریح تحریر نکرتے اور اپنے ذات بابرکات کو اس بیان وقاحت
سے اراذل مین مذکور نہ کرواتے اور اپنے شان رفیع المکان مین رذالت کا ٹہپانہ لگواتے
اور اپنے کتاب کو نہ چہپواتے بلکہ مردان باتہذیب سے اپنی تحریر کو چہپاتے الحاصل لفظ فرج
کو مستور الاسم والمسمّٰے ٹہرانا کتنا کمال دانشمندی شاہ صاحب کی ہے اور توضیح مرزا
یعنے یہ لفظ ایسا مستکرہ وستہجن ہے کہ زبان اراذل اور اوباش پر بہی [illegible] آتا اسپر بہی

اسکی رد مین صاحب تنبیہ اعلی اللہ مقامہ فرماتے ہین کہ جب یہ لفظ خدا و رسول کے زبان پر قرآن وحدیث مین آیا ہے تو معاذ اللہ خدا و رسول کو بزعم ارازل و اوباش سمجھنا کمال درجہ کی بے ایمانی اور بیدینی ہی حضرت مجیب طلب و الاجناب اسکے جواب مین ابتدا فرماتی ہین کہ یہ لفظ مستکرہ مقام مدح مین اور بیان مسایل مین مستعمل ہی اور سوا ان دو مقامو نکے استعمال اسکا جائز نہین پہر آخر کلام سے یہ تصریح ہی کہ یہ لفظ فی نفسہ مستکرہ نہین بلکہ بسبب عرف ہو نیکے لفظ غصب سی مستکرہ ہو گیا ہے جواب اول کا یہ ہے کہ کیا سبیکے مدح سی اور بیان مسایل سے بلفظ غیر مستکرہ خدا او رسول عاجز تھے جو مجبور ہو کر مدح بلفظ مستکرہ اور بیان مسئلہ بلفظ مستکرہ فرمایا گیا دنیا مین بلفظ مرغوب اہل تہذیب مداحی اور بیان مسئلہ ممکن تھا جو اون لفظو نسے کہ زبان ارازل اور اوباش پر جاری نہین ہوتین اپنے مقصود کو ادا کیا اور جب مدار استکراہ عدم استعمال ارازل و اوباش پر ہے تو اب دیکھنا چاہیے کہ کوئی رذیل یا اوباش کبھی باخود ہاکی اچھی گفتگو مین یا مسایل کے سیکھنے سکھانی مین ان الفاظ کو استعمال کرتے ہین ہرگز نہین اسیطرح کبھی مقام مدح مین نسبت اپنی اکابر یا اصاغر بلکہ اغیار کے بھی استعمال نہین کرتے حالانکہ کلام خدا او رسول مین بلا کسی ضرورت داعیہ کے اور بلا کسی ضرورت شرعیہ کے استعمال ان الفاظ کا موجود ہے جسطرح حضرت مریم کے بارہ مین قرآن مجید مین ہے والتی احصنت فرجہا اسی طرح صدہا احادیث و روایات ہین جن مین جناب رسولخدا نے اصاغر و اکابر کے نسبت ان الفاظ کا استعمال کیا ہے جو بالکل خلاف طریقہ مروجہ ہندوستان ہے کہ اطفال بھی و سکے نطق کو نہین جبس سے بالبداہتہ معلوم ہوا کہ اصل استعمال مین ایسی لفظا کے کوئی قباحت نہین ہے خواہ تعلیم مسایل شرعیہ مین ہو یا مدح مین یا بیان واقعات مین پس جو شخص ایک محاورہ کو دوسرے محاورہ پر قیاس کرے اور اپنے قیاس کے بنیاد پہ معترض ہو اوسکے حمق مین کسیکو شک نہین ہو سکتا اور اس لفظ کے حکم کلی کراہت سے فقط دو مقامون کے مستثنے ہونیکی کوئی وجہ وجیہ بیان کرنا لازم ہے ورنہ جز حماقت مدعی کوئی وجہ وجیہ نہین ہے جواب ثانی کا یہ ہے کہ اگر یہ لفظ فی نفسہ مستکرہ نہین ہے مگر ملانے سے ایک لفظ کریہ کے یعنے لفظ غصب سے مستہجن ہو گئے پہلے تو کراہت لفظ غضب ثابت کی ہوتی بعد اسکے کراہت ممزوج معہ کا دعوی کرتے حالانکہ بیشتر ہمنے

ثابت کیا کہ غصب یعنی اخذ بالظلم والجبر والاکراہ مع النکاح میں کوئی استہجان اور استکراہ نہیں ہے بلکہ اگر ہے تو غصب
بالسفاح میں یعنی زنا بالجبر میں ہے اور کوئی سنی و شیعہ غصب النکاح اسکا قائل نہیں ہے بلکہ حضرت ابو حنیفہ کے نزدیک نکاح
وہ چیز ہے کہ جس سے ماں بہن سے بھی حکم زنا نہیں رہتا اور نہ حد زنا ساقط ہوتی ہیں مع النکاح زنا بالجبر بالتزویج الجبر کا
قائل ہونا جسکا کوئی فریقین سے قائل نہیں ہے علامت بغض علی و طیبۂ لادت قائل ہے کما فی تحقیق لفظ الغصب
فتذکر **قولہ** نا فہمی و نادانی حضرت علامہ کی ہے **اقول** نا فہمی و نادانی شاہ جی کے چھپانے کے لیے سوجھی صاحب
نی اور تبعیت اونکے ہمارے مخاطب صاحب نے کہ وہ بھی اثنا عشری کے کار گزار ہیں شاہ جی تو مطلقاً فرج کو مستور الاسم
والمسمی اور ذکر اوسکا ایسا مستکرہ و مستہجن فرماتے ہیں کہ زبان اراذل پر بھی نہیں آتا اور مہدی صاحب اور اونکے
چیلے کشف ستر مستور کو وقت مدح جائز اور وقت ذم ناجائز کہتے ہیں اور کچھ وجہ اسکی بیان نہیں فرماتے کہ جس چیز کا
اسم و مسمی ہمیشہ مستور ہے وقت مدح اوسکی ذکر میں کیوں قباحت نہیں **قولہ** اگر نام اس عضو کا ہے تو مسائل شرعیہ کے
بیان میں یا ستائش مومنین کے مقام پر ہے **اقول** اس عضو کے نام لینے کی ستائش مومنین و مومنات میں اور
بیان مسئلہ میں مخاطب صاحب اجازت دیتے ہیں پس ایسی مقاموں میں اگر کوئی شخص اس عضو کا نام لے تو مخاطب صاحب
یقین ہے کہ برا نہ مانینگے کہ خود اجازت دیتے ہیں اور اونکی معتقدین مداحین کو بے تہذیب کہینگی کہ تعمیل حکم مخاطب
کرتی ہیں مناسب مقام تھا کہ کچھ مدح اونکی بعض معتقدات کے التی احصنت فرجہا کی جاتی اور مسئلہ ترک تسمیہ فی بعض الاوقات
کہ جس سے بسبب شرکت شیطان انسان منقلب شیطان ہوتا ہے بیان کیا جاتا مگر چونکہ نظر بمحاورات ہندوستان
بے تہذیبی ہے اس لیے اس سے درگزر کرنا مناسب معلوم ہوا اگر مختصراً خدمت مخاطب میں کچھ عرض کرنا ضرور ہے کہ
حق سبحانہ تعالی قرآن میں نسبت شیطان ارشاد فرماتا ہے وشارکہم فی الاموال والاولاد اور ایک حدیث کا حاصل
مضمون یہ ہے کہ جو شخص وقت ہمبستری بسم اللہ نہیں کہتا تو بعض اوقات شیطان بھی شریک ہو جاتا ہے پس جو نطفہ
کہ بغیر بسم اللہ کہی ہوئے منعقد ہوتا ہے صورت ظاہری اوسکی شکل انسان کے ہوتی ہے اور باطن میں وہ سیرت
شیطان پر ہوتا ہے جیسے کہ حضرت مخاطب کی صورت ظاہری صورت انسان کی ہے لیکن وہ انسان مجسم
جوش ہوکر بندر بنا ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ کونوا قردۃ خاسئین یعنی ہو جاؤ بندر ذلیل و خوار حقیقت
یہ ہے کہ جاکٹ اور پتلون کو رونق انہی سے ہے اور جب کوئی کالا انگریزی خیالات والا اوسکو پہن کر اوچھلنا کودنا

اوچکنا مٹکنا شروع کرتا ہی تو لوگ یہی کہتی ہین یہ صورت تو ہے لنگور کی پر دُم کی کسر ہے) اور باطن حضرت مخاطب کا
بالکل سیرت شیطان کی ہے جب تو انہون نے خاندان سید الانس والجان کے نسبت یہ گستاخیان اور بے تہذیبیان
کین اور تہمت اوسکی شیعون پر رکھی اگر حضرت مخاطب اس حقیر سراپا تقصیر کا قصور عفو فرماوین تو اپنے گمان کو جو حضور کے
بارہ مین ہی گو آپ کے نزدیک ٹھیک ہو ادنی عرض کری کہ حضرت کی والدہ ماجدہ عفت پناہ کا کوئی قصور نہین مگر حضور
کے قبلہ گاہ ایک وقت خاص مین بسم اللہ بھول گئی فان کنت فی ریب من ذالک فاسئل اباک اور اوسیکا یہ نتیجہ بیجا بشکل بیجا
حاصل ہوا کہ آپ نے شیعون کو گھر بیٹھے ناحق ستایا مگر الحمد للہ کہ آپ ویسا ہی اپنی سزا کو پہونچی کہ خدا نے مجکو آپ کی فرعونیت
کا موسیٰ بنایا یہ وہی چھڑ ہوا ہے جو آپکے فرق مبارک کے واسطے بہت دنون سی مین نے مہیا کیا تھا مگر چونکہ حضور کا
استمزاج پتا تا تھا اسلیئے وہ بالای طاق رکہا تھا اب جسوقت بندگان والا سے اجازت ملی کہ ذکر فرج وغیرہ مقام
مدح اور بیان مسئلہ مین کچھ قباحت نہین رکھتا اور مستہجن نہین بلکہ مستحسن ہے تب اوسکو طاق پر سے اوتارا اور
آپکے سر مبارک کے گرد کو اوس سی جھاڑا اور شیعون کے دل کا غبار نکالا اور جب ہمنے باجازت سرکار والا تبار
یہ کام کیا تو ہمسے خفا ہونا نہایت بے انصافی ہی اور بخیال اسکی کہ شاید آپ اسکو برا سمجھکر مجھکو گالیان دین اس لیئے
مین نے کل دنیا بھر کی گالیون کا ایک مجموعہ بنا کر آپ کے ایک مقام مخصوص مین رکھدیا اب جو گالی آپ کے منہ سے
نکلیگی مین اوسی شغل کو زر تصور کرونگا **قولہ** تو اوسکے بیان کا ایک سبب خاص ہی **اقول** اوس سبب خاص کا بالخصوص مدح و
ستایش مومنین و مومنات مین بیان فرمانا ضرور تھا اور خاص مقام مدح مین ذکر مستور الاسم والمسمی جائز ہونا اور مقام ذم
مین جائز نہونا خلاف حدیث صریح ہے جسکو صاحب نہایہ نے چار جگہ نقل کیا ہے من شاقلیہج الیہ ور افحش از
افحش ذکر بظر ہے جو حضرت عباس نی حضرت عمر کے نسبت زبان پر جاری کیا کہ اعضضک اللہ بظر امک کیون حضرت بظر
مستور الاسم والمسمی کی بیچ مین مستور رہے پس مقام ذم مین اس مستور رفع المستور کا اسم کیون نہ مستور رہا اسکی وجہ
اسکا کوئی سبب خاص ارشاد ہو کہ جس سی مقام مدح و ذم مین فرق ہو جائے والا جز ژاژ خائی اور بیہودہ سرائی کی
کس امر پر محمول ہو **قولہ** اگر کوئی اوسکی جورو یا بیٹی کو لیجاوے **اقول** لیجاوے بہ نکاح یا بہ سفاح اگر مراد سفاح
ہے تو ہمقام پر جو لفظ سفاح زبان سے نکالی خدا اوسکی زبان کو بلقمر اصفہانی آتشین قطع کرے اور جب کسی شیعہ
دشمنی نے ہمقام پر ذکر سفاح نہین کیا تو ذکر سفاح کرنیوالا اثباتا نفیا بیشک ولد السفاح ہے اور اگر مراد لیجانا بنکاح

ظلم وجبر رہے تو اوسکا زبان پر لانا داخل الا من ظلم مین ہی قال اللہ تعالیٰ لا یحب اللہ الجہر بالسوء یعنے خدا دوست نہین
رکھتا آشکارا کرنا برائی کا مگر اوس سے جسپر ظلم ہوا اور اس مین جو استثنا فرمایا ہے مظلوم کے لیے اظہار ظلم ظالم بقول خود الا من ظلم لہٰذا نہین جو کچھ برائی
ہی وہ ظالم کے لیے ہے نہ مظلوم کے واسطے تعجب ہی اون حضرات سے کہ جبر واکراہ کی تصحیح بھی کرین اور ظلم دیجور ظالم
کا اظہار موجب عار وننگ سمجھین پھر کیون ہم اسکو مانتے ہین کہ اس زمانہ کے اہل سنت کی بیٹیون کو اگر کوئی بھگا لیجاوے
تو اوسکو کبھی زبان پر نہ لاوینگے مگر متقدمین اہلسنت کی حالت اسکے خلاف واقع ہوئی چنانچہ ابن اہلسنت کے صحابہ کبار کے
تین سو بیٹیونکا ازالہ بکارت لشکر یزیدی نے کیا چنانچہ تاریخ الخلفاء سیوطی مین منقول ہی وافتض فیہا الف عذراء اور
تمام لشکر کی مداخلت بیجا سے ہزار بیٹیون سے اولاد حرام پیدا ہوئی اونکے بابین علمائے اہلسنت نے لکھا
ہی کہ نسل حرام واقع ہوا اور زنا بالجبر دختران باکرہ کے ساتھ کیا گیا پس یہ دعویٰ مخاطب کا کہ اگر کوئی
کسیکی جورو بیٹی لیجاوے تو اوسکو زبان پر نہین لاتا نسبت متقدمین اہلسنت وصحابہ بالبتہ غلط اظہار ہی گو یہ نسبت
اس زمانہ کے صحیح سمجھ لیا جائے حالانکہ مورخین نے اوسکو بھی لکھدیا ہے اور جب ازواج انبیا کی نسبت یہ لکھدیا جائے
کہ فلان بادشاہ نے زبردستی چھینا چاہا تو دوسرونکے جبر واکراہ کے بیان مین کیا مضایقہ ہے اور جب آپکے علمائی
خود بتصریح تمام لکھا ہے کہ حضرت آدم نے دنیا سے انتقال نہ کیا جبتک اپنی بیٹیون مین زنا ہوتے نہ دیکھا تو شاہ صاحب کے
صرف اس بیان پر کہ اگر بفرض محال یہ عقد ہوا تو بجبر واکراہ ہوا آپ کیون اعتراض کرتے ہین **قولہ** حالانکہ صد ہا اخبار
امامیہ مین ائمہ کرام کی زبان سے اس عضو کا نام مذکور ہے **اقول** جب صد ہا جگہ مذکور ہے تو مستور الاسم
کہانسے ہوا اور جو اسم ارازل اور اوباش کے زبان پر نہین آتا وہ اکابر کے زبان پر کیونکر آیا جو صد ہا جگہ
موجود ہوا **قولہ** اسکا مطلب ہے **اقول** شاہ جی کی کسی لفظ کا اسپر دلالت نہین ہے وہ تو یہی کہتی ہین کہ لفظ
فرج ایسا منکر ہے کہ این لفظ را ارازل بزرگان بر زبان نمی آرند پھر فرماتے ہین علی الخصوص این
عضو مستور الاسم است از اقارب بلکہ بزرگان خود امیست کہ ارازل واوباش نیز ازان احتراز دارند سبحان
اللہ اس عبارت سے کہان نکلا کہ انضمام لفظ غصب کا اس لفظ کو قبیح کرتا ہے اور اوسکو مستور الاسم
بتاتا ہے بلکہ صاف صاف یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ارازل واوباش بھی نسبت اپنی اقارب کے اس نام کو استعمال
نہین کرتے خواہ مقام غضب ہو یا مقام مدح یا مقام ذم مگر محاورہ عرب بالکل اسکی خلاف ہے جیسا کہ سابقا مذکور ہوا

فارج الیہ **قولہ** شرمگاہ کے غصب کر لینے کا **اقول** شرمگاہ شرمگاہ شرمگاہ معلوم نہین کس بے شرم اور بیحیا اور
بےغیرت کی نگاہ و بیگاہ ہر شام و پگاہ ترجمہ فرج شرمگاہ کیا ہے حالانکہ محاورۂ قرآن و حدیث اور لغت سے ہمنے
ثابت کیا کہ یہ لفظ اسم خاص کسی مقام خاص کا نہین ہی بلکہ کنایہ ہے اور اشارہ ہے پیش و پس مرد و زن سے اور
رئیس الفقہا امام کوفی کی تصریح کا ہی کہ شرمگاہ بدلتا ناف تا الیتین و رکبین درکبتین داخل ہین **قولہ** اگر فی الواقع نکاح
بجبر یا اکراہ ہوا تہا الی قولہ بضرورت یہ نکاح ہوا تہا **اقول** فی الواقع تو یہ نکاح ہی نہین ہوا تہا جیسا کہ ابتدا اسکی
بحث مین ہمنی بدلائل تحقیقی و الزامی ثابت کیا مگر بفرض و تسلیم جبر و اکراہ جسکی تمہارے علما تصحیح کرتی ہین اور
متفق علیہ تمہارے محدثین کا ہی ہم کہتی ہین کہ بضرورت یہ نکاح ہوا تہا اور شرعًا ایسا نکاح کر دینا جائز تہا پہر
اگر کسی نے نکاح بجبر و اکراہ کو تعبیر بنکاح ظلم و جور کیا کہ یہی معنی غصب کے ہین یعنی اخذ الشی ظلمًا و جورًا تو کیا قباحت
اسمین ہوئی **قولہ** ایسا لفظ کہ یہ جسکے ہزار معنے بنائے جاوین **اقول** کراہت لفظ کی کوئی وجہ ابتک
ارشاد نہوئی فقط دعوا ہے دعوا رہا اور ہزار معنے کہانسے آئے ہہنی تو وہی ایک معنی جو کتب لغت مین موجود
ہین لکھی یون آپ ہزار جہوٹہ بولین تو آپ کے جہوٹہ بولنے سے کیا ہوتا ہی سمجہنے والے خوب سمجہ لیتے ہین کہ کون
جہوٹہا ہے اور کون سچا ہے **قولہ** مگر سمجہنے والے اور ہی کچہ سمجہتے ہین **اقول** سمجہ ایک ایسی چیز ہے کہ ہر شخص کو
اپنی سمجہ کے نسبت اختیار حاصل ہی جس شخص کی عظمت و وقعت ذہن مین ثابت ہو اوسکی نسبت ہزار کنایہ کہی جاوین
مگر معتقدین اوسکی خلاف ادب کبہی نہین سمجہتی ور اوسکی ہر بات کو اوسی عظمت و وقعت پر حمل کرتے ہین جیسا کچہ
ابوبکر نے ازواج نبی کے بارے مین کہا اگر کتے ناک پکڑ کر سونگہین تب بہی ہم رد انکی شکوہ یا نہ کرینگے
اس سے کسی نے یہ مطلب نہین نکالا کہ خود بدولت کی دختر جیسا کہ پردہ دری ہوتی ہی حضرت عباس نے
عمر کو اعضک اللہ بظر ابیک کہا مگر کسی کے خیال مین یہ نہین آیا کہ کیا نتیجے اس سے پیدا ہونگے لیکن چونکہ
ان لوگونکی وقعت سنیونکے ذہن مین راسخ ہی اسوجہ سے ان تصریحات صریحہ سے بہی کوئی معنی مذموم
اونکے دل مین نہین آتے مگر چونکہ حضرات اہل بیت اطہار مین سے انلوگونکو عداوت قلبی ہے
اسوجہ سے ایسے ایسے الفاظ سے جنمین نہ کوئی رکاکت ہے نہ قباحت اپنی عداوت بنا کر کے
اون صرف کیے ہین پہر اپنی سمجہ سے مستلزم حقیقی کس سے انکا علاج ممکن ہے

قال المخاطب المعتصم هداه الله سبیل السلام

تیسرے اقول بعض علمائی شیعہ نے یہ خیال کرکے کہ نکاح کے ہونے سے انکار کرنا اپنی احادیث و اخبار کی کتابوں
پر خط نسخ کھینچنا ہی اور روایت اول فرج غصبت منا کہ جو خاص کلینی نے کافی میں امام صادق علیہ السلام کی حدیث
کرکے لکھی ہی غیر صحیح کہنا امام کو جھٹلانا ہے اور اسکو بغیر توجیہ و تاویل کے تسلیم کرنا عقل و ایمان اور عزت سے
ہاتھ اٹھانا ہے اسلیے کہ اوسکے معنے بنانے اور الفاظ کو حقیقت سے مجاز کیطرف پھیرنے پر آمادہ ہوئے جب
اوسکو بھی بے سود دیکھا اور اوس سے بھی کچھ مطلب حاصل نہوا تب دوسری طرح کی تاویلات دور از کار کی جانب
توجہ فرمائی اور صبر اور وصیت اور تقیہ سے پناہ لی چنانچہ ہم ہر ایک تاویل کو تفصیل بیان کرتے ہیں پہلی
تاویل جو بعض علمائی شیعہ نے فرمایا ہے کہ جو معاملہ جناب امیر کو پیش آیا اکثر انبیا اور اوصیا کو ایسے معاملے
پیش آئے ہیں اور انہوں نے صبر فرمایا ہے اور اس سے اونکی درجات خدا نے بڑھائی ہیں جیسا کہ حضرت
لوط پر بھی ایسا ہی واقعہ گذرا ہے چنانچہ حضرت لوط کے پاس جب فرشتے آدمی کی صورت ہوکر آئے اور اونکو
کچھ شبہ ہوا تو اونہوں نے اپنی بیٹیاں اونکے سامنے کردیں اور کہا کہ یا قوم ہولاء بناتی ہن اطہر لکم کہ یہ میری بیٹیاں
حاضر ہیں تمہارے واسطے اور یہ اچھے ہیں تمہارے لیے اور بلکہ صاف فرمایا کہ ہولاء بناتی ان کنتم فاعلین
کہ یہ میری بیٹیاں موجود ہیں اگر تم کو کچھ کرنا ہے کرو پس تعجب ہی کہ جب حضرت لوط پیغمبر خدا نے اپنی بیٹیاں سامنے
کردیں اور ایسا کلمہ فحش زبان سے کہا کہ اگر کرنا ہے تو یہ بیٹیاں حاضر ہیں اور اسکا ثبوت آیات قرآنی سے
ہوتا ہے تو پھر ناصبیوں کا یہ اعتراض کہ حضرت امیر نے کیوں اپنی بیٹی عمر کو دے دی تھی سراسر بیجا ہے
جو جواب ناصبی حضرت لوط کے معاملہ کا دینگے وہی ہم مومنین کیطرف سے خیال کریں فقط چنانچہ قاضی نور اللہ
شوشتری نے مصائب النواصب میں اور اور علمائی شیعہ نے اپنی کتابوں میں اسکو لکھا ہے اور علاوہ
اسکے حضرت ابراہیم اور حضرت آسیہ زن فرعون کی بھی مثالیں دی ہیں چنانچہ ہم اون سب کو لکھکر
اوسکا جواب دینگے بالفعل نسبت صبر جناب امیر کے جو کچھ حضرات نے فرمایا ہے اوسکو ہم ایک کتاب
سیف صارم مصنفہ [illegible] اعلی اللہ مقامہ جناب مجتہد صاحب کے سنہ (١٢٦٧) ہجری میں مطبع جعفری میں طبع [illegible] اثنا عشریہ

مین چھپی ہی نقل کرتی ہین گویا مؤلف نے اپنے تمام مجتہدین وعلما کے اقوال کا خلاصہ وہین لکھا ہے مسلمانون کو
چاہیے کہ اسکو غور سے دیکھین اور اس بیچارہ مؤلف کے اور اونکے مجتہدین وعلماء کی حیا و شرم کی داد
دین اور اونکے حق مین احسنت و آفرین کہین وہو ہذہ بلفظہ تواب کالشمس فی وسط النہار ظاہر و ہویدا ہے
کہ ایسے صغیر سن معصومہ کا نکاح ایسے شخص مظہر الاسلام اور مظہر اور مقر کلام مرقومہ سے قربت و وصلت
کا بھی مفید نہین صرف ظہور اجبار شیخ فانی تہا اور راذیت رسانی اور مضطر کرنا اور بظاہر یہانتک پہونچانا نفس
رسول کو اور مظہر اتمام محبت اور ثبوت غلبہ غالب کل غالب تہا نفس پر کہ اگرچہ درحقیقت قربت معصومہ طاہرہ
یعنے وقوع اتصال و مواصلت جو کہ ظاہر مین غایت مناکحت ہے بموجب اقرار شیخ فانی اور بسبب
صغیرہ ہونے معصومہ کے ممتنع الوجود یقینی تہا اور باعتبار ظاہر کے بھی اور باعتبار باطن کے از روئے
علم باطنی کے بھی حضرت موسے پر ہویدا تہا اور مظہر الاسلام بظاہر مقر رسالت و شرایع رسول انام سے
قطع نظر اسکے بھی مناکحت ممنوع شرعی نہین تھی لیکن باعتبار ظاہر حال بنظر خواص و عوام البتہ بکمال یہانتک حرمت
ولی خدا ظاہر کہ ایک شکستہ بیٹی ایسی صغیرہ کا باوصف دامادی اور ابن عمی رسول و ملقب ہونے ساتھ نفس
رسول کے اور خیبر گیر اور غالب کل غالب ہونیکی اور مخاطب بہ لافتا الا علی لاسیف الا ذوالفقار ہونیکی
ایک شیخ فانی سے نکاح کرنا اور باوجود دریشی اسقدر اعتلال و تکرار کے ایسے سید عرب و عجم امیر المومنین کہ
اس لقب کے خود صدیق و فاروق و صدیقہ تو صاحب تک گواہ ہین لوگونکی نظر مین ایک شیخ نو مسلم ظاہری
سے مغلوب دکہلائی دین اور مجبور کہلائین حتی کہ بیٹی حوالہ کردین کہ نفس سرکش کسی بشر کا ہرگز باوصف
ظہور علت اباحت شرعی کے بھی اس ہتک کو نہین گوارا کرسکتا سوائی انبیا و اوصیا کے کہ صبر و رضا کے
حضرات علیہم التحیۃ والبرکات بعطائی حضرت کبریا اونہین پر ختم ہے کہ باوصف عطائی قوت و معجزہ صبر و تحمل
بھی ایسا ہی اونکو عطا ہے کہ یہ استعداد اور حوصلہ کسی اور بشر کو نہین حاصل کہ نفس پر اتنا غالب ہوسکے کہ انتہا
مرتبہ اور غایت کمال ہے غالب کل غالب ہونیکا اے مسلمانو کہان ہو کس نیند مین سو رہے ہو
ذرا چشم کو ہوش مین آو اور دیکھو ان بیچارہ نادان مولف سیف صارم اور اوسکے پیران نابالغ یعنی
مجتہدین وعلماء کے عقل و حیا پر نوحہ کرو اونکے ایمان و انصاف کے جاتے رہنے پر مرثیہ پڑھو اونکی جہالت

پر رحم کرو دیکھو کیسی عقل وحیا اونکی جاتی رہی ہے کہ عیب کو ہنر کرکے دکھلاتے ہین اور پردہ مین محبت اہلبیت
کے اونکے شان مین کیا کچھ بکتے ہین جسکے سننے سے بدن پر رعشہ جسپر خیال کرنے سے دل کو لرزہ ہوتا ہی
خیال کرو کہ بیغیرتی کو شجاعت کہتی ہین بیحیائی کو صبر سے تعبیر کرتے ہین ای یارو کیسی دوست اہلبیت کے ہین کہ
اونحضرات عالی درجات پر جنکی شان مین آیہ تطہیر نازل ہوئی جنکی عصمت وعفت پر پاکی نے قسم کھائی اونکی نسبت
کیا کیا کہتے ہین یہی بہانہ صبر یہی کا نام ہے کہ ایک منافق بیٹی کو غصب کرلے اور بجبر واکراہ نکاح تا حیا سرکار
اور حضرات علیہم السلام بیٹھے بیٹھے دیکھا کرین اور سوائی سکوت کے زبان سے بھی کچھ نہ فرماوین
اور باوصف عطائی قوت معجزہ وکرامات کے صبر وتحمل کو کام فرماوین خدا کی قسم ہے کہ مین تعصب کو
دخل نہین دیتا اپنے مذہب پر خیال نہین کرتا بلکہ صرف عقل وحیا سے پوچھتا ہون کہ جسکا نام حضرات شیعہ
نے صبر رکھا ہے اور جس حالت کو صبر وتحمل سے تعبیر فرمایا ہے حقیقت مین وہ صبر وتحمل ہی ہے یا اوسکی اور بھی
حقیقت ہی میری سمجھ مین تو یہی آتا ہے کہ اونہون نے وقاحت اور بیغیرتی کا نام صبر وتحمل رکھا ہی اور
حقیقت کے حیلہ سے اہلبیت اطہار کو ذلیل کیا ہے نعوذ باللہ نعوذ باللہ یہ کیا خرافات ہے جو شیعہ
لکھتے ہین بھلا کبھی ادنی عامی آدمی کے گھر جاکر کوئی شخص کہ وہ شجاعت مین بے نظیر اور قوت مین لاثانی اور
مال ودولت مین لاجواب ہو اوسکی بیٹی سے بجبر واکراہ نکاح کرنیکا قصد کرے پھر تماشہ دیکھے کہ وہ عامی
چپ چاپ بیٹھا ہے یا اپنی جان عزت پر قربان کرتا ہے معلوم نہین کہ حضرات شیعہ نے امیر المومنین
یعسوب الدین صاحب ذو الفقار جد ائمہ اطہار کے عزت اور ہمت اور شجاعت کو ایک ادنی آدمی کے
برابر خیال نہین کیا اور وقاحت کو نام صبر وتحمل کے قرار دیا ہے اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ ایسی وقاحت
کی باتین اونکی طرف منسوب کرتے جاتے ہین اور ایسے الزام اونکو دیتے جاتے ہین اور پھر بھی اونکو
غالب کل غالب مطلوب کل طالب امیر البررۃ قاتل الکفرۃ والفجرۃ سید الابرار مخاطب بہ لافتی الا علی لا سیف
الا ذو الفقار کہتے جاتے ہین نہ خدا سے شرماتے ہین نہ رسول کا لحاظ کرتے ہین حقیقت مین یہ دین وایمان کو
حضرات شیعہ نے کیا اور شریعت محمدی کو اونہون نے درہم وبرہم کیا اور شیطان کا نام بدنام ہوا
بیچارہ شیطان کے داو کبھی بھی نہ سوجھی ہونگی جو ان حضرات کو سوجھی ہین اہلبیت کا رتبہ شکست

مشک افشانی آن عاشقان بمصلحت را تہمتے بر آہوی چین بستہ اند

یقول المتمسک بعلائق علی ابن ابیطالب علیہ السلام

شیعیان جناب امیر نے سوائی دو باتوں کے اس مقام پر تیسری بات نہیں کہی اولاً انکار اس نکاح سے بدلائل تحقیقی و الزامی کما مر ثانیاً اقرار اس نکاح کا بفرض و تسلیم روایات جبر و اکراہ جو مجمع علیہ محدثین اہلسنت ہیں اور جواز اس نکاح جبری و قہری کا شیعون کے نزدیک تو بنا بر الضرورات تبیح المحظورات ہی اور محظورات اور محذورات پر صبر کرنا اور اوسکو جائز رکھنا اسی کا نام تقیہ ہے خواہ باجازت خدا ہو جیسا کہ فمن اضطر اور الا من اکرہ سے ثابت ہے خواہ بوصیت رسول ہو جیسا کہ حدیث مشکوۃ و صحیح مسلم سے گذرا کہ جناب رسولخدا نے حدیث ابی ذر اور بعد تقیہ میں فرمایا کہ صبر کرنا جو اصبر ہے واسطے خواہ نظر اسکے ہے کہ اقل القبیحین عقلاً و نقلاً احسن ہے کما مر کل ذالک اور جو منافقین تقیہ کو نفاق جانا ہیں وہ بھی جواز نکاح جبر و اکراہ کے قائل ہیں جیسا کہ نقل قول ابو حنیفہ سے در باب جواز نکاح کرہ علی الطلاق ہمنے ثابت کیا اور تمنے بھی اوسکی تصدیق کی پس توجیہات جواز نکاح فرضی سے ہر توجیہ کو قول دیگر در باب نکاح ام کلثوم ٹہرانا واہ حماقت و بیا ہے بیان جزو قول کے یعنی ایک انکار اور دوسرا نکاح فرضی کا اقرار کوئی قول دیگر تو پایا ہے نہیں گیا ہے تیسرا چوتھا قول کہانسے آیا اگر ایک دعوی کو کوئی بیس دلیلون سے بھی ثابت کرے تو وہ دعوی ایک ہی دعوی کہلاتا ہے نہ بیس یہ آپکی حماقت تو سبب نافہمی تہی کہ توجیہات کو دعاوی چند قرار دیا اب علاوہ اوسکے کیا دی و مکاری و خدعہ جو فریب کاری یہ ہے آپ لکہتے ہیں کہ جب شیعون نے دیکہا کہ اس سے کچھ کام نہیں نکلتا تو اسکو چھوڑا اور دوسری راہ لی حضرت سلامت ہمنے تو کوئی راہ نہیں چھوڑی بلکہ سب راہیں تمہاری بند کرتے چلے جاتے ہیں اور کل تمہاری اشتہاری در دیکھو تماشے ہیں یہان بھی بڑا غل مچایا ہی اور سارے مسلمانوں کو فریاد رسی کے لیئے بلایا ہے ذرا چہری کے نیچے دم لو دیکہو کیسا ہم تمہاری مشکل کو سہل و آسان کیئے دیتے ہیں اور تمہارے عقدہ لا ینحل کو کھولے دیتے ہیں غرض تمہاری یہی ہی کہ شیعون نے بیحیائی اور بیغیرتی کا نام صبر و تحمل رکھا ہے خود صاحب تحمل

صاحبان قوت وشجاعت اور ارباب معجزہ اور خرق عادت سی تو کمال بیجا ئی اور بیغیرتی ہی مین کہتا ہون کہ
صبر وتحمل کا حکم تو صاحبان قوت وشجاعت اور صاحبان قدرت ہی کے لیئے مخصوص ہی کہ باوجود قدرت انتقام
انتقام نہین لیتی اور منتقم حقیقی کے خوشنودی کے لیئے راضی برضا رہتی ہین اور جو شخص کہ ضعیف ور نا مرد اور
عاجز ہے تو وہ خواہی نخواہی مجبوری و ناچاری صبر ہی کریگا اور اگر نہ کریگا تو کیا کریگا اور اسی باعث سی چونکہ
جناب ختمی مآب کل کمالات صوری ومعنوی مین اکمل اور قدرت مین کل معجزات انبیا پر مکمل تھی حکم صبر وتحمل اونکو مقامات
عدیدہ کلام مجید مین ہوا جیسا کہ فاصبر علی ما یقولون واصبر علی اذاہم واصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل وغیرہ فرمایا گیا اور اونحضرت نے کیسی فتنون اور اہانتون اور اذیتون پر دست کفار ومنافقین سی صبر کیا اوجھڑ
سر پر خس وخاشاک تن اطہر پر گروانا اور از سر تا پا خون مین نہانا گوارا رکھا دندان مبارک راہ خدا مین شہید
کرائے مگر زبان مبارک سے اُف نہ نکلا چاہتے تو ایک تُف سے خرمن ہستی کل کفار دنیا کو جلا دیتے
اور ایک اشارہ سے اوس انگشت معجز نما کے جس سے شق القمر ہوا کل منافقین دنیا کو دو ٹکڑے
کرکے فنا کر دیتے مگر راہ خدا مین سب اذیتین اور ذلتین اوٹھالین یہانتک کہ یار غار سے مخصوصین نے
گھنہ مثال مثال ابن ربیعہ کہالین اور ناک اور آنکھین سب سجالین مگر اونحضرت نے صبر وتحمل کو کام فرمایا خاموش
رہے اور صدمے پر صدمے سہے اسلیئے کہ حکم خدا اوسوقت نہ سزائی کفار کا تہا نہ افنائی کفار کا تہا پس
باوجود ہر طرح کی طاقت وقوت وقدرت کے راضی برضا رہے اور اگر کوئی کہی کہ شرفا و نجبا کے لیئے ہزار
جوتے ابن ربیعہ کے راہ خدا مین کہالینا اور سر کو جہاڑ ڈالنا اور لرضاء اللہ صبر کرنا بہت سہل ور آسان
ہی مگر بیٹی کی چہنوا دینے پر لرضاء اللہ کوئی پاجی سی بہی پاجی ہوگا وہ صبر نہین کرسکتا چہ جائی اینکہ شرفا اور
نجبا سے صبر ہو سکے بلکہ کیسا ہی رذیل ہو اگر بسبب عاجزی اور بزدلی کے اوس سی کچہ نہو سکیگا تو اپنے
پیٹ مین چہُری مارکر مر جانا تو ہو سکیگا پھر اگر یہ بہی نہو گا تو دنیا مین وس سی بیجا اور بیغیرت ترکون ہوگا
چہُری مارکر مر جانا اور بنا رضا مندی خدا جہنم مین ابد الاباد جلنا سب قبول ہے مگر یہ ننگ وعار قبول
نہین ہو سکتا ہی ور جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا جو معرکہ کربلا مین بار بار فرماتی تھی کہ الموت اولیٰ
من رکوب العار والعار اولی من دخول النار مصرعہ اولے تو شرفا اور ارازل سب کے حق مین صحیح ہی

لیکن مصرعہ ثانی اراذل کے حق مین بھی صحیح نہین ہی شرفا کے حق مین کیونکر صحیح ہوگا پس مصرعہ ثانی محض غلط ہے اور
اہل سنت ایسی ہی مقام کے لیئے کہتے ہین کہ شیعون نی صبر وتحمل نام بیغیرتی او ربیحیائی کا رکھا ہے اور حضرت ابوبکر
کا ابن ربیعہ کی جوتیان کھا کر صبر وتحمل کرنا ہرگز بیغیرتی اور بیحیائی نہین ہی اس لیئے کہ سر کے گرد جھڑ جاتی ہی لیکن کوئی
ہتک ناموس نہین ہوتی ہی برخلاف اسمقام کے کہ البتہ بے آبروئی اور ہتک حرمت ہوئی کہ بیٹی چھینی گئی اسکی
جواب کے آپ طالب ہین تو بندہ کہتا ہے کہ اسکا جواب یہ ہے کہ کون بیحیا کہتا ہے کہ بیٹی چھینی گئی شیعہ تو یہ
کہتے ہین کہ بخوف فتنہ وفساد عظیم ایک بادشاہ ظالم وغاصب کے ظلم وجور سے اور عباس کے بہت سمجھانے
سی اپنی بیٹی کو ایک منافق ظاہر الاسلام سی بجبر واکراہ بیاہ دیا جیساکہ احادیث تذکرہ سبط ابن جوزی اور ذخائر العقبی
وغیرہ سے ہمنے بیشتر اس سی ثابت کیا مین بیاہ دینے کو اگرچہ بجبر واکراہ ہو کوئی چھین لینا نہین کہتا ہے بلکہ
عوام نے کہا کہ بادشاہ وقت سی بیاہ دیا اور خواص نی کہا کہ منافق سے بجبر واکراہ بیاہ دیا پھر اسمین ہتک
ناموس اور بیحرمتی کیا ہوئی اور اگر خیال فاسد معترض مین یہ ہے کہ شیعونکے حدیث مین لفظ نکاح بغصب آیا ہی
تو ہم کہینگے کہ سنیونکے احادیث مین بھی نکاح بجبر واکراہ آیا ہے اور غصب کے معنے بظلم وستم لینے کے ہین
جیساکہ ہمنے کتب لغت سے ثابت کیا ہے اور اخذ نکاح بظلم وستم اور اخذ نکاح بجبر واکراہ کے ایک ہی معنی
ہین پھر اپنی احادیث مین چھین لینا نہ کہنا اور ہماری حدیث مین چھین لینا کہنا اسکے کیا معنے حالانکہ بڑا فرق ہے
درمیان ہمارے اور تمھارے کہ تم اپنی احادیث کی تصحیح کرتے ہو اور ہم اپنے حدیث کی تصحیح نہین کرتے
بلکہ اوسکی تضعیف کرتے ہین علاوہ اسکے غصب بنکاح سے غصب بسفاح مراد لینا اور اوسکا ترجمہ
چھین لینا کرنا اور اوسکو مستلزم زنا سمجھنا کام کسی نطفہ ناپاک ونجس یا نطفہ شیطان حرب کا ہے جیساکہ بحث لفظ
غصب مین مفصلا گزرا فارجع ثمہ یہان پر مخاطب نے رذالت عمر اور شرافت جناب امیر کی تصویر یہ طرح
کھینچی ہی جس سی عوام یہ سمجھین کہ عمر ایک ذلیل رذیل جولاہہ یا دھنیا یا قصائی یا خاکروب کے مانند تھا
اور جناب امیر مثل ایک بادشاہ جلیل القدر والانسب عالی منزلت کے تھے اور اس پردہ مین یہ افسون
دکھایا ہے کہ شیعہ اسکے قائل ہین کہ ایک ذلیل رذیل نے جسکو عمر کہتے ہین جناب امیر سے جلیل القدر بادشاہ کی
بیٹی غصب کی مگر جو لوگ اہل خبر ہین وہ بخوبی جانتے ہین کہ عرب کا کیا دستور تھا نہ وہان کوئی شخص جولاہہ

سمجھا جاتا تھا نہ وثعینا صرف قبائل کی شجاعت وسخاوت وشرافت وناموری کے ذریعہ سے اوسکی عظمت
تھی اور نہین اوصاف کی قلت سے رذالت تصور کیجاتی تھی اور بعد اسلام بذریعہ تقوی وصلاح وجہاد عظمت
حاصل ہوتی گئی غرض عمر کے نسبت ذلت وغیرہ کے خیالات جو شیعون کو ہین وہ اونکے اعمال وافعال سے ہین
نہ یہ کہ وہ مثل خاکروب کے ذلیل تھے پس اونکی خواستگاری اس عقد کے بارہ مین اسطور پر سمجھی جاتی ہی کہ جیسے
کوئی شخص اپنے خاندان مین عیب لایا ہوا اور بادشاہ وصاحب دولت ہوجائے اور وہ اپنی رذالت چھپانے
اور شرافت ثابت کرنیکے لیئے کسی عالیجاہ خاندان کے ایک شخص معزز کو مکرر کیدیہی مجبور کرے کہ ہمسے وصلت
منظور کرو ورنہ ہم بہت بڑی زک دینگے پس جناب امیر نے ناچار ہوکر وہ رفتار اختیار کی کہ جو عقلا وشرفا
کا ایسے ہنگام مین دستور ہے کہ اولاً حتے الوسع اس امر مین کوشش کی کہ وصلت نہو جسوقت دیکھا کہ چارہ کار
مسدود ہی تو حالت اضطرار مین بخوف ایذا رسانی اشرار یہ حرجہ ناگوار کہ بدتر از زہر مار تھا گوارا کرلیا اور حفظ
ناموس شریعت بہرحال منظور نظر رکھا پس ہماری اس تقریر دلپذیر نے یہ نتیجہ دیا کہ آپکی تحریر سراپا تزویر ہر خیرہ
بصیر کے نظرون مین حقیر ہوگئی اور مظلومیت حیدر کرار غیر فرار بغرض خوشنودی منتقم حقیقے وخداوند قہار اور
ظالمیت شر الاشرار کالشمس فی رابعۃ النہار ہویدا وآشکار بر فرض وقوع نکاح بالاجبار پایہ ثبوت کو پہونچگئی
قولہ اپنی احادیث اور اخبار کی کتابون پر خط نسخ کھینچتا ہی **اقول** اخبار ضعیفہ کے انکار سے ہرگز
خط نسخ نہین کھنچتا ہے بلکہ احادیث صحیحہ کے انکار سے خط نسخ کھنچتا ہے جیسے احادیث صحیحین مثل حدیث
فدک وحدیث قرطاس اور حدیث کاذب وغادر کے انکار سے خط نسخ صحیحین پر کھنچگیا اور شیعون کی یہان
تو احادیث انکار از نکاح بھی باعتراف اہلسنت موجود ہین جیسا کہ گذرا پس احادیث انکار سی جو بنابر عمل اصحاب
قوی ہین انکار کرنا خط نسخ کھینچنا نہین ہی ور حدیث ضعیف سے انکار کرنا خط نسخ کھینچنا ہے عجیب حماقت
مخاطب صاحب ہے **قولہ** غیر صحیح کہنا امام کو جھٹلانا ہی **اقول** کون احمق کہتا ہے کہ کافی کو شیعہ
مثل صحیحین اہلسنت کے لازم الصحت جانتے ہین بہت حدیثین صحاح اور حسان اور ضعاف کافی مین ہین کہ علمانی
ایک کو دوسرے سے تمیز دی اور کمال حماقت ہی کہ کوئی کہی کہ غیر صحیح کو غیر صحیح کہنا امام کو جھٹلانا ہے
قولہ حقیقت سی مجاز کیطرف پھیری **اقول** حقیقت سی مجاز کے طرف پھیرنا آیات کلام اللہ مین موجود ہی

جیسے ید اللہ اور وجہ اللہ لیکن اسمقام پر تو کوئی لفظ حقیقت سی مجاز کیطرف پھیرا نہین گیا اور جو معنی لغوی تھی وہی لیئے گئے کما اوضحناہ فی لفظ الغصب **قولہ** درصبر اور وصیت اور تقیہ سے ناہ کی **اقول** صبر اور تقیہ اور وصیت سی وہ حضرت و نیز ان حدیث کافی سی کوئی واسطہ نہین ہی بلکہ صبر تقیہ اور وصیت کا ذکر او سوقت کیا جاتا ہی کہ سبب اس نکاح جبر و اکراہ کو بقول اہلسنت تسکیناً و اسکاتاً للخصم فرض و تسلیم کر لیتی ہین تو ایک فاسق منافق کی ساتھ جواز نکاح کی علت صبر تقیہ اور تقیہ بحکم خدا و بوصیت رسولخدا کہتی ہین مخاطب صاحب اپنی حماقت سی اس ایک بات کو تین باتین سمجھتی ہین اور تاویلات حدیث کافی سے فرماتی ہین اگرچہ بساطی صاحب اور حی صاحب خوہ ہزل گو ہین مگر ہمارے حضرت مخاطب ونکی ہزلیات کا مطلب بھی نہین سمجھتی اور ہزل خو ہزل در ہزل اور گوہ در گوہ مرغی کا گوہ بتاتے ہین اور اپنی بھائیون کنجڑے قصائیون کو کھلاتے ہین اور وہ لوگ اوس سی مزے اوٹھاتے ہین **قولہ** جو معاملہ جناب امیر کو پیش آیا اکثر انبیا اور اوصیا کو ایسے معاملے پیش آئے **اقول** ہان جناب رسولخدا سیعود الدین غریبا ولتتبعن سنن من قبلکم شبر بالشبر و ذراعا بذراع سی وسکی خبر دی گئی تھی کما مر **قولہ** اور اونہون نی صبر فرمایا ہے **اقول** ہان یہ امر فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل سی ثابت ہے **قولہ** جیسا کہ حضرت لوط پر بھی ایسا ہی گزرا **اقول** جھوٹے کی ایسی تیسی کس شیعہ نے کہا ہے کہ حضرت لوط کی بیٹیان بجبر و اکراہ نکاح مین ایک فاسق منافق کے دیگئین اگر سچے ہو تو کسی کتاب شیعہ کا پتہ او نشان دو ورنہ مثل سارق دہلوی کے اپنے طرف سے تقریرین لغو بنا نا اور شیعون کیطرف نسبت دینا خسر الدنیا والاخرہ ہونیکے کچھ فائدہ نہین دیتا شیعون نی بنا بر جواز عقلی نکاح کفار سے استدلال کیا ہے ساتھ قصہ حضرت لوط کے کہ اگر نکاح با کفار عقلاً قبیح ہوتا تو حضرت لوط اپنی بیٹیونکو نکاح کفار مین دینے کو کیون فرماتے اور جناب رسولخدا کی بیٹیان بقول سنیونکے کفار کو کیون دیجاتین اور حضرت آسیہ نکاح فرعون مین کیون داخل ہوتین جیسا کہ سابق ازین کلام صاحب مواعظ و بلا بو الحسن اعلی اللہ مقامہما مین گزرا کہان یہ بات کہان وہ بات کہ شیعہ کہتے ہین کہ جو جناب امیر پر گذرا وہ حضرت لوط پر گذرا الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین وعلیہم لعنۃ اللہ والملائکہ والناس اجمعین **قولہ** جب فرشتے آدمی کیصورت ہو کر آئے اور اونکو کچھ شبہہ ہوا تو انہون نی اپنی بیٹیان اونکے سامنے کر دین **اقول** واہ بی الو

بیٹیان فرشتون کے سامنی کردین ہماری حضرت کو شل شاہ جی کے علاوہ کشف و کرامات و کمالات دیگر تاریخ وا
مین بھی بڑا دخل ہی جیسا کہ شیعون پر جھوٹھ باندھنے مین کمال ہی اُس کتاب مین یہ لکھا ہی شیعونکی نہ سنیون ہی
کی کتاب کا نشان دیجئی ورنہ ناحق جھک مارنے سے کیا حاصل **قولہ** ایسا کلمہ فحش زبان ہی کہا کہ اگر کرنا ہے تو
یہ بیٹیان حاضر ہین **اقول** ارے بدنصیب خدا سے ڈر تعجب ہے کہ برق قہر خدا اس جھوٹھی پر کیون
نہین گرتی ارے کمبخت حضرت لوط کے زبان سے کلمہ فحش نکلا اور قرآن مجید مین کلمہ فحش خدا نے کہا ارے
توبہ کر توبہ کر ان کنتم فاعلین کہ جسکے معنی ان کنتم فاعلین النکاح ہین کلمہ فحش ہی فضل اللہ والک وجعل النار مثواک
طرفہ یہ ہی کہ شیعونکے اوپر ایسی تہمت فاحش کرتا ہے اور تجھے خدا سے نہین ڈرتا ہے کس شیعہ نے کہا ہے کہ فاعلین کے معنے
فاعلین السفاح کے ہین تعجب ہی کہ اسقدر گوہ کھانے پر بھی ہیضہ نہین ہوتا لیکن اب انشاء اللہ القہار ہوگا **ع**
سچ ہے حرامزادے کی رسی دراز ہے - **قولہ** چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری فی مصائب النواصب مین اور اور
علمائی شیعہ نے اپنی کتابون مین اسکو لکھا ہے **اقول** جھوٹھے کے منہ مین ساری دنیا کا گوہ کیون نہ عبارت
اونکی نقل کی **ع** چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد - جو کچھ ہمارے علما نے قصہ لوط کا ذکر کیا ہی
وہ وہی ہے جو ہمنے پیشتر نقل کیا ہے اوس سے ان لغویات سی کچھ واسطہ نہین ہی **قولہ** اور علاوہ اسکی
حضرت ابراہیم اور حضرت آسیہ زن فرعون کی بھی مثالین دین ہین **اقول** جس بات مین مثالین دی ہین وہ
پیشتر گزرا اور جس بات مین ذکر ابراہیم کیا ہے وہ آگے آتا ہے **قولہ** تمام مجتہدین اور علما کے اقوال کا
خلاصہ اوسمین لکھا ہے **اقول** خلاصہ اقوال علما کا تو نہین ہی مگر خلاصہ اکثر روایات اہلسنت کا ہے جسکو سیکاتا
للخصم فرض کرلیا ہی ایک تو صغیرۃ السن ہونا ام کلثوم مفروضہ کا جو چار پانچ برس کے عمر ہونے سے ثابت ہی
جسکے روایات صحاح اہلسنت سی گذری کہ واستعذر بصغرہا وعتل بصغرہا فقال انہا صغرۃ فذکرلہ صغرہا کہ جس سی ام کلثوم
بنت فاطمہ ہی ہونا ہم باطل کرچکے دوسرے عمر کا شیخ فانی ہونا یعنے ایسا بڈھا خبیث ہونا کہ جسکو حاجت
نسا باقی نہ تھی ورنہ روایت صحیحہ صواعق مین کہ شیعونکے نزدیک غلط محض ہی ماردت الباہ کیون کہتا اور
یہ فقرہ مابعد اوسکا یعنے ولاکنی سمعت رسول اللہ کل نسب وسبب منقطع یوم القیامہ سنیون نی فقط بنظر
دفع خرافت خلیفہ صاحب بڑھایا ہی تاکہ کوئی نہ کہی کہ اس سن شصت سالگی مین ایسی کمسن لڑکی سی درخواست نکاح

کیون کی بطلان اسکا اسی سے ہی کہ قرابت سببی تو بدولت حفصہ خلیفہ صاحب کو حاصل تھی پھر اوسکی خواہش تحصیل حاصل وتطویل لاطائل بھی علاوہ اسکے بالبداہت معلوم ہے اور کیونکر خلیفہ صاحب کو معلوم نہو گا کہ حدیث بشرط صحت مخصوص ہی ورنہ نسب ابولہب اور ابوجہل اور زینب ابی العاص عقبہ وعتیبہ کب غیر منقطع ہوا اور بھی روایت عقد عاصم بن عمر سے جو ازالۃ الخفا مین ہی ثابت ہے کہ چند سال پیش از مرگ اپنی اولاد سے خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ لو کان فی ابیکم حرکۃ الی النساء لم یسبقہ احد الیہا یعنے اگر تمھارے باپ مین کچھ بھی حرکت الی النسا باقی ہوتی تو کوئی اوس پر سبقت نہ لیجاتا الغرض باقرار شیخ ثانی ثابت تہا کہ وہ حضرت عورتون کے کام کے نہ تھے پھر حضرات اہلسنت عمر صاحب سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی کیونکر جنواتے ہین اور پھر انہین روایتون سے ثابت ہے کہ ساٹھ برس کے سنمین چار برس کی لڑکی سے نکاح کیا اور تریسٹھ برس کے سن مین مرے پھر سات آٹھ برس کی لڑکی سے ایک لڑکا ایک لڑکی پیدا ہونا جز دیوانی اور مجنون کے اور کون باور کرسکتا ہے تیسرے مظہر الاسلام سے نکاح شرعاً جائز ہونا اور حضرت عمر باتفاق فریقین مظہر الاسلام تھے اسلیئے کہ کوئی شیعہ اونکی بظاہر مشرک بت پرست ہونیکا قائل نہین گو شیعہ اونکی منافق اور فاسق ہونیکے قائل اور فی الدرک الاسفل من النار ہونیکے معتقد ہون پس جواز نکاح مین کوئی کلام نہین ہو سکتا خصوصاً وقت جبر واکراہ غادر وخائن وکاذب وظلم وجور ظالم وجائر وغاصب نکاح جائز اور بسبب عدم وجدان شروط جہاد صبر وتقیہ لازم ہوگا جبر واکراہ وظلم وجور اونہین روایات سابقہ سے ثابت ہے کہ لم یکن یقبل منہ ذلک لعذر حتی الجاءہ فشق ذلک علی عمر فقال العباس زوجہ فقد بلغنی منہ کلام چوتھی غیر کی منگیتر ہونا وہنین روایات سابقہ مین موجود ہے وبانہ اعدہا لابن اخیہ جعفر وبانہ ارصدہا لابن اخیہ کہ اس کلمہ سے یاد دلانا حدیث جناب رسولخدا کا منظور تہا کہ جناب رسولخدا نے منع فرمایا ہے خواستگاری کو خواستگاری مومن پر چہ جائی اینکہ نامزد کسی مومن کی ہو چہ جائیکہ بحسب حکم ووصیت رسول نسبت مقرر ہو چکی ہو مگر حضرت عمر نے علانیاً الحکم اللہ ورسولہ کچھ بھی نہ سُنا اور بجبر واکراہ حسب اعتقاد اہلسنت نکاح کر ہی لیا پانچوین دپیشی زیادتی اعتلال وتکرار وانکار جو عذرات متعددہ پیش کرنے سے تہا جیسا کہ انہین احادیث سے ثابت ہے کہ باوجود اصرار جابرانہ کرہ پھر بھی راضی نہوئے یہانتک کہ نوبت عباسؑ کے سمجھانیکی آئی

تب اپنی نفس نفیس پر جبر کرکے راضی ہوئی اور سزا وار لقب غالب کل غالب ہوئی کہ اپنے نفس سی بھی مغلوب
نہوئے اور باوجود قدرت واختیار کے لرضاء اللہ صبر کیا اور بیٹی کو بیاہ دیا اس لیی کہ خدا کی طرف سے
بسبب فقدان شرایط جہاد حکم سزا دہی کفار و منافقین نتھا پھر اگر عمر کو سزا دینے کا قصد کرتے تو خلاف
حکم خدا ہوتا اور اوس شخص سی جو ہر دم طالب رضائی خدا ہے خلاف حکم خدا ہونا محال ہی صاحب
سیف صارم کی تقریر کا خلاصہ یہ ہی کہ جو ہمنی ذکر کیا کیون حضرت خیالات اقوال علما و مجتہدین کا ہے یا
خلاصہ احادیث مکذوبہ مجعولہ سنیان ہی دیکھو صاحب سیف صارم نے خلاصہ سی تمہاری احادیث کے
کتنی جوتیان تمہاری سر پر مارین مگر تمنے مثل حضرت ابوبکر کے کہ نعال ابن ربیعہ کھا کے سر جھاڑ ڈالا
اور ایک بات کا جواب بھی نہ دیا بلکہ ایک بات خارج از بحث کہ محض لغو ہی کہی کہ صبر کرنا کسیکی جبر و
قہر پر بیحیائی اور بیغیرتی ہی کیون حضرت آپکے ابوبکر نے جو ابن ربیعہ کی جوتیان کھا کر صبر کیا او تلوار نہ کھینچی
اور نہ مرے اور نہ مارا یہ بیحیائی تھی کہ نہین شرفا جوتیان کھاتے ہین کہ تلوارین کھاتے ہین دیکھیے علاوہ
صاحب سیف صارم کے ایک جھڑ دھوادھا ہمنے بھی آپکے سر مبارک پر جڑ ادھین اب حضور مرتے ہین یا
مثل حضرت ابوبکر کے صبر کرتے ہین **قولہ** ای مسلمانون کہان ہو کس نیند مین سو رہے ہے الی آخر القول کا لبول
اقول جناب والا خطاب اسمقام پر بڑی تیز زبانی فرما رہے ہین حالانکہ شیعون کی تیز زبانی سے
آپ خوب واقف ہین کہ آپ سے لیکر آپ کے خلفا کی ستر پشت تک انکی زبان نہین رکتی مگر اصل امر یہ ہے
کہ بات کا جواب بات سے ہے اور پاجی پن کا جواب جوتے کے ہاتھ سے ہے ہمنے پیشتر اس سے باقرار
شیعہ دسنی ثابت کیا کہ شیعہ منکر اس نکاح کے ہین تو وہ نہ روایات نکاح بخوشی خاطر کو جو سنیون نے بنایا ہی
مانتے ہین اور نہ روایات نکاح بجبر و اکراہ کو جسکی سنیون نی تصدیق و تصحیح کی مانتے ہین مگر چونکہ یہ روایتین
صحیحہ سنیان مبطل روایات نکاح بخوشی خاطر ہین اس لیی شیعون نی بفرض و تسلیم ان روایتونکو ذکر کیا ہے کہ
اس سی ظلم و جور خلیفہ جی ثابت ہو جائے اور اونکی عدالت بلکہ خلافت مین بٹا لگجائی اب حضور والا روایات
جبر و اکراہ کے منکر ہوتے ہین اور اوسکی تکذیب کا شور و غل مچاتی ہین تو شیعہ تو پہلی ہی سی اسکی منکر تھے
اور فقط تمہاری خوشی خاطر کے لیئے فرض و تسلیم کر لیا تھا اب بدرجہ اولے اوسکے منکر ہونگے لیکن

اون سُنّیون سے ہی جو تصدیق اور تصحیح اسکی کرچکے ہین ہماری وہی بحث ہی جو آپ ہمسے کرتے ہین جیسے صاحب
صواعق کہ ابتدائی بحث مین پہلے ہمنی اونہین کی روایت لکھی ہی اونہین ہی کہ صح عن عمر انہ خطب ام کلثوم من علی فاقبل
یعنی روایت صحیح مین آیا ہے عمر سے کہ اوسنے خواستگاری ام کلثوم کی اور علی نے نکاح کردینے سے
اعتلال کیا اور دیگر روایات مین اعتذر ہے یعنے انکار کیا اور عذرات پیش کیے لیکن کوئی عذر عمر نے نہ سُنا اور
جب کوئی شخص عذر نہین سُنتا ہے وہی جابر ومکرہ کہلاتا ہے پس اگر نکاح کردیا تو جبر واکراہ پر صبر کیا پس جو کچھ صاحب
سیف صارم فی بفرض انہین روایتون کے کہا تعجب ہے کہ فرض کہنیوالے پر یہ تشدد اور قائل قول اور
مصدق اور مصحح پر اوسکی کوئی تشدد نہین اب ہم سُنّیان مصدق ومصحح روایات جبر کے طرف خطاب کرکے
کُل عبارت آپکی منقلب کرتے ہین اور بجائی لفظ شیعہ لفظ سُنی لکھتے ہین کہ کالائی بد بریش خاوندش اولے
ای مسلمانو کیا سوتے ہو اوٹھکر بیٹھو اور ان پیران نابالغ یعنے صاحب صواعق اور صاحب استیعاب اور
صاحب مودۃ القربے اور صاحب تذکرہ خواص الائمہ اور عسقلانی شارح بخاری وکثیر من امثالہم جو روایات
جبر واکراہ کی تصحیح کرتے ہین اور صبر جناب امیر کے اس جبر واکراہ پر قائل ہین ان اپنی بزرگونکے عقل وحیا پر نوحہ
کرو اور اونکے ایمان اور انصاف کے جانے پر مرثیہ پڑھو اسلئے اخرما قال وجال ونال وفی افواہ خلفائہ کالکلب
شال وبال جہان جہان اس عبارت مین لفظ شیعہ ہے وہان لفظ حضرات اہلسنت لکھدو یہ تو بات کا جواب بات
سی ہوا اب جوتے کا ہاتھ اوٹھتا ہے ای مسلمانون کہان ہو کس خواب غفلت مین سو رہے ہو کسلیئے اپنے وقت
خوشوقتی کو کھو رہے ہو ذرا چونکو اور ہوش مین آؤ اور نہم ربیع الاول کا جوش وخروش دکھلاؤ اور قدعمر
سے بھی لا انبا ایک قہقہ تو لگاؤ اوٹھکر بیٹھو اور آنکھ کھولکر دیکھو اس بچے کچھے لپے شپے نادان بے دین بے ایمان
نیچریہ مسلمان سلیل الشیطان مولف لغویات اور مصنف ہزلیات اور اوسکے پیران بے پیر اور نابالغان کبیر
سراپا تزویر یعنے مجتہدین سیدین حزب الشیاطین اور علمائی دغل اور بیحیا اور معتقل کے عقل وحیا پر ہنسو اور
قہقہے لگاؤ اور اونکے ایمان اور انصاف کے جانے پر اور میان عمر کے فضائل سنانے پر اور ہر ایک کے
ہنسانے کے لیئے میان بشیر کا ہر سیہ پڑھو اور ہنستے ہنستے خدا کے طرح لوٹ جاؤ جیسا کہ صحیح بخاری مین ہے
ضحک اللہ حتی استلقی یعنی ہنسا خدا ایسا تا کہ اولٹا گرا اور سُنّیون کے حال زار ونزار پر نظر کرو دیکھو کہ کیسی عقل

وحیا اونکی جاتی رہی ہی کہ عیب کو ہنر کرکے دکھلاتے ہین اور عمر سے کشف ساق اور ضم الصدر اور بوس و کنار خفیہ
کروانے ہین اور کچھ نہین شرماتے ہین اور اوسکی تصحیح کیے جاتے ہین اور کیا کیا نہین بناتی ہین اور پردہ محبت
عمری مین اونکی شان مین کیا کچھ بکتے ہین جسکے سننے سے ام المؤمنین عائشہ جسکے خیال کرنے سے دل کو لرزہ ہوتا ہی
خیال کرو کہ جبر و اکراہ اور ظلم و ستم کو عدالت تقدیری عمری کہتی ہین بیغیرتی اور بیحیائی اور فسق و فجور کو حکومت
خلافت سے تعبیر کرتے ہین ای یارو یہ کیسے دوست عمر کے ہین کہ آنحضرت عالی درجت کہ جسکی شان ضلالت
نشان مین چالیس برس کے سن تک آیت تنجیس انما المشرکون نجس آئے اور جسکی نجاست اور ناپاکی پر اباکی نے
چالیس برس تک قسم کھائی اوسکی نسبت کیا کیا بکتے ہین اور کہتی ہین کہ ایسے نجس اور ناپاک ظاہر مین اولین و آخرین
سے بہتر اور میان عمر بہتر اور یہ لوگ کہتے تھے کہ انسے بجبر و اکراہ بیٹی لی اور اونہون نے مجبورانہ لڑکی دی لا واللہ
لا واللہ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ ہرگز ہرگز ایسا نہین ہی اور شیعون کا انکار بہت بجا اور فرق بعقل زرین
و متین ہے مگر سنیون کے منہ توڑنے کے لیے کبھی شیعہ اسکو فرض و تسلیم کرکے جابریت و قاہریت اور مقہوریت
قہار کے ثابت کرتے ہین **قولہ** ای بہایو مبرہی کا نام ہے کہ ایک منافق بیٹی کو غصب کرلے **اقول** کلام صاحب
سیف صارم مین کہین لفظ غصب نہین بس پھر ذکر اوسکا اس مقام پر سہو اسے یا جی پن کے اور کوئی سبب
نہین ہے آرسے ذکر نکاح بجبر و اکراہ ہے اور وہ خود تمہاری حدیثون سے ثابت ہے پھر اپنے منہ پر اپنے
ہاتھون سے تڑا تڑ جوتیان مارو کیون تمنے تصحیح اسکی کی اور شیعون نے لفظ نکاح بغصب کی جو بمعنی نکاح
بجبر و اکراہ ہے تصحیح نہین کی جو کوئی اوپر الزام دینگے وقدر تفصیلا فی بحث الغصب **قولہ** اور بجبر و اکراہ
نکاح ناجائز کر دیا **اقول** ہمنے سابق مین تفصیل بیان کیا کہ نکاح بجبر و اکراہ کے خواہ جائز ہو خواہ ناجائز
تصحیح و تصدیق کرنیوالے سینون کے بڑے بڑے جگادری ہین پھر اونسے کیون نہین پوچھتے کہ ای مسخرو
عمر نے یہ نکاح ناجائز کیون کرالیا ہے اور ہمنے بھی بیان کیا کہ نکاح بجبر و اکراہ کو کسی سنی اور شیعہ نے ناجائز
نہین کہا پس ایسی نکاح کو ناجائز کہنا اور تعبیر بسفاح کرنا کام کسی ولد السفاح کا ہے **قولہ** بیٹھے بیٹھے دکھا کرین
اقول اگر دیکھا نہ کرین تو کیا کرین کہ حکم جہاد نہ تھا ہی نہین لفقدان شروطہا ورنہ اشقیا کو فی النار بضرب
ذو الفقار صاعقہ کردار کرتے اور مار ڈالتے **قولہ** زبان سے کچھ نفرماوین **اقول** زبان سے تو

بہت کچھ فرمایا اور عذرات کیسے جیسا کہ تمہاری ہی احادیث مین فاعتذر و فاعتل وامثال ذلک وارد ہے مگر اشقی
الاولین والآخرین نے ایک بھی نہ سنا جیسا کہ اونہین احادیث مین گذرا فلم یکن یقبل منہ ذلک العذر
قولہ اور باوصف اعطائی قوت معجزہ و کرامات۔ **اقول** معجزہ اور کرامات اور خرق عادات واسطے
اثبات حقیت دعوئی نبوت و امامت کے ہین نہ واسطے دفع شر اعادی کے ورنہ جناب رسولخدا غار مین نہ
چھپتے اور کفار سے لشکرکشی واسطے جہاد کے نہ کرتے اور خون مین از سر تا پا آغشتہ ہوتے بلکہ فقط معجزے
سے کل کفار و منافقین کو فی النار کر دیتے **قولہ** صبر و تحمل کو کام فرماوین **اقول** خون مین ڈوبنا و دندان
مبارک کا شکستہ ہونا کفار قریش کا اوجھری سر پر پھینکنا ابن ربیعہ کا برا اپنے جوتے سر پر ابوبکر کے توڑنا انواع
واقسام کے ذلتین رضای خدا کے لئے گوارا کرنا ان جملہ امور کو اگر محمول بہ صبر نہ کیجئے گا تو آپ ہی فرمائیے کہ پھر
صبر کسے کہتے ہین آیا رسول خدا نے ان ظلمون کے عوض مین معجزہ سے طبقات زمین کو اولٹ دیا یا آسمان کو
پلٹ دیا یا صبر اختیار فرمایا **قولہ** خدا کی قسم ہے کہ مین تعصب کو دخل نہین دیتا **اقول** خدا کی قسم ہے کہ
مین بھی تعصب کو دخل نہین دیتا اور اپنے مذہب پر خیال نہین کرتا بلکہ صرف عقل و حیا کے راہ سے احادیث
صحیحہ سنیان جو کشف الساق وضم الصدر و بوس کنار خلیفہ پر دلالت صریح رکھتی ہین پیش کر کے پوچھتا ہون کہ ایسا
فسق و فجور کا نام تم نے عدالت عمری رکھا ہے یا حقیقت مین اس عدالت کی اور ہی کچھ حقیقت ہے میری
سمجھ مین تو یہی آتا ہے کہ انہون نے فسق و فجور عمری کا نام عدالت عمری رکھا ہے اور جبکہ جناب امیر نے اس
وقاحت عمری پر صبر کر کے شمشیر تلوار داری اور جھک کے بیٹھے رہ گئے اور صبر و تحمل کو کام فرمایا یہ کام بیغیرتی
اور بیحیائی کا ہے کہ نہین جو اونکے خلیفہ چہارم سے ہوا عجب ہے کہ بیحیائی خلیفہ سوم تھے اور حیای عثمانی کا
ایک شمہ بھی اونمین نہ تھا اس بنا پر احادیث صحیحہ سنیان کے اونکے بسبب فسق و فجور کے لیاقت خلافت سے بری
ہوئی اور خلیفہ چہارم اونکے بسبب بیحیائی اور بیغیرتی کے قابل خلافت نہ تھے خدایا اہلسنت کیسے دوست
خلیفہ دوم و چہارم کے ہین کہ بپردہ محبت مین اپنے خلفا کے کیسی دشمنی ظاہر کر رہے ہین اور نہین سمجھتے
کہ کیا کہتے ہین اور کیا بکتے ہین ہر بات اونکی دیوانون کی بک اور مجنون کے جھک ہے **قولہ** میرے
سمجھ مین تو یہی آتا ہے کہ انہون نے وقاحت اور بیغیرتی کا نام صبر و تحمل رکھا ہے **اقول** تیری سمجھ پر پتھر

پڑین او کمبخت بدنصیب خداوند قہار تجھکو جلد آتش قہر سے جلا دے اور تیری بدزبانی سے مسلمانونکو بچاوی
اگر تیری سمجھ بھی ٹھیک ہوتی تو شیعہ سے اشعری اور اشعری سے بیخبری کیون ہوتا سُنیون نے روایات
نکاح جبر و اکراہ کی تصدیق اور تصحیح کی اور شیعون نے الزاماً علیہم واسطے اثبات جبر و قہر خلیفہ صاحب کے
اون خرافات اور خزعبلات کو فرض کر لیا لیکن کسی سُنی اور شیعہ نے اوسکو تعبیر بہ وقاحت و بیغیرتی جناب امیر
علیہ السلام نہ کیا مگر تو بیحیا او بیغیرت صبر جناب امیر کو بیغیرتی اور وقاحت کہتا ہے ارے نا شخص از عہد آدم
تا ایندم سبھی بیٹیون کو خواہ برضا و رغبت خواہ بنا رضامندی و کراہت بیاہ دیتے ہین اور کسی عاقل نے بیٹی
بیاہ دینے کو بیغیرتی اور وقاحت نہین کہا ہی خصوصاً جسوقت کہ ظاہر مین بیٹی ایک بادشاہ وقت سے
بیاہ بجاوے اگرچہ حقیقت مین وہ بادشاہ اکفر الکفرہ و افجر الفجرہ ہو مگر ظاہر مین لوگ اوسکو مسلمان بلکہ
اہل اسلام کا حاکم جانتے ہون ولو غصباً پس کوئی مسلمان سُنی یا شیعہ بتلاوے کہ اسمین وقاحت اور بیغیرتی
کیا ہوئی جو مخاطب بیدین نے جناب امیر المومنین ع کیطرف اوسکی نسبت دی فقد افترا اللہ فاہ و جعل النار
مثواہ اور قطع نظر ان سب امور کے مخاطب سے کوئی پوچھے کہ تو شیعون سے اس بات کو کیون
پوچھتا ہے اپنے لکڑ دادا اون سے ہی کیون نہین پوچھتا جو روایات جبر و اکراہ کی تصحیح اور تصدیق کرتے ہین شیعون
نے تو کسی روایت جبر و اکراہ کی تصدیق ہی نہین کی بلکہ سبکو غلط کہا اور اوس نکاح سے انکار ہی کیا پھر شیعون پر
اسقدر غصہ کا کیا سبب ہے گستاخی معاف اسوقت ایک شعر مرزا فصیح کا برمحل یاد آگیا کہ فرماتے ہین

شعر نہ جھنجھلا شیعون پر ای چار یاری ٭ ترے پیرون نے تیرے — خود تمہارے علمانے جبر و
اکراہ کی تصحیح کی او پر جھنجھلاؤ تو بجا ہے شیعون پر بیجا ہے **قولہ** جبر و اکراہ قصد نکاح کرے پھر تماشا دیکھی
کہ وہ عامی چپ چاپ رہجاتا ہے یا اپنی جان عزت پر قربان کرتا ہے **اقول** قصد نکاح بجبر و اکراہ کا تماشا
تو ہمنے نہین دیکھا مگر قصد سفاح بجبر و اکراہ کا تماشا ایام غدر مین اپنی آنکھون سے ہمنے دیکھا کہ تم ایسونکی مان بہنون
کو سیکڑون سکھ اور گورے لیگئے مگر کسی شخص کو نہ سنا کہ جان عزت پر قربان کرے بلکہ اپنی اپنی جان لیکر
ہر شخص کو بھاگتے دیکھا تم شاید اون دنون مین کسی افغان کے پیچھے اور شکنجے مین ہوگے ورنہ تم بھی تماشا
دیکھ لیتی بالجملہ جو موقع اور محل جان دینے کا ہے وہان جان دینا شجاعت اور خدا کی اطاعت ہے اور

جہان اوسکا محل نہین ہے وہان جان دینا تہور اور جہالت اور سفلگی اور وقاحت ہی اور خلاف رضائے رب اور موجب اوسکے غضب کا ہی گو تم ایسے جاہل اوسکو تعبیر بمقتضائی شرافت و نجابت کرین لیکن تمہارے ثلثہ تو کسی مین نہ تھی جب شجاعت ہی نتھی تو تہور کہان سے آتا بلکہ از سر تا پا جبن مجسم تھے ہر لڑائی سی نوک دُم بھاگتے تھے اب ہم مخاطب احمق من الہبنقہ سے پوچھتے ہین کہ ایک بادشاہ ظالم نے ایک شریف سے بیٹی بیاہ دینے کی درخواست کی اوسنے دیکھا کہ اگر بیاہ نہ دونگا تو یہ ظالم فساد عظیم کریگا مجبوری و ناچاری بیاہ دی اس مین جان آبرو پر قربان کرنیکا کیا محل تہا لڑکی بادشاہ سے بیاہ دینے مین آبرو ریزی کیا تھی گو یہ بیاہ دینا بخوشی نہو بلکہ بجبر و اکراہ ہو ہم نہین سمجھتی کہ یہ بیہودہ کیا بیہودہ سرائی کر رہا ہے اور اپنے خلیفہ کی بڑائی کر رہا ہی یا بُرائی کر رہا ہے طرفہ یہ ہے کہ احادیث جبر و اکراہ کی تصحیح اونہین کے علما کر رہے ہین اونکو کچھ نہین کہتا اور ہم اوسی نکاح جبر و اکراہ کو تعبیر بنکاح ظلم و ستم کرین کہ یہی معنی غصب کے ہین حالانکہ اوسکی تصحیح بہی نکرین پھر بھی ناحق ناحق ہمسے اُلجھتا ہے اور بے سر و پا بکتا ہے اور اپنی بیہودہ گوئی پر خود ہی وجد کرکے ٹٹکتا ہے اور سمجھتا ہے کہ مین شیعونکو ذلیل کرتا ہون حالانکہ خود ذلیل ہوتا ہے اور اپنے پیرون کو ذلیل کرواتا ہے

فقاتلہ اللہ من قبایح اجہلہ

قال المخاطب القمقام ہداہ اللہ سبل السلام

اب مین قصہ لوط کا بھی مختصر جواب لکہتا ہون اور آیہ کریمہ کے تفسیر بیان کرتا ہون پوشیدہ نرہے کہ آیہ مذکورہ کے یہ معنی نہین ہین جو حضرات شیعہ نے تصور کیے ہین کہ حضرت لوط نے ویسی ہی بلا نکاح اپنی بیٹیان زنا کرنے کے لیے فُسّاق کے سامنے کردی ہون بلکہ مراد حضرت لوط کے پیش کرنے سے یہ تھی کہ تم انسے نکاح کرلو اور چونکہ اوسوقت نکاح کافر کے ساتھ جایز تہا اسلیے اوسمین کوئی قباحت شرعی نتھی اسی واسطے حضرت لوط کے طرف سے خدا نے یہ الفاظ فرمائے ہین کہ ہن اطہر لکم کہ حضرت لوط نے یہ فرمایا کہ میری بیٹیان تمہارے واسطے پاک و پاکیزہ ہین اور طہارت بے نکاح کے نہین ہوتی اگر کوئی شیعہ بھی کہے ہم اس امر کو نہین مانتی لفظ نکاح کا آیہ مین نہین ہی بجواب اوسکے ہم کہینگے کہ وہ تفسیرون کو ملاحظہ کرین

اور سُنیونکی تفسیرونکو نہ دیکھین اپنی ہی تفاسیر سے اسکی سند لین چنانچہ امین الدین طبرسی مجمع البیان مین جو کہ نہایت معتبر
تفاسیر شیعہ سے ہے اور طہران دار السلطنت ایران مین چھپی ہی اسی آیہ کے ذیل مین فرماتی ہین قال یاقوم ہولاء
بناتی ہن اطہر لکم وکان یجوز فی شرعتہ تزویج المومنة من الکافر کہ حضرت لوط کے شریعت مین نکاح مومنہ کا ساتھ
کافر کے جائز تھا اگر کوئی دانشمند شیعہ یہ کہی کہ اس آیہ کے ان الفاظ سے مطلب نکاح کا ہو لیکن دوسری آیہ مین تو
صاف فعل کرنا مذکور ہے کہ ہولاء بناتی ان کنتم فاعلین کہ حضرت لوط نے کہا کہ میری بیٹیان ہین اگر تم کرنیوالے
ہو تو کرو اسکے جواب مین بھی ہم اونہین کے تفسیرون پر رجوع کرتے ہین اور جو ان آیات کا مطلب انہون نی
بیان کیا ہے اوسکو نقل کرتے ہین چنانچہ تفسیر مجمع البیان مذکور مین علامہ موصوف فرماتا ہے کہ قولہ ان کنتم فاعلین
کنایہ عن النکاح ای ان کنتم متزوجین کہ فعل سی مراد نکاح ہی یعنی اگر تم نکاح کیا چاہو تو یہ میری بیٹیان حاضر ہین
اگر حضرات شیعہ کو ایک تفسیر پر اطمینان نہو تو دوسری تفسیر کی عبارت بھی سُنین کہ فاضل کاشانی علماء شیعہ
سے خلاصة المنہج مین اسی آیہ کے تفسیر مین لکھتی ہین کہ گفت لوط ای گروہ من اینہا دختران من اند ایشان را بحبالہ
کہ ایشان پاکیزہ اند شمارا و تزویج دختران بشرط ایمان بودہ یا در شریعت او تزویج مومنات بکفار جائز بود
الحاصل قصہ لوط سے اور واقعہ نکاح ام کلثوم سی کیا مناسبت ہے دونون مین بڑا فرق ہی حضرت لوط کے
شریعت مین نکاح مومنہ کا ساتھ کافر کے جائز تھا اور اونکا کہنا زنا کے لیئے نہ تھا بلکہ نکاح کے واسطے تھا اور
پیغمبر خدا کی شریعت مین اخیر کو نکاح ساتھ کافر کے حرام ہو گیا تھا اور مطابق اصول شیعہ کے دشمن اہلبیت اور
ناصبی کے ساتھ بھی نکاح حرام تھا علاوہ برین حضرت لوط کے بیٹیونکو کوئی غصب کرکے لے نہین گیا نہ اونکی
عفت و عصمت مین خلل آیا اور یہان تو معاملہ برعکس ہی کہ حضرت عمر نے نکاح بھی بجبر کرلیا جو کہ شرعاً جائز نہ تھا
اور پھر ام کلثوم کو اپنے گھر لیگئے اور چند سال تک رکھا اور اونسی اولاد پیدا ہوئی پس دونون شخصونمین زمین و
آسمان کا فرق ہی حضرات شیعہ کہانتک باتین بناوینگے کیا کیا تاویلین کرینگے جتنے کہوگے اوتنین جھوٹے ٹھہروگے
جو کچھ تاویل کروگے [illegible] الزام ہوگے اس بحث کے اول سے آخر تک دیکھ لو جو کچھ ہم کہتے ہین
وہ سچ ہے یا جھوٹ جس سے اسلاف محبت اہلبیت ظاہر اور صاف صاف اونکی دشمنی کا اقرار کرو اور اپنے
ہر عقیدہ اور ہر مسئلہ پر غور کرکے انصاف کرو کہ اس سی محبت اہلبیت کی ظاہر ہوتی ہی یا عداوت اگر محبت اہلبیت علیہ ہوتی

توکیا اونکی جناب پاک کے نسبت ایسی ایسی فاحش کی باتین منسوب کرتے اونکی شان مین ایسی ایسی بغیرتیان بیان کرتے
استغفر اللہ استغفر اللہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا چہ لافت میزنی از پاک دامنی تا بر خرقہ تو ابنہمہ داغ شراب چیست
جو کہ حضرت لوط کے قصہ کا بھی جواب بخوبی ہوچکا اب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کا کچھ بیان کرتا ہون

بقول التمسک بولایۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام

جو کچھ جواب شیعہ مین متعلق بقصہ حضرت لوط تہا ہم پیشتر بیان کر چکے کہ عدم حرمت عقلی کو اثبات بقصہ لوط
و بنکاح بنات رسول اللہ عند اہل السنۃ کیا ہی باقی جو تقریر ہہ کہ کذاب پر و کذا بین نی لکہی ہر گز کسی کتاب شیعہ مین نہین ہی
معاذ اللہ کہ کسی شیعہ کے زبان سے یہ نکلے کہ حضرت لوط پیغمبر کفار سے کہین کہ تم میرے بیٹون سے زنا کرو
حالانکہ مفسرین اونکی متفق ہون اسپر کہ حضرت لوط نے نکاح کرنیکو کہا تہا این چہ بی ایمان شیعون پر تہمت کرے
بیشک یہ ثانی شیطان ہی اور اگر مصنف آیات بینات کو کچھ بھی حیا اور شرم اور غیرت ہو تو جس کتاب شیعہ مین یہ لکہا ہے کہ حضرت لوط نے زنا
کرنیکو کہا تہا اوس کتاب کو ہماری پاس بہجا دین ورنہ ہماری تجویز و تشخیص کے جو دربارہ خلقت انسانی بشرکت شیطانی ہی مقرر ہو جائین ہم چھ مہینے بلکہ دو
برس تک انتظار کتاب مذکور کرینگے بعد اسکے سمجھینگے کہ آپکو شرکت شیطانی کا اپنی ذات شریف مین اقرار ہے اللہم العن الکاذبین ثم الکاذبین
لعنا وبیلا وعذبہم عذابا الیما **قولہ** حضرت عمر نے نکاح بھی بجبر کرلیا جو شرعا جائز نہ تھا **اقول** اگر شرعا جائز نہ تہا اور عمر نے بجبر و اکراہ کر لیا تو
جن صحابیون اور پیغمبر نے اون فی نکاح جبر و اکراہ کی روایات کی تصحیح کی ورضیہم الصدر ذا ابن للتقبیل کشف الساق والمنبر کے تصدیق کی اونہین
سی پوچھو کہ ان افعال ناجائز شرعی کی کیون تصدیق و تصحیح کی شیعہ تو کسی بات کی تصحیح نہین کرتے اور سبکو غلط سمجھتے
ہین اور اصل نکاح کے منکر ہین اب تبلاو کہ مصححین قابل پاپوش کاری ہین کہ منکرین مگر سنیونکے مذہب مین جب خدا ہی
عادل نہین ہی تو انصاف کہانسے آویگا **قولہ** اور چند سال تک رکہا اور اوسسے اولاد ہوئی
اقول اوسی چار برس کی لڑکی سے جبسہی نکاح کرکے بعد تین برس کے مرگئے سات برس کے
سن مین اولاد پیدا ہوئی اس خرق عادت کے مصدر اول خلیفہ ثانی ہوی سنیونکے نزدیک یہ اعجاز
عمری سمجھا جائیگا اور بیشک اب اونکے خلافت مین کوئی دہبا نہ لگائیگا مصدق ہماری تقریر کی وہ روایات
کا ذبہ سنیہ ہین جو مصنفین سنی منکوحہ عمر پر دلالت واضحہ کرتی ہین کہ شروع کتاب مین علمائی موثقین اہلسنت کے

تصیح سے مذکور ہو چکی اور تمہاری ملک العلما دولت آبادی اس ام کلثوم صغیرہ کے اولاد کے مکذب ہین جیسا کہ فرماتی ہین وکذلک ماتت ام کلثوم فی الصغر عند عمر ابن الخطاب لا عقب لہا

قال المخاطب القمقام ہداہ اللہ سبل السلام

بعض حضرات شیعہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی سارہ کو بھی ہزو و نے زبردستی چھین لیا تہا اور اوسوقت حضرت ابراہیم سے سوائے صبر اور دعا کے کچھ نہوا چنانچہ مولف سیف صارم اس مضمونکو اس عبارت سے بیان کرتا ہے وہو ہذہ بلفظہ علاوہ اسکے تفسیر عزیزی سی ایک ومختصر مضمون بمقام حاجت ہم لکھتے ہین زیادہ تفصیل تفسیر مذکور مین وہ دیکھ سکتے ہین کہ اونکے پیر عزیز کے ہے المختصر کہ سارا بی بی حضرت ابراہیم کی بہت خوبصورت تہین بسبب ظلم وجور اشقیا کے اپنے خاوند ابراہیم کے ساتھ سفر بصحرا نکلین جب مصر مین پہونچین تو وہانکا بادشاہ نہایت جبار تہا اوسکی عادت تھی کہ جو عورت خوش رو ہوتی تہی اوسکی خاوند کو مار ڈالتا تہا اور بہائی بند ہوتا اوس سی چھین لیتا تہا غرض انپر بھی وہی نوبت پہونچی کہ پیادے ظالم کے حضرت پاس آئے اور پوچھا کہ یہ عورت تمہاری کون ہے حضرت نے کہا کہ بہن ہے یعنے مراد حضرت کے دل مین یہ تہی کہ دینی بہن ہی اور اولاد آدم منصف فہیم اسجگہ سے طریقہ تقیہ اور شعار انبیا ایسے مقام مجبوری واضطرار مین خیال کر سکتا ہے کہ اوصیا کو اسوۃ واقتدا انبیا ہوتی ہی اور مومنین کو اسوۃ ان سے قوتا صبح صاحب کو اگر کچھ بھی قوت منفعلہ ہو تو سوچین اور شرم کرین کہ انکے پیر عزیز خود کیا لکھتے ہین غرض پیادگان شاہ مذکور نے ابراہیم کو توچھوڑ دیا اور حضرت سارہ خاتون کو زبردستی لے گئے حضرت ابراہیم نے جب یہ حال دیکہا تو نماز ودعا مین مشغول ہوی اور حضرت سارہ جب اوس شقی کے پاس پہونچین وہ شقی عاشق ہوگیا اور چاہا کہ بے ادبی کرے بالجملہ حضرت سارہ نے دعا کی کہ اوسکا حال یہ ہوا کہ دونون ہاتھ خشک ہوگئے بدحال ہوا انجام کو حضرت سارا نے دعا کی اچھا ہوگیا پھر بدذاتی کی پھر وہی حال ہوا غرض تیسری دفعہ حضرت سارا کو رخصت کیا اور ہاجرہ حوالہ کین ہم اس تحریر پر بھی آفرین ومرحبا کہتے ہین اور اس قصہ کے اس موقع پر ذکر کرنے پر شاباش شاباش کہکہ مولف کا دل بڑھاتے ہین کہ اسنے ایسے قصے کو چھیڑا جس سے ہمارا

مطلب حاصل ہوتا ہے اور ہمکو ایک عجب اثر ہوتی ہی لیکن سخت حیرت اونکے عقل اور سمجھ پر ہے کہ اسمین اونہون نی اپنا
کیا فائدہ تصور کیا ہے یعنے خلاصہ اس قصہ کا یہی ہی کہ حضرت ابراہیم کی بی بی سارہ کو نمرود کے آدمی پکڑ لے گئے
اور جب اوس شقی نے بیحرمتی چاہی حضرت ابراہیم نے خدا سے دعا کی خدا نے نمرود کا ہاتھ خشک کر دیا اور
اونکی بی بی کی عصمت کو بچا دیا بلکہ ایسا معجزہ دکھلایا کہ جسکے سبب سے اوس نے ایک لونڈی ہاجرہ اونذر
کی اب کوئی اس قصہ کو حضرت ام کلثوم کے حال سے ملا وے کہ مطابق ہے یا مخالف اگر حضرت ام کلثوم کے
ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہوتا کہ جب حضرت عمر اونکو اپنی گھر لیگئے تھے تب حضرت علی خدا سے دعا کرتے اور اللہ
جلشانہ حضرت ابراہیم کیطرح اونکی عصمت بچانیکے لیے عمر کا ہاتھ خشک کر دیتا اور اونکو ڈرا دیتا اور وہ معجزہ
دیکھکر صحیح و سالم ام کلثوم کو حضرت علی کے گھر بھیج دیتے بلکہ اپنی طرف سے ایک لونڈی وہ پیشکش کرتے اور تقصیر اپنی
معاف کراتے تو بیشک قصہ ابراہیم و سارہ کا مطابق اونکی حال کے ہوتا حالانکہ برخلاف اوسکے حضرت عمر
نے بزبردستی ام کلثوم کا نکاح کرالیا اور اپنے گھر آٹھ دس برس تک اونکو رکھا اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی
بھی اونسے پیدا ہوئی اور اونکے جیتے جی حضرت ام کلثوم اونکے گھر رہین اور بعد اونکے وفات کے حضرت
جعفر طیار کی بیٹی کے ساتھ اونکا نکاح ہوا پس تعجب ہی کہ خدا نے حضرت سارہ کے عصمت بچانے کے لیے تو
معجزات دکھلائے نمرود کا ہاتھ بھی خشک کر دیا اور حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ بنت رسول کے غصب کا
جب ایک منافق مرتد نے ارادہ کیا تو نہ خدا کے دریائے غیرت کو جوش ہوا نہ اسکا قہر و جلال ظاہر ہوا نہ
اوسنے کوئی معجزہ دکھلایا نہ اوس غاصب کا ہاتھ خشک کیا نہ کسی اور طرح پر اپنے رسول کے پوتی کو بچایا پس
اسکے کیا کہا جاوی کہ شیعون کا خدا بھی عمر سے ڈر گیا اور اوس نے بھی خوف کے مارے کچھ دم نہ مارا یا انکے
اپنے رسول کے وصی کیطرح اوسنے بھی صبر کیا اور تحمل فرمایا چونکہ ادنی آدمیونکو ایسے معاملات مین بے صبری ہو جاتی
ہی اور وہ جان دینے پر آمادہ ہو جاتے ہین مگر چونکہ امام اور وصی کا رتبہ و درجہ سب سے بڑا ہوتا ہی
اس لئی اونہون نے ایسے معاملہ مین بھی صبر کیا نعوذ باللہ من ہفواتہم و من سوء عقیدتہم اس قصہ مین ایک
شبہہ جاہلانہ اور رہا جاتا ہے جسکا رفع کرنا بھی مناسب ہے وہ یہ ہے کہ تواریخ و سیر سے ثابت ہے کہ
جب حضرت ابراہیم کے بی بی کو نمرود شقی نی پکڑوا بلایا حضرت ابراہیم نے خدا سے دعا کی اوس دعا پر خدا نی معجزہ

دکھلایا اور نمرود کا ہاتھ خشک کیا اور حضرت علی نے بعد جانے ام کلثوم کے دعائین کی کہ خدا اوسکو قبول کرتا اور معجزہ
دکھلاتا فقط اتنا شک ہے سچ ہے کہ حضرت علیؑ نے دعائین کی اور یہ بھی درست ہے کہ جب خود حضرت امیر جنکی
بیٹی غصب کی گئی خاموش ہوگئے تو خدا کیا کرتا وہ بغیر دعا وسوال کے کیون اپنا قہر نازل کرتا لیکن حضرت امیرؑ
کو دعا کا مانع کون تہا اونہون نے کیون سکوت فرمایا اور دعا کے لیئے اونہون نے اپنے گہر مین رات کیوقت
کیون دروازہ بند کرکے ہاتھ نہ بڑھایا اگر مقابلہ کرنے مین خوف جان کا اور لڑنے مین اندیشہ قتل کا تہا تو خیر
ایک مجبوری تہی جسکے باعث سے خاموش ہوگئے لیکن گہر مین رات کے وقت کسکا ڈر تہا جسکے سبب سے
دعا تک نہ مانگی شاید خیال حضرت عمر کا ہوگا کہ وہ اکثر رات کو بغرض گشت کے لیئے نکلا کرتے اور لوگونکی خبر لیا کرتے
تہے اگر کہین حضرت امیرؑ کو دعا کرتے سن لیتے تو شاید اونکو تکلیف دیتے اور پہر وہی امر پیش آجاتا جسکے لحاظ
سے حضرت امیر ساکت ہوگئے تہے یعنے خوف قتل مگر خیال اوسوقت کرنا ضرور تہا جبکہ دعا کے لیئے چلانا ضرور
ہوتا حالانکہ جہر دعا کے لیئے ضرور نہین ہے خدا دل کی دعا کو بھی ویسا ہی سن لیتا ہے جیسا کہ زبان سے چلانیکو
سنتا ہے پس دل ہی سے دعا کرتے اور زبان سے کچھ نہ فرماتے غرض تو مطلب حاصل ہونیسے تہی پس حضرت
امیرؑ کے مقابلہ نہ کرنیکا سبب تو ہمنے مانا کہ خوف جان کا تہا اور آواز سے دعا نہ کرنے کے لیئے بھی ہمنے معذور
تصور کیا کہ اندیشہ عمر کے سن لینے کا تہا لیکن دلسی دعا نہ کرنیکا کوئی سبب سمجھ مین نہین آتا کاش کوئی شیعہ ہمکو یہ بتا دے
اور ہمارا شبہہ دور کردے اگر کوئی دانشمند یہ فرما دے کہ جب نکاح کردیا تو پہر دعا مانگنے کی کیا ضرورت تہی
معاذ اللہ معاذ اللہ عمر زانی اور فاسق تہے جنکے ساتہ اپنی بیٹی کا نکاح کرنیسے حضرت علی کچھ لحاظ فرماتے
تو پس یہی قول ہمارا ہی ہے روایت اول فرج غصبت منا کو کیا کرینگے اور اون صدہا اوراق کو جو اس نکاح کی
توجیہ کے لیئے علماء نے سیاہ کیئے ہین کس آنکہ کے پانی سے دہو دینگے اگر نفس الامر یہی ہے کہ حضرت علی حضرت
عمر سے راضی اور حضرت عمر حضرت علی سے خوش تہے اور دونون ایمان و اخلاص مین ایک دوسرے پر بہروسا
رکہتے تہے اسلیئے اپنی خوشی سے نکاح کردیا تو پہر سب جہگڑا طے ہوا لیکن مذہب تشیع کا بطلان کالشمس فی نصف النہار
ثابت ہوا اگر حقیقت مین یہ بات جو ہمنے بیان کی حضرات شیعہ تسلیم کرلین تو اونکو سوائی اپنی مذہب کے
چہوڑ دینیکے دوسرا چارہ نہین ہی اور اسی واسطے اونکے علمانے ہزارون قسم کی تاویلات فرمائین جنکی

ضرورت نہ تھی لیکن اصل حقیقت کے بیان کرنے سے چشم پوشی کی کسی نی عذر خوف جان کا بیان کیا کسی نے اوسکو صبر و
تحمل پر محمول کیا کسی نے اوسکے معارضہ مین حضرت لوط کے قصے کو پیش کیا کسی نے حضرت ابراہیم کی بی بی سارہ کے
پکڑے جانے پر بطور نظیر کے بیان کیا کسی نے حضرت ام کلثوم کے شکل پر جنیہ کے شکل ہونیکا دعوی کیا بہرحال یہ سب
نظیرین اور مثالین اور حکایتین بیان کرنا اور راوین کے عذرات اور وجوہات پیش کرنا بلکہ اس نکاح کو مثل
مردار کے کہانیکے جو ضرورتاً شرعاً حلال ہو جاتا ہے سمجھنا کس لئے ہی اسی لیئے تاکہ یہ ثابت ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے
عنہ لائق زوجیت حضرت ام کلثوم کے تھے اور حضرت علی نے خوشی ہی اونکے ساتھ نکاح کیا مین ایک حضرت عمر کے فضیلت
سے انکار کیواسطے کیا کیا توجیہات کیئے ہین اور کیسے کیسے الزام حضرات اہلبیت پر دیئے ہین کہ کچھ ہو خواہ اہلبیت
بدنام ہون خواہ اونکے بنات طیبات معصومہ ٹھہرین خواہ اونکے اولیا پر وقاحت کا الزام آوے سب کچھ
منظور اور قبول ہے لیکن حضرت عمر کے فضیلت کا اقرار نہ کیا نہ کرتے ہین نہ کرین گے

بقول المتمسک بولایۃ علی بن ابیطالب علیہ السلام

اصل قصہ ابراہیمی کے ذکر کیوجہ شیعونکو یہ ہے کہ جب حضرات اہلسنت نی اعتراضاً علی الشیعہ فرمایا کہ ایسے مقامات مین
جناب امیر علیہ السلام کے صبر و تحمل کا ذکر کرنا بے حیائی اور بےغیرتی اور وقاحت اور بےشرمی کا نام صبر و تحمل کہنا ہی جیسا کہ ابھی
چند سطر پیشتر مخاطب نی فرمایا کہ میری سمجھ مین تو یہی آتا ہے کہ انہون نے وقاحت اور بےغیرتی کا نام صبر و تحمل رکھا
ہی انتہی اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی بیٹی سے بجبر و اکراہ نکاح کرنیکا قصد کرے پہر تماشا دیکھی کہ وہ
عامی چپ چاپ رہتا ہے یا اپنی جانکو عزت پر قربان کرتا ہے اور بعد اسکے بھی فرماتی ہین کہ ادنی آدمیون کو
ایسے معاملات مین بےصبری ہو جاتی ہی اور جان دینے پر آمادہ ہو جاتے ہین شیعہ جواب مین ایسے خرافات
کے کہتے ہین کہ عمر نے بقول تمہارے تو قصد نکاح بجبر و اکراہ کیا تہا اور بقول تمہاری محدثین کے یہ نکاح بجبر و اکراہ
واقع ہوا اور بقول شیعہ محض غلط ہر گز یہ نکاح واقع نہین ہوا مگر بفرض قول سنیان اگر بجبر و اکراہ واقع بھی ہوا
تو نکاح ہی واقع ہوا مگر معاذ اللہ کسی نے قصد سفاح کا اس مقام پر ذکر نہین کیا پس اگر قصد نکاح بجبر و اکراہ یہ
ادنی لوگونکو مارنا مرنا اور عزت پر جان قربان کردینا بقول مخاطب لازم ہے اور صبر و تحمل کمال بےغیرتی

اور بیحیائی ہی تو قصد سفاح پر بدرجہ اولے مارنا اور مرنا اور جان کو عزت پر قربان کرنا لازم ہوگا خصوصاً انبیا کو
لازم اور واجب ہوگا حالانکہ اوس بادشاہ نے جو حضرت ابراہیم کے زمانہ مین تہا حضرت سارا کو بقصد سفاح لینے کا
قصد کیا اور حضرت ابراہیم نے نہ اوسکو مارا نہ خود مرے نہ جانکو عزت و آبرو پر قربان کیا بلکہ صبر و تحمل کیا اور
مشغول بعجز و نیاز و دعا و نماز بدرگاہ خداوند کارساز ہوئے جیسا کہ تفسیر عزیزی مین لکھا ہے پس اگر صبر و تحمل مقام
مجبوری و ناچاری مین بیحیائی اور بیغیرتی ہی تو معاذ اللہ جناب امیر کے جدّ اعلی بیحیا ٹہرے کہ انہون نے تو صبر فقط
نکاح جبر و اکراہ پر کیا اور اونہون نے تو صبر جبر و اکراہ قصد سفاح پر کیا اب فرمایئے کہ آیا نکاح مین جو سنّت
جاریہ سارے دنیا مین دنیات خواہ بخوشی و رغبت خاطر خواہ لمصلحۃ بجبر و کراہت ہوا کرتا ہے بیغیرتی اور بے آبروئی
ہے خصوصاً جسوقت نکاح ایک بادشاہ وقت بظاہر مسلمان سی ہو کہ جسکو اہل دنیا موجب فخر و مباہات سمجھتی ہین
یا بیغیرتی اور بیحیائی اسمین ہی کہ ایک بادشاہ کافر و مشرک کسیکی جورو کو واسطے سفاح کے چھین لی اور وہ شخص
تلوار نہ پکڑے اور مشغول دعا و نماز ہو اور آیا وقت مرنے اور مارنے کا اور جان پر کہیل جانیکا یہ ہے کہ
وہ ہے پس مضمون مرنے اور مارنے کا تو بالکل غلط اور بطالت اور جہالت ٹہرا خصوصاً اون لوگون سے
جنکے پیر سراپا تزویر ہمیشہ جان پر آبرو کو قربان کرتے تھے اور صف جنگ سے بیحیائی و بیغیرتی بہاگ کہڑے
ہوتے تھے اور مصداق فولّیتم مدبرین اور فقد باء بغضب من اللہ کے ہو جاتے تھے باقی رہا مضمون دعا کہ
یہی غریبون اور ضعیفون اور مسکینونکی تلوار اور سپر ہے پس ہتھیار اور سپر کا حال یہ ہے کہ اگر انبیا اور وصیا
اپنے مالک کے مرضی پاتی ہین تو اوسکو پیش کرتے ہین ورنہ صبر کرتے ہین جیسی جناب سید الشہدا روحی له الفدا
اور حضرت یحییٰ اور زکریا نے صبر کیا اور راہ رضائی خدا مین جان و مال و آبرو سبھی کو دیا فطوبی لہم وحسن مآب
ہمارے مخاطب بکمال جہالت سے پوچھتے ہین کہ حضرت ابراہیم نے تو دعا کی اور جناب امیر نے اگر دعا
نکی تہی تو رات کو چھپا ہی کے کیون دعا نہ کی کہ عمر کا ہاتھ مثل ابراہیمی کافر کے خشک ہو جاتا عجب نا سمجھ ہے
کچھ نہین سمجھتا کہ کس بات مین تشبیہ دیا تہا ابراہیم کے دیکھی یعنی جسطرح اونہون نے قصد سفاح پر جان نہین دی اونہون نے
بھی قصد نکاح ولو بالاکراہ پر صبر کیا اور جان نہین دی حالانکہ جان دینا وہان ضرور تہا کہ قصد سفاح تہا اور
یہان ضرور نہ تہا کہ قصد نکاح تہا یہ غرض نہین ہے کہ کل قصۂ ابراہیمی اور کل قصۂ عمری ایک ہی نہین حضرت ایک

نہین ہی یہ قصور آپکے فہم کا ہے ان دونو مین فرق ہی یہ کسنے کہا کہ ہر طرح سے ایک ہی بادشاہ وقت ابراہیم بظاہر
و باطن کافر تہا اور بادشاہ عہد جناب امیر بظاہر مسلمان کو حقیقت مین منافق تہا پہر بادشاہ عہد ابراہیم خواہان سفاح
تہا جس مین ہتک حرمت ظاہر ہے اور بادشاہ عہد جناب امیر خواہان نکاح تہا جس مین ظاہری عزت تہی اگرچہ
اوسکے نفاق باطنی سے نفرت تہی اور ناگوار خاطر اقدس تہا مگر مصلحۃً للوقت بیٹی بیاہ دینا ضرور تہا ورنہ وہ فتنہ و فساد
ہوتا کہ باوجود عدم حکم جہاد خلاف مرضی خدا نوبت جہاد کی آتی اس لیئی جناب امیر نے نہ دعا کی نہ دعا کی اور حضرت ابراہیم
کے چونکہ بظاہر آبرو پر بن آئی انہون نی دعا کی اور جناب امیر علیہ السلام اگر عاجز ہوتے تو دعا کرتے اونکو
عاجز کون کہتا ہے خصوصًا اون ہیجڑون سے جو لڑائیون مین توک دم بہاگتے تھے مگر تابع مصالح خداوندی تھے
جب غصب خلافت مین مصلحۃً للوقت صبر کیا تو بیٹی بیاہ دینے مین کیون صبر نکرتے ہان اگر عمر مثل بادشاہ وقت ابراہیم
طالب سفاح ہوتا تو بغیر دعا غیرت خدا مقتضی اوسکے فی النار کردینے کے ہوتے اور شجاعونکے لیئے ننگ و عار
ہے ہیجڑون پر تلوار کہینچنا بلکہ امثال ابولولو ایک اشارہ مین فقط ایک قصابی چہری سے کل شرارت نکالدیتے
مگر مصلحت خدا امتحانًا للناس اسمین تھی کہ مثل شیاطین جن کی شیاطین انس بہی دنیا مین رہین کہ جسمین نیک از بد جدا ہو جاے کما
ایک حدیث مین وارد ہے کہ جس وقت جناب امیر علیہ السلام مشغول تغسیل جناب ختمی مآب تھے کسی نے خبر دی کہ
یا حضرت عمر اور ابوبکر اپنے لیئے بند و بست خلافت کر رہے ہین حضرت نے اس آیہ وافی ہدایہ کو تلاوت فرمایا
الم احسب النّاس ان یترکوا ان یقولوا آمنّا وہم لا یفتنون یعنی گمان کرتے ہین لوگ کہ چہوڑ دیے جائینگے اتنی ہی بات
پر کہ وہ کہین کہ ہم ایمان لائے درحالیکہ وہ لوگ امتحان نہ کیے جائین اگر عمر نہوتا تو عمری اور علوی مین فرق کیونکر
ہوتا اور اگر یزید نہوتا تو درمیان یزیدیون اور حسینیون کے تمیز کیونکر ہوتی پس مصالح خداوندی کو خدا اور رسول
اور اونکے نواب خوب جانتے ہین سے امور مملکت خویش خسروان دانند جو کچہ کہ اس مقام پر مذکور ہوا انہا اسکی
اور تنزل اور فرض نکاح کے ہے فلا تغفل **قولہ** اوسوقت حضرت ابراہیم سے سوائے صبر اور دعا کے کچہ نہوا
اقول اس بات کی تصریح تو تفسیر مین تمہارے پیر عزیز بے تمیز کے موجود ہے اور ہرگز اوسمین نہین ہی کہ حضرت
ابراہیم کی غیرت مقتضی جان دینے اور لینی کی ہوئے حالانکہ وہان سفاح تہا اور یہان نکاح تہا گو بجبر و اکراہ تہا
پس اگر نکاح مین صبر بے غیرتی اور وقاحت ہی تو ہزار درجہ بڑہکر اوس سے سفاح مین صبر بے غیرتی اور وقاحت

ہوگا **قولہ** شاباش شاباش کہکر مؤلف کا دل بڑھاتی ہین **اقول** ہم ہزار نفرین تمہاری سمجھ پر کر کے تمہارا دل گھٹاتی
ہین **قولہ** جس سے ہمارا مطلب حاصل ہوتا ہی **اقول** اسی حماقت سی تمکو بیحریت کا مطلب بھی حاصل ہوا
کہ پیغمبر اور امام تو بیغیرت ہی تھی خدا پر بھی بیغیرتی کا اعتراض ہونیگا اس بیحیائی اور بیغیرتی مخاطب کا کچھ ٹھکانا ہے
قولہ اوس مین کیا فائدہ تصور کیا **اقول** فائدہ یہ تصور کیا کہ تمہارا صبر کو اور نہ مارنے اور نہ مرجانے کو
بیحیائی کہنا تمہاری بیحیائی ہی مگر تم ایسے ناتشخص تشخیص فائدہ کب کرسکتے ہین **قولہ** خلاصہ اس قصہ کا یہی ہے **اقول**
خلاصہ تفسیر عزیزی کا تو خود مذکور ہو چکا اب خلاصہ کرنا فقط اس لیئی ہی کہ کوئی بھاگنے کا راستہ ملے کہان بھاگوگے
اور کیا کھوگے ہر طرف سی تو آپکی راہ مسدود ہے **قولہ** حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے دعا کی خدا نے نمرود کا ہاتھ
خشک کردیا **اقول** تمہارا ادعا عزیز بے تمیز تو کہتا ہے کہ سارا کے دعا سے ہاتھ خشک ہوگیا اور تم ابراہیم علیہ السلام
کے دعا سے کہتے ہو کون تم مین جھوٹھا ہے اور کون سچا ہے **قولہ** اگر حضرت ام کلثوم کے ساتھ ایساہی معاملہ ہوتا
اقول کیونکر ایسا معاملہ ہوتا کہ نکاح تھا اگرچہ بجبر و اکراہ تھا سفاح نہ تھا اگر عمر بھی قصد سفاح کرتا تو وہان فقط ہاتھ
خشک ہوا تھا یہان تو برق قہر خدا از سرتا پا جلا کر خاک سیاہ کردیتی **قولہ** اونکی عصمت کے بچانے کے لیئے **اقول**
اونکی عصمت تو بسبب نکاح ولو بالجبر والاکراہ کے خود بچے ہوے تھے بچانیکی کیا حاجت تھی اگر قصد سفاح ہوتا
تو بیشک برق قہر خدا گرتی اور عصمت کے بچنے کی وجہ یہ تھی کہ بنا بر تمہارے علما کے روایات صحیحہ کے سن پانچ چار
برس کا اور تین برس کے بعد نکاح اپنے مقر کو گیا پھر عصمت کے بچنے مین کیا شک رہا اور وجہ یہ تھی کہ بڑھا خبیث
شصت سالہ باقرار خود بیکار از کار تھا **قولہ** اپنی گھر آٹھ دس برس اونکو رکھا اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی اونسے
پیدا ہوئی **اقول** خدا کی لعنت اس جھوٹھ پر بیٹی بیٹا پیدا ہونے پر کوئی دلیل بیان کی ہوتی یہ دعوائے
بیدلیل قبول خرد نہین - زید بیٹا ام کلثوم بنت جرول خزاعی کا تھا اسکو ہم بیشتر تمہاری علما کے بیان سے
ثابت کرچکے عبارت ہدایۃ السعدائی دولت آبادی بھی نقل کرچکے کہ ماتت صغیرۃ عند عمر ابن الخطاب لاعقب لہا
اب جتنے علما نے تمہاری تصحیح احادیث صغر سن کی ہی تم اونکے نام پر ہمارے سامنے ہزار ہزار جوتے مارو
تب ہمسے خواہان جواب ہو اوسوقت ہم کہینگے کہ یا بیٹا بیٹی ہونے پر کوئی دلیل قابل قبول اپنے خصم کے
قایم کردیا ہماری سامنے سر جھکا دو کہ ہم ہزار مارین اور ایک گنین **قولہ** بعد اونکے وفات کے جعفر طیار کی

بیٹی سی **اقول** جعفر طیار کی بیٹی سی صحیح اور بعد اونکی وفات کے غلط و قد مر فی بدو البحث فتذکر **قولہ** نہ خدا کے دریای غیرت کو جوش ہوا **اقول** اگر کوئی بیچیا ور بیغیرت اپنی بیحریت سی خدا پر اعتراض کرتا ہے تو پہلے نکاح و سفاح کا یکسان ہونا ثابت کرے تب اعتراض کرے وانی لک ہذا نعوذ باللہ من ہفواتک ومن سوء عقیدتک **قولہ** اس قصہ مین ایک شبہہ جاہلانہ **اقول** سوال بھی جاہلانہ جواب بھی جاہلانہ سب اپنی طبیعت کے گھڑے ہوئے ہین اور کل اگر مگر خیالات شیخ چلی کے ہین اور بنای فاسد علی الفاسد ہے اسلیے اسکے جواب مین جز جواب جاہلان باشد خموشی۔ کیا کہا جاوے شیخ چلی کے خیالات مخاطب والاصفات کو کیسے کیسے باغات رنگین دکھلا رہی ہین اور کس کس خار سی دامن ہوا و ہوس اولجھا رہے ہین ہین اونکے ساتھ کہانتک پہرون اسلیئے ابتدا ہی مین تعظیماً دو چار نری استرا اور ادھوڑی استرا اونکے موچی صاحب کی پیش کرکے علیحدہ ہو گیا **شعر** یار سیر چمن کو اوٹھتا ہی جی مین آتا ہے بڑھکے دون جوتا

قال المخاطب المقتام ہداہ اللہ سبل السلام

دوسری تاویل وصیت جوکہ ہم اوپر صبر و تحمل کے تاویل سی جواب دیچکے اب دوسری تاویل کو بیان کرکے اسکا رد کرتے ہین جبکہ حضرات شیعہ نے خیال کیا کہ صبر کے تاویل درست نہین ہے اور بغیر کسی وجہ خاص کے ایسے نازک معاملہ مین تحمل کا عذر صحیح نہین اس لئے تائید دوسرے طرحسے کی اور اوسکے لئے ایک وجہ خاص پیدا کی یعنے وصیت کرنا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ حضرت سرور کائنات اپنی وصی اور امام اول کو وصیت فرما گئے تھے کہ وہ سوائی صبر کے کچھ نکرین اور جو جو ظلم و ستم خلفا جور کرین اون سبکے برداشت کرین اور جو جو واقعے پیش آنیوالے تھے سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیرؑ سے کہہ چکے تھے اور ہر ایک واقعہ پر صبر و تحمل کی وصیت کر گئے تھے تو پھر کیونکر ممکن تہا کہ وصی نبی کے حکم کے خلاف کرتے اور صبر کو چھوڑ دیتے چنانچہ اس مضمونکو قاضی نور اللہ شوستری نے اپنے مصائب مین بیان کیا ہی جسکا ترجمہ فارسی ازالۃ الغین مین مذکور ہی کہ اوسکو ہم نقل کرتے ہین وہو ہذہ وبعضے از جہال ایشان گفتہ اند کہ چہ گنجایش دارد کہ علی تسلیم نکاح کند ابنہ خود را بر چنیکہ شما چنین صفت کردید و ما میگوئیم کہ این سخن جہل ست بہ وجوہ تدبیر و بیان این آنست کہ چون رسولخدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصیت کرد علی را بانچہ محتاج بود در وقت وفات و معلوم او کردانید جمیع آنچہ جاری خواہد شد
از امر مستولین واحدا بعد واحد پس علی گفت مرا بانچہ امر میکنی آن حضرت فرمود صبر کن تا مردم رجوع کنند بسوی تو
از روی طوع پس آن ہنگام قتال کن با ناکثین و قاسطین و مارقین و با احدی از ثلثہ منازعت مکن تا خود را بدست خود
در تہلکہ نیندازی و مردم از نفاق بشقاق بر گردند پس علی علیہ السلام حافظ وصیت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بود بواسطہ حفظ دین تا مردم بہ جاہلیت بر نگردند و چون عمر خواستگاری ام کلثوم نمود علی متفکر شد و گفت
اگر مانع شوم او قصد قتل من خواہد کرد و اگر قصد قتل من کند و ممانعت کنم او را از نفس خود بیرون روم
از اطاعت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و مخالفت وصیت او میکنم و داخل میشود در وین آنچہ مذکور میکرد
از ان رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس تسلیم اشبہ درین حال اصلح بود از قتل و از بیرون رفتن از وصیت
رسول خدا پس تفویض نمود امر او را بخدا و دانستہ بود کہ آنچہ عمر غصب کرد از اموال مسلمانان و ارتکاب
کرد از انکار حق او و قعود بجائے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تغییر احکام الٰہی و تبدیل فرائض خدا
چنانچہ گذشت اعظم است نزد حق تعالے و افظع و اشنع است از اغتصاب این فرج پس تسلیم کرد و صبر نمود
چنانچہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امر نمودہ بود خلاصہ اسکا یہ ہے کہ حضرت امیرؑ کو پیغمبر خداؐ نے وصیت
کی تھی کہ تم خلفائے ثلثہ کے عہد میں کچھ بولنا اور کچھ کرنا جو ظلم و ستم وہ چاہیں کریں سر نہ ہلانا جو کچھ چاہیں وہ غصب
کرلیں کچھ نہ بولنا اسی واسطے حضرت علیؑ نے اصل معاملہ امامت و خلافت میں کچھ دم نہ مارا اور سکوت کامل
اختیار فرمایا حالانکہ عمر کے خلیفہ ہونے سے جو کچھ خرابیاں ہوئیں وہ ظاہر ہیں پس خلافت کا غصب کرنا
اور مسلمانوں کے مال پر متصرف ہونا اور جناب امیرؑ کو الگ کرکے خود پیغمبر خدا کی جگہ پر بیٹھنا خدا کی نزدیک
بہت قبیح اور شنیع تھا بہ نسبت غصب کرنے فرج ام کلثوم کے پس جب ایسے بڑے قبیح اور شنیع
معاملے میں یعنے غصب خلافت میں حضرت پیغمبر خدا کے وصیت کے سبب سے حضرت علیؑ نے صبر کیا
تو پھر ایک بیٹی کے شرمگاہ غصب کرنے پر صبر فرمایا تو کیا تعجب ہی اور اس تقریر لطیف کو لکھتے لکھتے قاضی
نور اللہ شوستری مصائب النواصب میں اپنی حیا و شرم کے جوہر دکھلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دعویٰ کرنا
خلافت کا جو عمر نے کیا اور بیٹھنا مسند رسول پر خدا کے نزدیک ہزار فرج کے غصب کرنے سے بھی

زیادہ بُرا تہا چہ جای فرج واحدکا ذکر ترجمہ فسے از اللہ الغین وانچہ دعوی کرد از برای خود از امامت از روی
ظلم وجور وتعدی وخلاف بر خدا ورسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بدفع امامی کہ نصب کردہ بود را خدا و
رسولخدا واستیلائی او بر امور مسلمانان پس حکم بخلاف خدا ورسول اعظم است نزد حقتعالی از اغتصاب ہزار
فرج از زنان مومنہ چہ جای فرج واحد اے مومنین باحیا اور ای شیعیان باصفا تمکو اپنے حیا اور
صفاکی قسم ہے کہ قاضی نور اللہ شوستری کے اس تقریر لطیف کے لطافت دیکھو اور اوسکے الفاظ اور
مضامین کو سوچو کہ ائمہ اطہار اور بنات طیبات کے نسبت کیا کچھ فرمایا ہے اور نکاح ام کلثوم کو کن لفظوں سے
تعبیر کیا ہے سبحان اللہ جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کے محبت کا دعوی بھی کرنا اور اونکے بنات طاہرات پر
ایسی تہمت بہی کرنا اور ایسی بے ادبی کے الفاظ اونکی شان مین زبان سی نکالنا قریب ہی کہ زمین شق ہووے
آسمان سے بجلی قہر کی گرے کہ کس مُنہ سے کسکی شان مین کیا کہتے ہین اور نہین سمجھتی کہ ام کلثوم اوس معصومہ کی
بیٹی ہین جسکی صورت کسی نی نہین دیکھی جسکی عفت کی عصمت نے قسم کہائی جب قیامت کے دن میدان محشر مین
اونکا گذر ہوگا تب منادی ندا کریگا کہ غضوا ابصارکم یعنے سب اپنی آنکھین بند کرلو کہ رسول کی بیٹی عفیفہ معصومہ
گذرتی ہی کسی کی اوس پر نظر نہ پڑے غرضکہ جسکے ماں کی عصمت کی خدا کے نزدیک یہ قدر و منزلت ہووی اوسکی
جگر گوشہ کی حضرات امامیہ ایسی فضیحت و رسوائی بیان کرین اور جو باتین ایک عامی کی نسبت کسیکی زبان سے
نہ نکلین اونکو ایسے جناب کی شان مین بیان کرین رہا عذر وصیت رسولخدا علیہ التحیۃ والثنا کا یہ ایسا عذر
ہی کہ نہ عقلاً لائق تسلیم ہے نہ نقلاً عقلاً اس لئی کہ پیغمبر خدا واسطی ہدایت خلق کے مبعوث ہوئی تھی اونکا کام نہ تھا خود
وہ کام کرنا جس مین لوگ گمراہی سی بچین اور اوروں سی خصوصاً اپنے جانشینوں اور وصیون سی وہ
کام کرانا جس مین خلق خدا ضلالت سے محفوظ رہے پس کیونکر عقل قبول کرے کہ پیغمبر خدا نی یہ وصیت حضرت
امیر کو کی ہو کہ گو خلفائی ثلثہ خلافت غصب کرین اور تمہارا حق چھین لین اور لوگون کے مال پر متصرف ہووین
اور خدا کے کتاب مین تحریف کرین اور میری سنت کو بدلین اور تمہاری بیٹیونکو چھین لیجاوین مگر دم نہ مارنا
اور چُپ رہنا اور یہ سب جور وستم اپنے نفس پر گوارا کرنا بہلا کسیکی سمجھ مین یہ بات آویگی کہ پیغمبر خدا نے ایسا
فرمایا ہو نعوذ باللہ منہا اس سی بڑھکر اور کیا تہمت پیغمبر خدا پر ہوگی رہا یہ عذر کہ اسواسطے پیغمبر خدا نے فرمایا تہا

کہ لوگ ظاہر اسلام نہ چھوڑین اور علانیہ کفر و شرک نہ کرنے لگین تو یہ امر بھی عقل کے خلاف ہی اس لیئے کہ اگر وہی لاکھون آدمی جنھون نے برسون پیغمبر خدا کی صحبت پائی ہوا اور جنھون نی ابتدای اسلام سی اوسکی ترقی کے وقت تک وقتاً فوقتاً ایمان قبول کیا ہوا اور جنھون نی جہاد اور لڑائیون مین اپنی جان دینی مین دریغ نہ کیا ہوا اور جنھون نی اپنی آنکھ سے ہزارہا معجزات دیکھی ہون اور جنکی شان مین خدا نے آیات فضیلت نازل کی ہون وے سب کے سب الا قلیلا منہم ایسے منافق اور ناقص الایمان ہون کہ وہی صرف حضرت علی کے مقابلہ کرنیسے ساتھ خلفاء ثلثہ کے ظاہری اسلام کو بھی چھوڑ دین اور اپنے کفر اصلی کو ظاہر کر دین اور علانیہ مشرک ہو جائین اور باوجودیکہ حضرت امیر حق پر ہون اور صرف مسلمانونکی جانون اور مالون کو اونکی دست تعدی سے محفوظ رکھنے اور خدا کے دین کو تغیر و تبدیل سے بچانے اور لوگونکے گمراہ ہونے کے واسطے وہ اونکا مقابلہ اور اونسے مقاتلہ کرین اور پھر بھی کوئی مسلمان اونکا ساتھ نہ دے بلکہ ساتھ دینا کیسا اسی قصور مین حضرت علی کو چھوڑ دین اور ظاہری اسلام سے ہاتھ اوٹھا کر بت پرستی اختیار کر لین تو ایسی جماعت کے ایمان اور اسلام سے کیا فائدہ تھا اور بلکہ انکا مسلمان رہنا اور کافر ہو جانا برابر تھا تو پھر پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کا وصیت فرمانا اور حضرت علی کو بخیال کافر ہونے ان لوگونکی صبر پر تاکید کرنا کیا ضرور تھا اس لیئے کہ جس امر کا اندیشہ تھا کہ لوگ ایمان و اسلام سے نہ پھر جاوین وہ موجود تھا اور وہی سب کے سب ایمان و اسلام سے ہاتھ اوٹھائے تھے ورنہ خیال کرنا چاہیئے کہ اگر حضرت علی اس بات پر کہ اونکی خلافت خلفاء جور نے غصب کی اور لوگونکے مالون پر تصرف کیا اور سنت نبوی کو تغیر دیا اور رسول کی بیٹی کو غصب کر لے گئے اون خلفاء سے مقابلہ کرتے اور اصحاب رسول سے مدد چاہتے تو وہ بجائے مدد دینے کے کلمہ شہادت سے بھی منکر ہو جاتے اور خدا کی توحید اور رسول کی رسالت کا بھی انکار کرنے لگتے تو پھر اونکے اسلام کا لحاظ کیا ضرور تھا اگر ایسے دل کا کافر ظاہری مسلمان ظاہر مین کلمہ گو رہتے تو کیا اور بت پرست ہو جاتے تو کیا صرف اونکے ظاہری اسلام کے لحاظ سے اسقدر ظلم و ستم اوٹھانا اور خدا کے دین کو غارت ہونے دینا اور بیٹیونکو چھین لیجانے دینا کیا معنے اور ایسے لوگونکی خاطر وصیت کرنا پیغمبر خدا کا اور صبر و تحمل پر ثابت قدم رہنے کے اپنے وصی کو تاکید کرنے سے کیا حاصل تھا ای حضرات یہ معاملہ نکاح ام کلثوم کا ایسا آسان نہین ہے کہ اول فرج غصب بنا کر اسکو ٹال دو اور اوسکو ایسی پوچ لچر باتون مین بہلا دو

ذرا انصاف کرو کہ اگر کسی شخص کا غلام یا خدمتگار یا ملازم جسنے چند ہی روز اپنے آقا کا نمک کہایا ہو وہ اوسکے پیچہے بعد
مرنے اوس آقا کے کوئی شخص اوسکی مال کو غصب کرتا ہے یا اوسکے خاندان کی کسی لڑکی کی عزت لیتا ہے بلکہ غصب کرنا
اوسکا عزت لینا کیسا وہ یہ سمجھے کہ ایسا ارادہ بہی رکہتا ہے تو اگر وہ نمک حلال ہوگا تو ضرور اپنی جان دینے پر مستعد
ہوگا اور اپنے جیتے جی اپنی آقا کی حرمت و عزت میں داغ نہ آنے دیگا پس کیا چار لاکھ اصحاب رسول میں ایک بہی شخص
ایسا نہ تہا کہ وہ حضرت علی کا شریک ہوتا اور پیغمبر خدا کے خاندان کے عصمت و عفت بچاتا اصحاب رسول کو جانے دو
ان سبکو مرتد اور منافق سمجہو کیا بنی ہاشم میں بہی کوئی شخص نہ تہا جو اپنے بیٹیوں کی عزت بچاتا اور بہت نہ ہی تہی
ایک منافق کیلئے اونکو محفوظ رکہتا شاید اسکا جواب حضرات شیعہ یہ دینگے کہ پیغمبر خدا نے وصیت صبر کی تہی اور
فرمایا تہا کہ کوئی شخص کتنا ہی ظلم کرے اور گو تمہاری لڑکیوں کو غصب کر لی جاوی اور جو چاہے سو کرے مگر کوئی دم
نہ مارنا تب ہم کہینگے کہ وہ وصیت جنگ شام و صفین میں کیوں بہلا دی گئی اور کس لیے ہزاروں آدمی کا خون
کرایا تب شاید یہ فرماوین کہ اوس وصیت میں یہ ہی تہا کہ خلفاء ثلثہ کے زمانہ میں کچہہ نہ کرنا مگر معاویہ سے لڑنا
تب ہم کہینگے کہ وصیت پیغمبر خدا کی کیا ٹہری مرزا دبیر اور میر انیس کا مرثیہ ٹہرا کہ جو مضمون اونکی ذہن میں آیا اور جو
ایک روایت اپنی طرف سے جہوٹہی سچی بنالی اور اپنی شاعری دکہلا دی آخر اوس وصیت کا کچہہ سبب کوئی وجہ بہی ہے
یا نہیں ہی اگر یہ وجہ ہو کہ نوبت خونریزی کی نہ پہونچے تو جنگ معاویہ میں وہ وجہ موجود تہی کہ ہزارہا آدمی کے قتل کی
نوبت آئی اور اگر یہ سبب ہے کہ کوئی اصحاب میں سے شریک نہوگا ناحق علیؑ کی جان جاویگی تو اوسکا حال جنگ معاویہ
میں کہل گیا کہ تمام مہاجرین اور انصار اور اہل حل و عقد اور بزرگان دین حضرت علیؑ کے ساتہہ تہی اور ہزاروں
اونکی اعانت میں شہید ہوئے تو کیا وے لوگ جنہوں نے حضرت علیؑ کو پیچہے مدد دی پہلی نہ دیتے اور جسطرح
معاویہ کے ساتہہ لڑے اوسطرح خلفا کے ساتہہ نہ لڑتے پس صاف ظاہر ہے کہ یہ وصیت کا مضمون محض بنایا
ہوا ہے اور ناحق تہمت رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا پر ہے اگر شک ہو تو ہم اسکو نقلا بہی ثابت کرتے ہیں

قول المتمسک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام

اس قول میں ہر چند ہم غور کرتے ہیں کوئی نئی بات نہیں نظر آتی وہی کہنہ لتّے ہیں جو متاع نفیس جیسی ایمان محض تہا

اور پرانی دکان بساطی صاحب کے ہین مخاطب صاحب بار بار اپنے بھائیون کیتھولک سے جو صاحبونکے سامنے پیش
کرتے ہین کہ وہ لوگ اوسکو طرہ دستار افتخار بنا دین اور ہر طرح اولٹ پلٹ کر اوسیکو دکھاتے ہین کہ وہ اوسکے
رنگینی پر فریفتہ ہوجاوین شیعہ بھلا ایسے نجس و ناپاک اقوال کالابوال پر کب نظر کرتے ہین آپ وصیت رسول کے صبر
تحمل انکار کرتے ہین ارے حضرت صبر وتحمل اپنی مقام پر اون مکارم اخلاق حسنہ سی ہی کہ حق تعالے نے اسی صبر وتحمل
کی اپنی انبیا کو وصیت فرمائی حیث قال جلت آلاؤہ فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل اور اسی صبر وتحمل کی وصیت
انبیانی اپنی اوصیا کو فرمائی اور اوصیا نے کل مومنین اور مومنات کو مامور بصبر وتحمل کیا تعجب ہے کہ بقول سنیان
جناب رسول خدا حضرت عثمان کو خبر اونکی شہادت کی دین اور امر بصبر فرمادین یہانتک کہ کل اہل مدینہ اونکی
نصرت کی اجازت طلب کرین اور وہ قبول نہ فرماوین کہ خلاف وصیت رسول خدا ہوگا اور اپنے غلامون کو بھی جنکی
مروان کے مردانا قبول کرلین اور ہتیار ہاتھ سے نہ پکڑین اور کسیکو منع نصرت فرماوین اور اپنی جانین وقف کردین
تاکہ وصیت پیغمبر بلکہ سنت عمر پر قایم رہین اور اسی طرح سے جناب رسالتمآب ابی ذر اور حذیفہ کو پیشین گوئی خبر
اپنی مابعد کی دین کہ بعد ازمن ائمہ جور ہونگے کہ مال اللہ کو کہا جائینگے اوسمین تصرف بیجا کرینگے اور جسم اونکے مثل ہمارے
مخاطب کے جسم آدمیونکے ہونگے اور قلوب اونکی قلوب شیاطین کے ہونگے اور اون صحابیون سے پوچھین
کہ تم اوسوقت کیا کروگے اور کوئی صحابی کہی کہ مین تلوار اپنی کندھے پر رکھونگا اور اوسوقت اون اشقیا کو مارونگا
یہانتک کہ آپ سے ملاقات کرون وہ حضرت اونکے جواب مین فرمائین افلا ادلک علی خیر من ذلک یعنی مین
تمکو ایک بات بتلا اس تلوار مارنے سے نہ بتلاؤن بہتر یہ ہے کہ تصبر حتی تلقانی یعنی صبر کرو یہانتک کہ مجھسے ملاقات
کرو اور بعضو نسے فرمایا کہ تسمع و تطیع وان ضرب ظہرک واخذ مالک فاسمع واطع یعنی بہتر یہی کہ تو صبر کرے اور
اونکی بات کو سنے اور بمصلحت وقت اونکی اطاعت کرے اگرچہ تیری پیٹھ پر وہ کوڑے بھی مارین اور تیرا مال بھی چھین لین
تب بھی اونکی حکم کو سن اور اونکی اطاعت کر جیسا کہ احادیث اس مضامین کے جلد اول مین ہم صحیح مسلم اور صحیح بخاری
سے نقل کرچکے ہین کیونکر ہوسکتا ہے کہ ائمہ جور کے وقت مین وہ حضرت اپنی ادنی صحابی کو وصیت بصبر اور بطاعت
و اطاعت فرماوین اور جناب امیر علیہ السلام کو باوجود اسکے کہ حضرت جانتے تھے کہ انکی نزدیک جب عمر بن عبدود
کی کچھ حقیقت نہوئی تو عمر بن خطاب کی کیا حقیقت ہوگی کچھ نفرمائین کہ تمکو اون ائمہ جور کے وقت مین ذوالفقار

پہنچنا چاہیے کہ صبر کرنا چاہیے اور اگر کوئی کہے کہ مراد ائمہ جور سے ہمارے ثلثہ نہیں ہیں تو ہم کہینگے کہ ابی ذر
و حذیفہ تو ثلثہ ہی کے وقت میں مرے پیغمبر پیشین گو کا انسے فرمانا کہ تم اوسوقت کیا کروگے اور پہر فرمانا
کہ تم صبر و اطاعت کرنا یہ سب عبث تہا پس جسطرح پیغمبر پیشین گو کی لغو گوئی عقل باور نہین کرتی اوسیطرح عقل سلیم
بہی باور نہین کرتی کہ جناب رسولخدا صلعم اونے صحابی کو تو وصیت بصبر کرین اور ایسے شخص کو جو ایک آن مین دنیا کو
اولٹ دینے پر قادر ہو کچھ وصیت نہ کرین اور وہ حضرت بدون حکم خدا اور وصیت رسولخدا غصب خلافت پر
اور خلفا کے خلافت پر صبر کرین اور فرمائین کہ فصبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی اری تراثی نہبا و قد مر فی بیان
خطبۃ الشقشقیۃ و اعتراف اہل السنۃ بانہ خطبتہ علیہ السلام اور ابن ابی الحدید نے کہا ہے کہ وہ حضرت ہمیشہ افسوس
کرتے تھے کہ اگر چالیس آدمی بہی اسوقت اپنے موافق پاتا تو غاصبین خلافت پر حملہ کرتا پس عقل بہت حکم کرتی ہی
کہ ایسے اشجع الاولین و الآخرین کا صبر کرنا بغیر حکم خدا و رسول ممکن نہین ہوسکتا ہی ہیجڑون کے ظلم و تعدی پر صبر کرنا
مردونکو کوہ بوقبیس سی گران تر ہے لیکن وہ حضرت روحی فداہ نی بحکم الہ و بحکم رسول اللہ اس بار گرانکو
اپنی سر پر اوٹھا لیا واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ باقی طعن و تشنیع لفظ غصب پر پس جواب اسکا مکرر دیا گیا کہ غصب
بقرینہ ذکر نکاح اس جگہ بمعنی نکاح بظلم و جور و بجبر و اکراہ ہے اور شیعون نی اوسکی تصحیح نہین کی لیکن اہل سنت احادیث
جبر و اکراہ کی تصحیح کرتے ہین پس اگر اسمین کوئی قباحت ہے تو قابل سزا وہی علمائی اہل سنت ہین جو تصحیح کرتے ہین نہ
شیعہ جو بکثیر منکر کل روایات نکاح ہین اور جو الزاما للخصم قبول ہی کیا ہے تو فرضا کیا ہے پس جنہون نی حقیقۃ قبول
کیا ہے اور تصحیح روایات کی ہی وہی قابل سرزنش ہونگے نہ فرضا قبول کرنے والے باقی استبعاد اس امر کا کہ
کیونکر ہوسکتا ہے کہ اکثر صحابہ دین حق اور خلیفہ برحق سی پہر جاوین یہ وہی شبہات پارینہ سے ہے جو مخاطب نی
شروع کتاب مین کیا ہے اور ہمنے جلد اول مین اوسکی جوابات شافی دیئے ہین اور کل امت موسی کا گوسالہ پرستی
کرنا اور حضرت ہارون سے پہر جانا الا من شذ کلام اللہ سی ثابت ہے پس اگر صاحب منزلت ہارونی سی بہی لوگ
بہکا گوسالہ پرستی پہر جائین تو کیا استبعاد ہے حالانکہ احادیث صحیحہ مسلم و بخاری مین موجود ہے کہ جناب رسولخدا
نے فرمایا کہ جو امم سابقہ مین ہوا اس امت مین بہی ہوگا اور جناب سید الشہدا کے ساتہہ کل بہتر وفا شعارون کا
ہونا اور یزید کے ساتہہ لاکہون کروڑون کا بلکہ خود عبداللہ بن عمر کا ہونا جیسا کہ صحیح بخاری مین ہی کہ جسکے لیئے

حاجت بیان نہین یہ جواب بات کا بات سی ہی اب جواب پاچی پن کا جو تمکے ہاتھ سے چاہیے مگر ہمارا ہاتھ تھک گیا
اور یقین ہی کہ مخاطب کا سر بھی پلپلا ہو گیا ہو گا تھک مارین مارتے مارتے تھک گئی مگر اونکی خواہش بڑہتی جاتی ہی خیر
اور بھی دو چار ہاتھ لگا دینگے **قولہ** جو کہ اوپر صبر و تحمل کے تاویل سی جواب دیجئے **اقول** ہم ہی دس اوپر کے نیچے
اپنا قلم پر زور چلا چکے اور کل جوڑ بند آپکے ہلا چکے **قولہ** دوسری تاویل کو بیان کرکے **اقول** صبر و وصیّت
اور وصیت بصبر ہے یہ خوش فہمی مخاطب ہے کہ دو باتین فرماتی ہین **قولہ** خیال کیا کہ صبر کی تاویل درست نہین ہی
اقول یہ شیعون کا خیال نہین ہی بلکہ تم ایسے شیخ چلی کا خیال ہی دیکھو ہنسے کیسا تمہارے سر کا گھڑا توڑ کر تمہارا
بنا گھر بگاڑا اور کبھی پٹیلا اور کبھی چڑھوان تمہارے موچی صاحب کے خدمت میں پیش کرکے اونہین کیسا بچھاڑا **قولہ**
وصیت فرما گئے تھے کہ وہ سوائے صبر کے کچھ نہ کرین **اقول** ہرگز ہرگز عقل کسی عاقل کی باور نکریگی کہ جسکی شجاعت
کے دوست و دشمن مقر ہین اور کفار تک بھی وقت شمشیر زنی تھمنا اوسی کا نام لیتے ہین اور کیسے کیسے شجاعان
عرب اور رستم و شان معرکہ حرب و ضرب اوس سی زیر ہوئی ایسے شخص سے ممکن نہین ہی کہ بغیر حکم خدا اور رسول
کے چند یہود ون بزدلون کا محکوم ہو جائے اور صبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی فرمائے **قولہ** جو وقتی
پیش آینوالے تھے لے قول جناب امیر سے کہہ چکے تھے **اقول** بلکہ ادنی ادنی صحابی وابوذر و حذیفہ سب سے
کہہ چکے تھے اور ائمہ جور کے خبر دیچکے تھے اور ہر ایک کو وصیت بصبر و اطاعت حکام جور فرما چکے تھے کما فی
صحیح البخاری ومسلم **قولہ** اپنی حیا اور شرم کے جوہر دکھلاتے ہین **اقول** او باحیا او باشرم تیرے ہی علمای
باحیا و باشرم نے نکاح جبر و اکراہ کی روایتو نکی تصحیح کی اپنی حیا اور شرم کے جوہر دکھلائی ہین شیعون نے
تو مطلق روایات نکاح کا انکار ہی کیا ہے تعجب ہی کہ قول کالبول کے فرض کر لینے والون کے شرم و حیا کی
جوہر دیکھے جائین اور اوسکے مصدقین و مصححین کے جوہر نہ دیکھے جائین شرم و حیا کے جوہر تو کشف ساقین
اور نظر الی الفخذین وضم الصدر والتقبیل مین کھلتی ہین نہ جبر و اکراہ کے نکاح اور جور و ستم کے بیاہ مین لیکن
صاحبان قلب سیاہ کی نگاہ خطا و اشتباہ کرتی ہی کہ جوہر شناس وجوہر مین اور مبصرین جنوع و دشمن
[illegible] مین فذرہم فی سکرتہم عمہون وسیعلمون بعدحین ہرن ہوتی ضلال مبین **قولہ** ہی شیعون باحیا و اسے
شیعیان باصفا تمکو اپنی حیا و صفا کی قسم اسے **قولہ** بیان کرین **اقول** اے سنیان باحیا اور اسے عریان باصفا

تمکو اپنی عثمان باحیا کے قسم کہ ابن حجر مکی و عسقلانی اور ابو عمر بن عبد البر کے تقریر لطیف در بارہ نکاح بجبر و اکراہ
ہے کشف الساق والمیزر التقبیل و ضم الصدر کے ملافت دیکھو اور اوسکے الفاظ اور مضامین کو سوچو کہ عمر
نوش کردار دوم خلفاء چہار اور بنات طیبات سرور کائنات کے نسبت کیا کچھ فرماتی ہین اور نکاح جبر و اکراہ ام کلثوم
کن لفظون سے تعبیر کیا ہی سبحان اللہ جناب عمر بن الخطاب اور جناب سیدۃ النساء فاطمۃ زہرا کے محبت کا دعوی بہی کرنا
اور اونکے بنات اور اپنے عمر خوش ذات پر ایسی ایسی تہمتین بہی لگانا اور ایسی بے ادبی کے الفاظ مثل کشف الساق و
ضم الصدر اونکے شان مین زبان سے نکالنا قریب ہی کہ آسمان پھٹ پڑے اور زمین شق ہو اور سوچو صاحب ابطال حسنا
اور تحاطب صاحب پر غضب خدا نازل ہووی اور اونپر اور اونکی علمای مصدقین و مجوزین کے سر پر بجلی قہر کی گرے
کس منہ سے کسکے شان مین کیا کہتے ہین اور یقین سمجھتے کہ حضرت عمر وہ ہین کہ جسکی عدالت پر ابو شحمہ کے جہوٹے حالات
اور جسکی عفت پر جہلات فلیہ کے آلات نے قسم کہائی ہی اور ام کلثوم اوس معصومہ کی بیٹی ہین جسکی صورت کسی نے نہین دیکھی
جسکی عفت کی عصمت نے قسم کہائی اگرچہ اوس معصومہ کو ابو بکر نے دعوائی فدک مین جہوٹا کر دیا اور وہ مرتے دم تک
غضبناک رہین کما فی صحیح البخاری و مسلم اور جب اون معصومہ کا قیامت کے دن میدان محشر مین گذر ہوگا تب منادی
ندا کریگا کہ غضوا ابصارکم یعنے سب اپنی آنکہین بند کرلو کہ رسول کی بیٹی مظلومہ مغصوبۃ الحق گذرتی ہی کسیکی اوسپر نظر نہ پڑے
اسلیے کہ اونکی حالت پر نظر کرنیکی کسیکو اہل محشر سے تاب نہوگی بچہ معصوم محسن کا لاشہ ہاتہون پر پیراہن خون آلودہ
قتیل یوم السقیفہ دوش اطہر پر فرماتے ہونگے کہ خدایا اس اولاد میری بای ذنب قتلت غرضکہ جسکی مان کی عصمت کی خدا کے
نزدیک یہ قدر و منزلت ہووی اوسکی جگر گوشہ کے حضرات اہلسنت ایسی فضیحتی اور رسوائی بیان کرین اور جو باتین بقول
سوا ابن جوزی لو کانت امۃ لما قبل کذا یعنے کسی لونڈی کی بہی نسبت وہ باتین کسی کی زبان سے نہ نکلین اونکو ایسے
جناب کی شان مین بیان کرین قاتلہم اللہ الستۃ کیون حضرت اتبو جواب ترکی بترکی طابق النعل بالنعل ہوا اور جوتے
پر جوتہ پڑا اور دو چار دہولین بہی اوپر سے جڑی گئین **قولہ** رہا عذر وصیت رسول خدا صلعم اس لئے قولہ نہ عقلاً لائق تسلیم ہی
نہ نقلاً **اقول** عقل عقلا تو یہی کہتی ہی کہ جب خود جناب رسول خدا صلعم نے کفار اور منافقین کی ایذا اون پر بحکم خدا
واصبر علی اذاہم صبر فرمایا تو اپنے اوصیا کو کیونکر وصیت بصبر نفرماتے اور یہ عقل معاضد ہی باحادیث صحاح سنیان
کہ جب ادنی ادنی صحابی کو وصیت بصبر فرما دین اور کہین کہ تصبر حتی تلقانی و اسمع و اطع وان ضرب ظہرک و اخذ مالک

یعنے صبر کرنا تاکہ کبھی ملاقات کرے اور ائمہ جور کی اطاعت کر اگرچہ پیٹھہ کو ٹوٹے بڑین اور تیرا مال چھینا جاتی
پس ان وصیا کو یہ وصیت کرنا ہر رہبر کے لیے لازم ہے **قولہ** واسطے ہدایت کے مبعوث ہوئے **اقول** ہان واسطے
ہدایت کے مبعوث ہوئے اسی لئی تو جہان جیسا محل و موقع تہا ویسا ہی فرمایا کبھی اونچی ہی و خس و خاشاک کا سر پر
پڑنا گوارا فرمایا کبھی بیچارے ابوبکر کو پرانے جوتیان ابن ربیعہ کی کھلوائین کبھی غار تیرہ و تار مین چھپے کبھی تلوار دین کے
منہ پر چڑہے جب لشکر اسلام بہاگ کھڑے ہوے ہمارے نزدیک تو یہ سب باتین ہدایت ہی کے لیئے تہین مگر مخاطب کے
نزدیک یہ سب باتین ضلالت کی تہین جب تو اسلام کو چہوڑ کر نیچریت اور کرسٹانیت کے طرف مایل ہو گئی نعوذ باللہ
منہ **قولہ** خلفای ثلثہ نے خلافت غصب کر لیا **اقول** ہمکو یقین ہے کہ حضرت نے یوہین فرمایا ہوگا مگر تمہارے حواریوں
اور مسلمانان سلف نے اپنے معنون مین تعبیر بائمہ جور کیا ہے لیکن ہماری آنکہین نہین جانتے علاوہ اسکے ائمہ جور کو خلفا تو
تمہین نے بنایا ہے خدا اور رسول نے تو سوای جناب امیر کے کسیکو خلیفہ نہین کیا ائمہ جور تمہارے ہی خلیفہ ہین نہ خلیفہ حقیقی
فقال ان ہی الا اسماء سمیتموہا انتم و آباءکم ما انزل اللہ بہا من سلطان **قولہ** تمہاری بیٹیونکو چہین لیا دیا **اقول** تمہاری ہان
بیٹیون کو جب سکہ اور کور سے چہین لے گئے تو تمکو کب خدا اور رسول نے کہا تہا کہ تم اپنی جان لیکر بہاگ جانا پہر تم کیون بہاگ کہڑے
ہوے تمہین نے اپنی آنکہون سی تم اپنیونکو بہاگتے دیکہا کیا غیرت و حیا ہے کہ جنکے علما نکاح جبر و اکراہ کی تصحیح کرین یعنی
چہین لینا بیٹیون کا نہ کہا جاوی اور جو اون احادیث کے تکذیب کرین اور اصل نکاح سی انکار کرین اونکی طرف
نسبت چہین جانیکی دی جاتی ہی اندہیر ہے اندہیر **قولہ** کہ لوگ ظاہر اسلام نہ چہوڑ دین **اقول** جن لوگون نی
ظاہر اسلام دنیا کی واسطے اختیار کیا تہا جب دیکہتے کہ جناب امیر مانع اوس دنیا کے ہوتے ہین تو بیشک ظاہر اسلام کو
چہوڑ دیتے اسلئے کہ جو غرض ظاہر اسلام سے تہی وہ حاصل نہوئی تو ضرور اپنے باطن کو ظاہر کر دیتی کیونکہ باطن کو باطن
مین رکہنے سے کوئی فائدہ نہ تہا **قولہ** جنہون نے جہاد اور لڑائیون مین اپنی جان دینی مین دریغ نہ کیا **اقول**
جنہون نی دریغ نہ کیا اور مارے گئے خود رسول خدا نے شہادت اونکے ایمان کے دی لیکن امثال ابوبکر اور
اونکے اخوان جنہون نے جان دریغ کی اور ہر لڑائی سے بہاگ کہڑی ہوی اونکو خود حضرت پیغمبر نے فرمایا تہا
کہ لا ادری ما تحدثون بعدی یعنی مین نہین جانتا کہ بعد میرے تم کیا کیا کروگے جیسا کہ جذب القلوب وغیرہ سے
سابق مین گذرا **قولہ** جنکی شان مین خدا نے آیات فضیلت نازل کی ہون **اقول** سابق مین گذرا کہ آیات

فضیلت مومنین کی شان مین ہین نہ منافقین کے شان مین بلکہ منافقین کے شان مین آیات رذیلت ہین وقد مر **قولہ**
وے سب کے سب الا قلیلا منہم ایسے منافق اور ناقص الایمان ہوئے **اقول** یہ وہی باتین ہین جو ابتدا ئی کتاب مین
آپنے بیان کین اور ہم اوسکی رد بخوبی آپ ہی کے قول سے کر چکے کہ بعد جناب رسولخدا بہتر فرقون سے ایک ہی ناجی
ہی تو جب بہتر فرقے گمراہ ہوے تو اوسکے کتنے لوگ ہونگے اور ایک جو بہترواں حصہ ہی کتنا ہوگا اور پھر حضور نے
شروع کتاب مین فرمایا تہا کہ بعد ایمان کے شیطان نے اکثر لوگون کو گمراہ کردیا اور اونکے دلونکو عقیدہ ہائی باطل
سے بہر دیا انتہی تو جب اکثر گمراہ ہوئے تو اقل باقی رہگئے وہی کامل الایمان تہی اور بیشتر منافق اور ناقص الایمان
اور مصداق اکثرہم لا یعقلون تہے اب بیان تعجب کرتے ہین کہ کیونکر سب گمراہ ہوگئے الا قلیلا منہم حضور کو اپنی
کہی ہوئی بات بہت جلد بہول جاتی ہے اسکو ہم کیا کرین **قولہ** اور پہر بہی کوئی مسلمان اونکا ساتہ نہ دی **اقول**
آپ خود ذکر فرما چکی ہین کہ کل مسلمانون نے اجماع کرکے ابوبکر کو خلیفہ بنایا پہر وہ کل مسلمان تو اپنے خلیفہ خود ساختہ کے
ساتہ تہی جناب امیر کا ساتہ دینے والا کون تہا الا قلیلا منہم اور وہ قلیل کہ چالیس سے بہی کم تہی ان ہزارون بلکہ
بقول آپکے لاکہون کا کیا کر سکتے تہے اسپر بہی جناب امیر فرماتے تہے کہ اگر چالیس معین بہی پاتا تو غاصبین پہ حملہ
کرتا جیسا کہ ابن ابی الحدید جو بڑا دوست عمر اور ابوبکر کا ہے کہتا ہے **قولہ** تو ایسے جماعت کے ایمان و اسلام
سے کیا فائدہ تہا **اقول** بڑے بڑے فائدے تہے منجملہ اون فوائد کے یہ بہی تہا کہ تم ایسے فرعون اور ہم ایسے
موسی بقول مشہور لکل فرعون موسی پیدا ہوتے چلے جاتے ہین اور جنکا نطفہ بشرکت شیطان ناپاک ہی
وہ فرعون ہوتے ہین اور جنکا نطفہ باستعاذہ باسم الرحمان پاک ہے وہ موسی ہوتے ہین پس اگر خلفا جو را
فنا کر دیئے جاتے تو فراعنہ کسکے حامی ہوتے کیون حضرت کیسا ایک چہوٹا سا فائدہ ہمنے بتا دیا فکن
من الشاکرین ولا تکن من الکافرین **قولہ** ظاہر مین کلمہ گو رہتے تو کیا اور بت پرست ہو جاتے تو کیا **اقول**
اگر بت پرست ہو جاتے تو اونسے بت پرست ہی پیدا ہوتے ولا یلدوا الا فاجرا کفارا اور جب کلمہ گو رہے
تو اونسے بمقتضائی یخرج الحی من المیت اٹہارہ سو نوجوان جنگل صفین مین معین امیر مومنان بہی پیدا ہوئے
کہ حضرت نے جب اونکی طرف نظر کی تو فرمایا کہ کہان ہین وہ لوگ جو مجکو شماتت کرتے تہے تلوار نہ کہینچنے پر
یوم السقیفہ اگر مین تلوار کہینچتا تو یہ لوگ کہانسے پیدا ہوتے **قولہ** ای حضرات یہ معاملہ نکاح ام کلثوم کا ایسا

آسان نہین ہی **اقول** ای حضرات سنیہ بچارے شیعونکو توہم دیکھتے ہین کہ کل باتین مشکل ہین اور حضرات اہلسنت کو کل باتین نہایت آسان بلکہ ابتدا ہی سی ایسا ہی ہے کہ خدا کی خدائی اونہین کے ہاتھ مین ہے جب تک پیغمبر موجود تھے حضرت عمر اونکے اتالیق تھے کیا مجال تھی کہ بغیر اونکی رائی کے کوئی کام کرسکین جب منافق کے جنازہ پر نماز پڑھنے لگے چونکہ خلاف رائے عمر تہا دامن پکڑکے کھینچا فدیہ جو اسارائی بدر سے لیا گیا خلاف رائی عمر تہا اوسکی یہ سزا تھی کہ سوائے عمر کے کل مستحق عذاب ہوگئے غرض ہمیشہ کلام اللہ مطابق رائی عمر نازل ہوتا تہا جیسا کہ اونکے اوصاف مین اہلسنت فرماتے ہین گویا خدا بھی تابعدار تہا اور مجال نہ تھی کہ خلاف رائی مرضیا اونکے کوئی حکم دیسکے اور بعد پیغمبر کے حضرت عمر ہی نے فلتۃً یعنی فوراً او دفعتاً حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا کسی سی کیا ہوسکا کیا سہل و آسان کام تہا انصار منکم امیر و منا امیر کہتے ہی رہے مگر جب حضرت عمر نے ابوبکر کی مشکل آسان کردی تو پہر کیا مجال کہ گفتگو کسیکو بھی ویسی پرتاؤ پر حضرات اہلسنت کو بھی ہر بات آسان ہی جس بات کو جی چاہا کہدیا کہ ثابت ہے جسکو جی چاہا کہدیا نہین ثابت ہے حدیث غدیر ایسی متواتر کہ جسکے قریب دو سو صحابہ کے راوی اور صحاح مین موجود کہدیا کہ صحیح بخاری مین نہین ہی پس ضعیف ہوگئے اور اسکے خبر ہی نہین کہ دوست چہ دشمنین ہوگئی پہر بہت ڈھونڈھکے نکالا کہ واقدی نی بہی ضعیف کہا ہے حالانکہ واقدی صاحب وہ ذات شریف ہین کہ موثقین اہل سنت نے کہا ہے کہ اسنے بیس ہزار حدیثین جناب رسولخدا پر جھوٹھ بنائی ہین پس ایک ایسے کذاب کے کہنے سے ضعیف ہوگئے کہ جو اس عالم اونکے متواتر کہین تو کہا کرین اونکے کہنے سے کیا ہوتا ہے اسیطرح سے حدیث عقد ام کلثوم کہ صحاح اہلسنت بالکلیہ اوس سی خالی ہین اور کل روات اوسکے کل علمای رجال نی دجال اور شیطان اور کذاب اور وضاع کہا ہے مگر چونکہ بعض متعصبین نی اوسکے روایات جبر واکراہ کی تصحیح کرلی ہی پس وہ متواتر ہوگئے اب شیعونکے انکار سے کیا ہوتا ہے بلکہ انکار بیجا ہے اسلیئے کہ کچھ علمای شیعہ نے فرضاً وتسلیماً الزاماً للخصم اوسکا اقرار بھی کرلیا ہے تو اب اوسکے تواتر مین کوئی شک ہی نہین ہی سبحان اللہ حضرات اہلسنت کیسے کیسے اپنی شرم وحیا کے جوہر دکھلا رہے ہین ای حضرات اثبات نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ ایسا سہل و آسان نہین ہی کہ روایات جبر واکراہ چند شیاطین و دجالین کی تصحیح کرکے اوسکو جبت مثل نص قطعی ثابت کرلو گے چند جملہ ان مجوزہ دنیای غدارہ کو فراہم کرکے

خلیفہ بنا لینا بہت سہل اور آسان ہی مگر اثبات خلافت نبوی بہت مشکل ہی یہ شیعون ہی کا دل وجگر ہے کہ دو ہزار دلیلین
اثبات خلافت حقہ جناب امیر پر قایم کرین اور کتاب الفین لکھ ڈالین جسکا جواب ابتک نہو سکا کہان حضرات سنیہ اور
کہان اثبات نکاح ام کلثوم شیعون نی خود کسی حدیث نکاح کی تصحیح نہین کی سنیون نے کچھ احادیث جہروا کراوسکے
تصحیح کی مگر جب رواۃ اسکے شیاطین ودجالین ہین تب وہ تصحیح وعدم تصحیح مساوی ہی حضرت مخاطب سی بندہ
کہتا ہی کہ تمسے تو ایک دلیل بھی اثبات نکاح بنت فاطمہ پر قائم نہو سکا اور ہمنے ابتدائی بحث مین دلائل تحقیقی و
الزامی عدم نکاح پر چند طرح سے قایم کر دیئے ہین فانظر ثمہ وارجع البصر ثم ارجع البصر کرتین ہل تری من فطور ومن لم
یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور **قولہ** اگر وہ نمک حلال ہوگا تو ضرور اپنی جان دینے پر مستعد ہوگا **اقول**
یہ بات سچ ہے مگر نمک حلال کہان ملتی ہین ایسے ملکرام جمع ہوئے تھے کہ پیغمبر کو لڑائیون مین سپرد کفار
کر کے اپنی جان بچا کر بھاگ کھڑی ہوتی تہی بعد پیغمبر اونکی اولاد کا حق چھینا اونکے گھر جلانے پر مستعد ہو گئے الا قلیلا
منہم اور جو انکار از روئے احادیث صحیح مسلم وبخاری وہ قلیل مامور رہے تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کیا تو وہ
کیا کر سکتے تھے **قولہ** چار لاکھ اصحاب رسول مین ایک بھی ایسا نہ تہا **اقول** عجب نا شخص ہی چار لاکھ کا
مدینے مین کبھی روز جمع ہونا محال عادی ہی اور دشمن بھی اگر ایسے ہوسے تو چار لاکھ جو خلیفہ بنانیوالے
تھے وہ کیا کر سکتے تھے بجز اسکے کہ اپنے جان پر کھیلتے مگر جب وصیت پیغمبر تھی تو جان پر کھیلنا سہل تہا
مگر خلاف وصیت کرنا اپنے ایمان مین خلل لانا تہا **قولہ** کیا بنی ہاشم مین بھی کوئی شخص نہ تہا **اقول** بنی ہاشم
مین تہی ایسی تہی مگر بنی ہاشم غیر بنی ہاشم سب ملاکر چالیس سے کم تھے ورنہ جناب امیر کیون فرماتی کہ اگر
چالیس آدمی پاتا تو معاصین پر حملہ کرتا جیسا کہ ابن ابی الحدید کہتا ہے **قولہ** تب ہم کہینگے کہ وہ وصیت جنگ
شام اور صفین مین کیون بھلا دی گئی **اقول** جنگ جمل وصفین فرماتے شرم آئی کہ بی بی عائشہ کو لشکر ومین
کہان بچاتے پہرین ایسی ہی شام وصفین کہا اور جمل وصفین نہ کہا لیکن کیا مضائقہ تہا سے نہ ہر زن زن است
نہ ہر مرد مرد خدا پنج انگشت یکسان نکرد اگر اونکے باپ جان نے ہر لڑائی مین نامردی کی تو اونکی بیٹی صاحبہ نے
تو مردانگی کی ہے بہرکیف آپکا یہ فرمانا بہت بجا ہے اسلیے کہ آپ خود ہی ابھی ناقل ہو چکے ہین کہ پیغمبر خدا نے
وصیت کی تھی کہ خلفاء ثلثہ کے عہد مین کچھ کہنا نہ تہی اور جنگ جمل وصفین عہد خلفاء ثلثہ مین نہ تھی تو وصیت بھی نہ تہی

پھر معلوم ہوا فرے کے کیا معنے اوسمین تو صاف موجود ہے کہ جب لوگ تمہاری طرف رجوع کرین اوسوقت ناکثین
اور مارقین اور قاسطین کو سزا دینا کجا وہ وقت کہ جب اعوان و انصار جو شرائط جہاد سے ہے نہون جیسے
رسول خدا کا غار مین چھپنا اور ابوبکر کا پرانی جوتیان ابن ربیعہ کی کہانا اور کہان وہ وقت کہ اعوان و انصار
موجود ہون **قولہ** مرزا دبیر اور میر انیس کا مرثیہ ٹھہرا **اقول** کچھ بھلا دنیا مین ایسی بھی ہین کہ مضامین خیالیہ شعریہ
کو جنسے مقصود فقط قبض و بسط النفس ہوتا ہے اور خود قائل اوسکا مصدق نہین ہی اوسکی تصدیق کرتے ہین
اور اوسکو مضامین واقعیہ سے سمجھتے ہین ہمارے حضرت مخاطب بھی ونہین لوگون سے ہین اور رہیں ٹیات اور
غزلیات شعرا سے علما پر معترض ہوتے ہین کیا کرین بیچارے اعتراضات شدیدہ سے سراسیمہ ہوکر ہر کوچہ
اور وادی مین سرگردان پہرتے ہین الاتری انہم فی کل واد یہیمون وانہم یقولون مالا یفعلون **قولہ** علی کے
ساتھ تھے **اقول** سچ ہے کہ علی کے ساتھ تھے اور عثمان کے ساتھ نہ تھے ورنہ بیچارے کی ٹانگ کٹتے نہ کہائی
کو کیا کیجیے کہ جسوقت ابوبکر اور عمر کے ساتھ تھی ہرگز علی کے ساتھ نہ تھے ورنہ ابوبکر وعمر سے کیون بیعت کرتے
اور علی کو کیون چھوڑ دیتے جیسا کہ جناب امیر نہج البلاغہ مین بعد از شکایت از خلیفہ اول فرماتے ہین فما راعنی
الا انثیال الناس الی فلان فامسکت یدی یعنی کوئی امر مانع نہ تھا مجکو خلافت کے لے لینے مین مگر رجوع کرنا لوگونکا
طرف ابوبکر کے اور نہ متوجہ ہونا میری طرف پس جب یہ امر مین نے دیکھا تو اپنا ہاتھ کھینچا لیے جب مسلمانون نے
رجوع بباطل کی اور حق سے ہاتھ اوٹھایا تو مین نے بھی اپنا ہاتھ کھینچا بالجملہ ایک وقت مین اگر کوئی باطل پر ہو مثل
قوم موسیٰ وقت گوسالہ پرستی اور پھر رجوع طرف حق کے کرے تو ہوسکتا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ
ہارون کے ساتھ تھے کبھی سامری کے ساتھ نہ تھے اسی باعث سے جناب امیر نے خطبۂ اولائی روز خلافت مین
فرمایا الحمد للہ علی احسانہ قد رجع الحق الی مکانہ **شعر** شکر للہ تخت پر بیٹھے امیر ؛ جلوہ آرا حق ہوا باطل گیا

قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

قال المخاطب العقام ہداہ اللہ سبل السلام

پوشیدہ نرہے کہ قطع نظر دلایل عقلی کے جن سے ابطال اس وصیت کا ثابت ہوتا ہے اگر ہم احادیث

اخبار پر کتب شیعہ کے غور کرتے ہین تو اوس سی بھی غلط ہونا اسکا معلوم ہوتا ہے اس لیی کہ حاصل وصیت کا یہ ہے
کہ حضرت علی خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین صبر و تحمل کرین اور انکی کسی ظلم و ستم پر کچھ نہ بولین پس اگر حضرت علی اونکے زمانہ مین صابر
اور شاکر رہتے ہون اور اونکے ساتھہ نرمی اور درشتی کے ساتھہ پیش نہ آئے ہون اور اونکا مقابلہ نہ کیا ہو تو بیشک
ہم بھی تسلیم کر سکتے ہین کہ شاید ایسی وصیت ہوئی ہو لیکن اگر یہ امر ثابت ہو جاوی کہ حضرت علی نے اپنے جلال قہر کو
کام فرمایا اور خلفاء ثلثہ سے سختی پیش آئے اور اونسے مقابلہ کیا اور اونکو ہر طرح پر ڈرایا اور اونکی قتل پر آمادہ
ہوئی تو کیونکر ہم قبول کرین کہ پیغمبر خدا نے وصیت کی تھی اسلیی کہ اگر وصیت کرتے تو ضرور حضرت علی اوسپر عمل کرتے
اور کسی امر مین چون و چرا نہ فرماتے لیکن چھوٹی چھوٹی باتون مین تو حضرت امیر اونکا مقابلہ کرین اور مرنے مارنے پر
مستعد ہو جایا کرین اور وصیت نبوی کو بھلا دین اور ایسے بڑے معاملے مین مثل غصب ام کلثوم کے صبر و تحمل
کرین اور وصیت پر عمل فرما دین یہ امر ہماری ناقص فہم کی سمجھ سے باہر ہے اس دقیق مضمون کو حضرات شیعہ ہی
سمجھتے ہونگے اب ہم چند احادیث و اخبار کتب معتبرہ شیعہ کے نقل کرتے ہین جنسی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی
ذرا ذرا سی بات پر مقابلہ خلفا کا کرتے تھے اور اونکے قتل پر مستعد ہوتے تھے پہلی روایت کشف الغمہ مین مجاہد ابن اللہ
سی ایک روایت لکھی ہی جسکا مضمون یہ ہے کہ ایک روز حضرت عمر نے اثناء خطبہ مین لوگون سے کہا کہ اگر
مین چاہون کہ تمکو معلومات دینیہ اور معتقدات یقینیہ اور احکام شرعیہ محمدیہ سے پھیر دون اور یہ کہون کہ اسکو
چھوڑ کر اون قاعدون پر چلو جو جاہلیت کے زمانے مین تھی تو تم میری اطاعت کرو یا نہین کسی نے کچھ جواب نہ دیا
جب تین مرتبہ اسطرح پر حضرت عمر نے پوچھا تو حضرت علی نے فرمایا کہ اگر یہ حالت تمہاری ہم دیکھین اور تمکو
خدا کے دین سے پھرا ہوا پاوین تو دوسرا تائب ہم طلب کرین اور اگر تم توبہ کرو تو تمہاری توبہ قبول کرین اور
اگر توبہ نہ کرو تو ہم تمہاری گردن مارین حضرت عمر نے یہ سنکر کہا کہ الحمد للہ کہ ہمارے دین مین ابھی ایسی آدمی ہین
کہ اگر مین منحرف ہو جاؤن تو وہ مجھے راہ راست پر لا سکتے ہین فقط پس جب حضرت علی حضرت عمر کے پوچھنے پر
ایسا سخت جواب دین اور اونکے قتل کرنے اور گردن مارنے پر اپنی مستعدی ظاہر کرین تو اگر حقیقت
مین حضرت عمر دین سے پھر جاتے اور احکام شرعیہ محمدیہ کو بدل دیتی تو حضرت علی اپنی قول کو پورا کرتے اور
ضرور اونکو مار ہی ڈالتے پس حضرت علی ہی مستعد کیونکر حضرت عمر کو اپنی بیٹی لے جانے دیتے اور کچھہ چون و چرا

نہ کرتے اصل ترجمہ بلفظہ اوس حدیث کا یہ ہے روایت است از محمد بن خالد الضبی کہ روزی عمر بن الخطاب در اثنا خطبہ از
حاضران سوال کرد کہ اگر من خواہم کہ شمارا از معلومات دینیہ و معتقدات یقینیہ و احکام شرعیہ منصرف نمایم و گویم کہ از
معتقدات برگردید و رجوع نمائید بقواعدیکہ در زمان جاہلیت بود شما با من چہ خواہید کرد و آیا تابع من و در آن
خواہید شد یا مخالف من مردمان ہمہ خاموش شدند و ہیچکس جواب نگفت عمر بار دیگر ہمین سخن را اعادہ کرد از ہیچکس
جوابی نہ شنید پس دیگر بار ہمین مقالہ اعادہ کرد شاہ ولایت فرمود کہ ہرگاہ از تو این حالت مشاہدہ کردیم ترا از
دین مصطفی منحرف یابیم تائب و تنبیہ طلب کنیم و اگر توبہ کنی توبہ ترا قبول کنیم و اگر نکنی ترا گردن زنیم عمر چون این سخن را از شاہ اولیا
شنید گفت کہ در دین ما مردان ہستند کہ اگر منحرف شویم مارا بطریق مستقیم ثابت دارند انتہی بلفظہ دوسری روایت
ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب میں ایک حدیث طویل نقل کی ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ عمر فاروق کے دل میں اسقدر
خوف اور ہیبت شاہ مردان کی تھی کہ انکو دیکھنے سے لرزہ آجاتا تھا چنانچہ بعد لکھنے ایک قصہ طویل کی اس
مضمون کو ان لفظوں سے ادا کیا ہے علی ابراہیم از ابو ذر ثلثہ روایت کردہ است کہ گفت روزی با عمر بن خطاب
براہی میرفتم ناگاہ اضطرابی در راہ یافتم و صدائی از سینہ او شنیدہ شد مانند کسیکہ از ترس مدہوش شود گفتم چہ میشود
ترا ای عمر گفت مگر نہ بینی شیر بیشہ شجاعت را و معدن کرم و فتوت را و کشندہ طاغیان و باغیان و زنندہ شمشیر را
و علمدار صاحب تدبیر را چون نظر کردم علی بن ابی طالب را دیدم الی قولہ تا این ساعت ترس او از دل من بدر نرفتہ است
وہرگاہ کہ او را می بینم چنین ہراسان میشوم فقط پس اب اس حدیث سے زیادہ اور کیا سند چاہیے جس سے معلوم ہوتا
کہ حضرت عمر حضرت علی کے صورت دیکھنے سے ڈرجاتے تھے اور اونکے بدن پر ہیبت سے لرزہ ہونے لگتا تھا اور
بہت دیر تک ہوش و حواس اونکے درست ہوتے تھے پس جب کہ حضرت علی کے دیکھنے سے یہ حال حضرت عمر
کا ہوتا ہو اور اونکی ہوش و حواس اونکی صورت دیکھنے سے جاتے رہتے ہوں تو کیونکر قیاس میں آوے
کہ پھر اونکی بیٹی بیبی بجبر نکاح کرلیا ہو شاید حضرات شیعہ یہ فرماوین کہ اوسوقت حضرت علی کا جلال جاتا رہا تھا
بلکہ معاملہ برعکس ہوگیا تھا تیسری روایت جناب مولوی سید دلدار علی صاحب قبلہ عماد الاسلام میں لکھتے ہیں کہ
کتب امامیہ میں لکھا ہوا ہے کہ حق تعالے نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا کہ سب کے دروازہ مسجد سے بند کریں سوائی
اپنے اور علی کے دروازہ کے چنانچہ روزنک حضرت عباس نے عرض کی کہ میرے لیے بھی خدا سے عرض کیجیے

کہ میرا دروازہ کھولدیا جائے آپ نے کہا ممکن نہین تب حضرت عباس نے کہا کہ ایک میزاب ہی سکے لیے دعا کیجیے
حضرت خاموش ہوے اور خدا نے حضرت عباس کی درخواست ثانی کو منظور کیا پس حضرت خود او ٹھے اور حسب خواہش
حضرت عباس کے سقف خانہ پر پرنالہ نصب کیا چنانچہ وہ پرنالہ تئیس برس تا زمانہ خلافت عثمان قایم تھا ایک روز اوس
پرنالہ کا پانی بہتا تھا کہ عمر کے کپڑون پر گرا اونہون نے حکم دیا کہ یہ پرنالہ اوکھاڑ دیا جائے چنانچہ وہ اوکھاڑ دیا گیا اور عمر نے
غیظ و غضب مین آکر کہا کہ اگر کوئی اسکو پھر لگائیگا تو مین اوسکی گردن مارونگا حضرت عباس اپنے لڑکون پر تکیہ کرکے
اوسی شدت مرض مین حضرت امیر کے پاس فریاد کو آئے اور کہا کہ مین دو آنکھین رکھتا تھا ایک تو جاتی رہی یعنی
پیغمبر خدا دوسری باقی ہے یعنی علی بن ابی طالب مین نہجانتا تھا کہ تمہاری جیتے جی مجھپر یہ مصیبت ہوگی حضرت امیر نے
فرمایا کہ تم اپنے گھر مین آرام سے بیٹھو دیکھو مین کیا کرتا ہون ثم نادی یا قنبر علی بذی الفقار فتقلده ثم خرج
الی المسجد والناس حوله وقال یا قنبر اصعد ورد المیزاب الی مکانه فصعد قنبر فرده الی موضعه وقال
وحق صاحب هذا القبر والمنبر لئن قلعه قالع لاضربن عنقه وعنق الآمر له بذلک ولاصلبنهما فی الشمس حتی یتقددا فبلغ
ذلک عمر بن الخطاب فنهض ودخل المسجد ونظر الی المیزاب وهو فی موضعه فقال لا تغضب احدا یا ابا الحسن
فیما فعله وکفر عنه من الیمین فلما کان من الغداة مضی علی بن ابی طالب الی عمه العباس فقال له کیف اصبحت یا عم
قال بافضل النعم ما دمت لی یا ابن اخی فقال له یا عم طب نفسک وقر عینا فوالله لو خاصمنی اهل الارض فی المیزاب
لخصمتهم ثم لقتلتهم بحول الله وقوته ولا ینالک ضیم ولا غم فقام العباس فقبل بین عینیه وقال یا ابن اخی ما خاب من انت
ناصره فکان هذا فعل عمر بالعباس عم رسول الله وقد قال فی غیر موطن وصیة منه فی عمه ان عمی العباس بقیة الاباء
والاجداد فاحفظونی فیه کل فی کنفی وانا فی کنف عمی العباس فمن آذاه فقد آذانی ومن عاداه فقد عادانی فسلمه سلمی وحربه حربی
وقد اذاه عمر فی ثلث مواطن ظاهرة غیر خفیة منها قصة المیزاب ولولا خوفه من علی علیه السلام لم یترکه علی حاله انتهی
بلفظه پس حضرت امیر علیہ السلام نے قنبر کو آواز دی اور کہا کہ میری ذوالفقار لانا چنانچہ وہ ذوالفقار لایا اور حضرت علی علیہ السلام
نے اوسکو حمایل کیا اور ہمراہ آدمیونکی مسجد مین آئے اور قنبر سے کہا کہ پرنالہ کو جہان تھا وہان لگا دی چنانچہ
قنبر نے لگا دیا بعد اوسکے حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ قسم ہے مجھکو صاحب قبر و منبر کی کہ اگر کسی نے اس پرنالہ کو
اوکھیڑا تو مین اوسکی گردن مارونگا یہ خبر عمر کو پہونچی تب وہ مسجد مین آئے اور پرنالے کو اپنی جگہ پر دیکھا اور

کہا کوئی ابوالحسن یعنے امیر کو غضب مین نہ لاوے وقت صبح کے حضرت امیرؑ نے حضرت عباس سے پوچھا کہ
کیسے کیا ہوا حضرت عباس نے کہا کہ جبتک تم زندہ ہو چین و آرام سے گذرتی ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ
قسم ہے خدا کی کہ اگر تمام اہل زمین مجھسے بخصومت پیش آوین مین سب کو قتل کر دون فقط اس روایت کو مطاعن
حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ مین لکھکر مجتہد صاحب فرماتے ہین کہ اگر عمر کو علی کا خوف نہوتا تو کبھی پرنالا اپنی جگہ پہ
لگانے نہ دیتے غرضکہ جب ایک خفیف بات یعنے پرنالہ کے لگانے پر جناب امیرؑ اسقدر غیظ و غضب مین
آجاوین اور قنبر سے ذوالفقار منگاکر مسجد مین آوین اور اپنے سامنے کھڑے پرنالہ نصب کراوین
اور باوجودیکہ حضرت عمر کو تین برس گذر چکے تھے اور اونکے خلافت کا زمانہ شباب پر تھا اور پھر بھی اونسے
نہ ڈرین اور اونکے قتل کرنے پر مستعد ہو جاوین بلکہ تمام دنیا کے قتل کا بحالت مخالفت دعوی کرین تو کیونکر
قیاس قبول کرے کہ پیغمبر خداؐ نے اونکو وصیت صبر کی ہوگی اگر واقعی حضرت نے وصیت کی ہوتی تو اس واقعہ
میزاب مین جناب امیرؑ کیون اوسکو بھول جاتے اور کس لیئے ذوالفقار لیکر باہر آتے اور اگر حضرت علی بھی حضرت
عمر ڈرتے ہوتے تو کیون وہ چپ ہو جاتے اور کس لیئے انکے لگائے ہوئے میزاب کو اوکھڑوا نہ دیتے
عجب حال ہے حضرات شیعہ کا کہ کبھی تو حضرت علی کو ایسا شیر دلیر بنا دیتے ہین کہ ذرا ذراسی بات پر اونکی قہر و
جلال کے قصے بیان کرتے ہین اور خفیف خفیف معاملات مین اونکا قتل و قتال پر مستعد ہو جانا ثابت کرتے
ہین اور کبھی اونکو ایسا خائف اور کمزور کر دیتے ہین کہ بڑے بڑے معاملات مین اونکو صابر و شاکر کہتے ہین
کیا حضرات شیعہ کے نزدیک حضرت ام کلثوم کا غصب ہونا حضرت عباس کے سقف خانہ کے میزاب کے
برابر بھی نتھا کہ اسپر تو اسقدر غیظ و غضب ہووے اور اوسپر صبر و سکوت کیا جاوے کاش جناب امیر میزاب کے
معاملہ مین سکوت فرماتے اور حضرت ام کلثوم کے معاملہ مین اپنے جلال و قہر کو ظاہر کرتے اور قنبر سے ذوالفقار
لیکر باہر آتے اور عمر کے قتل کرنے اور گردن مارنے پر مستعد ہوتے تو یہ قہر و غضب بجائے خود ہوتا معلوم نہین
کہ حضرات شیعہ اس نکاح کو قبل از واقعہ میزاب کے روایت کرتے ہین یا بعد اوسکے اگر نکاح قبل از واقعہ میزاب
تھا تو حضرت عباس کا جناب امیرؑ کے پاس معاملہ میزاب مین فریاد کو آنا بعید از قیاس ہے اسلیے کہ حضرت عباس
خوب جانتے تھے کہ حضرت عمر کے ڈر سے اونھون نے اپنی بیٹی کو دے دیا اور کچھ نہ بولے تو کیونکر حضرت عباس

اپنے میزاب کے معاملہ مین اونکے پاس فریاد کو جاتے کیونکہ جب جناب امیر لڑکے کے معاملہ مین نہ بولے اور صبر کیا
تو پہر اپسے خفیف معاملہ مین کیا بولتے اور اگر یہ نکاح بعد از واقعہ میزاب ہوا تو جب حضرت عباس حضرت علی کو
سمجہانے گئے تہے کہ عمر آمادہ فساد ہے تم نکاح ہونے دو ورنہ وہ تمکو تکلیف دیگا تب اگر حضرت عباس اس قصہ کو
بہول گئے تہے تو جناب امیر یاد دلاتے کہ چچا تمکو یاد نہین ہی کہ تمہاری میزاب کے معاملہ مین مین نے کیا کیا اور
پہر کیسا ڈرا دیا پس کیونکر ایسے بڑے معاملہ مین مین اوس سی ڈر جاؤن اور اوسی وقت قنبر سے تلوار منگا کر
عمر کے پاس آتے اور اونکو میزاب کے معاملہ کیطرح ڈرا دیتے اگر ایسا کرتے تو پہر کیا مجال عمر کی تہی کہ وہ کچہہ بولتا
غرضکہ اہتو حضرات شیعہ ان روایات کو دیکہین اور صبر یا وصیت کا نام زبان پر نہ لاوین اس لئی کہ ان روایات
سے اونکا ابطال ایسا نہین ہوا ہی کہ کسیکو کچہہ کہنے کی گنجایش رہی ہو

یقول المتمسک بولایۃ علی بن ابیطالب علیہ السلام

ہمنے بیان کیا کہ دلائل عقلیہ مخاطب علیل اور اوسکی بعقلی کے دلیل ہین اور مبنی ہین اوپر استبعادات بیجا کے کہ کیونکر
اکثر بیدین ہو گئے الا قلیلا منہم حالانکہ خود ہی شروع کتاب مین لکہہ چکا ہے کہ شیطان نے بعد ایمان کے اکثر لوگون کو
بہکایا اور اونکے دلونکو اعتقاد باطل سے بہر دیا یہانتک کہ تہتر فرقون سے فقط ایک ہی فرقہ ناجی ہوا پہر اگر
پیغمبر خدا نے اون قلیل لوگون کو مطابق احادیث صحیح مسلم و بخاری امر بہ صبر کیا ہو اور تا بہ رجوع امر الی الحق
وصیت بصبر فرمائی ہو تو کیا قباحت لازم آئی اور کیون عقل اسکو قبول نہین کرتی باقی مخاطب صاحب اب جو
دلیل نقلی بذکر چند احادیث بترجمہ غلط و تصحیف الفاظ بیان کرتے ہین وہ بہی باطل ہی اسلئے کہ جناب امیر علیہ السلام
نے جن جن مقامات مین بعلم وحی رسول اللہ یا بعلم الہامی یا بہ علم ما کان و ما یکون جانا کہ ان مقامات مین میرا منع کرنا
موجب فساد عظیم ہوگا اور نوبت بقتال و جدال و انحراف عوام الناس از طریقہ اسلام نہ پہنچیگی وہان اشقیا کو
مانع افعال شقاوت مآل ہی ہوئے اور جہان دیکہا کہ مآل اسکا طرفین کے قبح کے ہوگا پس بلحاظ اسکے کہ قول الفصیحین
حسن ہے سکوت اختیار فرمایا اس سے لازم نہین آتا کہ ہر وقت کا ایک ہی حکم ہوا اور وصیت بصبر متعلق
انہین مواضع سے تہی جہان کہ فساد عظیم ہوتا اور جن مقامات مین جناب امیر مانع ہوئی آخر مینے دیکہا کہ نوبت

کسی فساد کی نہین آئی باقی رہا یہ امر کہ جب خدا نے اونکو ایسی قدرت اور قوت اور طاقت بطرز خرق عادت دی تھی تو پھر
کل مقامون پر مقابلہ اشقیا کیون نہ کیا پس یہ وہ شبہ واحدہ ہے جو کل انبیا اور اوصیا پر ہوتا چلا آتا ہے اور جیسے
اسکا جواب مقامات متعددہ مین دیا ہے کہ مشیت خدا نظر بمصالح شتی مقتضی اسکی ہوئی کہ لوگ بمجبوری راہ دین نہ اختیار
کرین اور دین شناختون مین شانہ فلیکہ یہ رہنما و اولیا راشدین کبھی غالب ہین تا حجت خدا تمام ہوا اور کبھی مغلوب
رہین تاکہ شائبہ الوہیت سے لوگ انکو بری سمجھین اور عباد خاشع و قانع منقطع جانین اور یہ ہم عباد مکرمون کی تصدیق
کرین اس سے لازم نہین آتا کہ ہر غالب کو لازم ہے کہ ہر جگہ غالب ہوا اور ہر مغلوب ہر جگہ مغلوب ہو جناب رسولخدا
اکثر مقامات مین مغلوب ہوے اور دست کفار و منافقین سے اذیتین اوٹھائین اور اکثر مقامون پر بقوت تیغ ذو الفقار
اور بقدرت اعجاز اور بطاقت خرق عادات اشقیا پر غالب آئے ہین مخاطب صاحب کے نزدیک کل مقامات
اور اوقات کا ایک ہی حکم ہے اور سب وہان بالتیسیر[۲۲] ہی ہین یہ کمال لیاقت علمی و رجوعیت تھی اونکی ہے
قولہ صفحہ [illegible] روایت کشف الغمہ **اقول** اس روایت سے ثابت ہے کہ عمر نے اپنے کفر کا اظہار کیا اونکو
پابندان اسلام ظاہری نے بھی جو اسلام فقط واسطے حصول دنیا کے لائے تھے پسند نہ کیا اور کوئی اوسکا
ہمداستان نہوا لیکن خلیفہ صاحب کا رعب فظاظت و غلاظت مانع انکار بھی ہوا جناب امیر نے اوس کلمہ
کفر کا ایسا جواب دیا کہ پسند خاطر خلیفہ ساز و ننگ ہوا اور کسی نے اوس سے انکار نکیا اور خلیفہ صاحب کو سوا
بات بنانے کے کوئی چارہ نہوا اور ایسی بات سے کسی طرح کا شر اور فساد کہ موجب جدال و قتال وقت منع جہاد
بسبب فقدان شرائط کے پیدا ہوگیا پس ایسی مقام پر خاموشی کا محل تھا اور وصیت بخاموشی محل فتنہ
و فساد مین تھے نہ ہر جگہ پر **قولہ** دوسری روایت ملا باقر مجلسی نے **اقول** اس روایت سے ڈرجانا
عمر کا ایک وقت خاص مین کسی وجہ خاص سی ثابت ہوتا ہے بسبب تنہائی کے کہ اوس وقت مین ذریات
شیطان رفاقت شیطان نہ تھی ہوش و حواس باختہ ہوگئے اس سے لازم نہین آتا کہ ہر وقت اونکا
یہ حال ہو بلکہ وقت طلب بیعت جو غلاظت و فظاظت عمر نے کی مشہور ہے کہ جناب کو نقل کر کے مولوی حیدر علی صاحب
منتہی الکلام مین فرماتے ہین کہ یہ کلام و شناعت تھا جو عمر سے سرزد ہوا اور صاحب مقاصد نے بھی کہا ہے کہ
کہ سب تقیید خلفا [illegible] بار ہا مین [illegible] آئی ہے حجت وقت اور امتثال اوسکے وقت وصیت بسبب تھے

کہ منظور خدا اور رسول یہ تھا کہ شیطان تو سایہ حضرت عمر سے بھاگ ہی گیا تھا اب ضرور تھا کہ کوئی خلیفۃ الشیطان بجائے
شیطان واسطے امتحان خلائق کے رہے اسلیئے جناب امیر سے وصیت کی کہ چند شیاطین بلکہ خلیفۂ رسول اللہ
بنائیں اوسکو چھوڑ دینا اور اوسکے اذیتوں پر صبر کرنا اسلیئے جناب امیر نے بعد اتمام حجت خدا صبر فرمایا اور مضمون
واصبر وما صبرک الا باللہ واللہ مع الصابرین والشیطان مع الجابرین الجائرین پر عمل کیا قولہ تفسیری روایت جناب مولوی
سید دلدار علی صاحب **اقول** اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ ابن خطاب سرنگون فی المیزاب نے
اوسکے بارہ مین خلاف حکم صریح جناب ختمی مآب کے ایک حکم دیا کہ مسلمانان ظاہری نے بھی کسی نے اوسکو پسند نکیا اور
جناب امیر علیہ السلام نے جب اوسکے خلاف کیا تو حزب الشیطان سے کسی نے اوسکا انکار نہ کیا اور چونکہ جناب امیرؑ
کو بقرائن یا باخبار رسول اللہ یا بالہام یا بعلم ما کان و ما یکون معلوم تھا کہ طالبان دنیا سے چونکہ مقصد اونکی دنیا کو
ہی ہی اس بارہ مین کوئی پرخاش نہ کریگا پس خوف کسی فتنہ و فساد کا نتھا اس لیئے پرنالہ لگا دیا جب عمر نے دیکھا کہ
کسی نے میرا ساتھ نہ دیا تو مجبور ہوکر اپنی قسم توڑی اور اپنے بدعت سے عنان عزیمت موڑی اور عمر کے ڈرنیکی وجہ
وصیت ظاہر ہے کہ وزیارت شیطان کو شیطان نے اپنا معین بنایا **قولہ** تو کیونکر قیاس قبول کرے کہ پیغمبر خدا نے
اونکو وصیت صبر کی کی ہوگی **اقول** قیاس مختل الاساس حضور کا وہی قیاس اول من قاس ہی ورنہ عقل شیاطین
ہر صاحب دین و یقین کی حکم کرتی ہی کہ جو شخص قتل تمام دنیا کا بحالت مخالفت عموی کرچکا اور خبر خدا و رسول کی بھی سنچکا ہو بغیر حکم خدا و
رسول کی چند نامردونکی ایذا دہی پر صبر نہین کر سکتا آرے جن مقامات کو جانتا کہ وہان وہ فتنہ و فساد نہین ہوگا
جس مین حکم بصبر ہی وہان صبر کی کیا ضرورت تھی اسی سبب سے چھوٹی باتون پر صبر نکیا اور بڑی باتون پر کیا
اور معلوم تھا کہ غرض خدا و رسول امتحانا للناس چندی مہلت دینی شیاطین الانس کو مہلت وہی شیاطین
جن تھی اور قتل و قتال مخالف اس غرض کی تھا پس جہان دیکھتے تھے کہ خلاف مرضی خدا و رسول نہوگا
وہان چشم نمائی فرمادیتی تھی ورنہ صبر فرماتے تھے **قولہ** کاش جناب امیر میزاب کے معاملہ مین سکوت فرماتے
اقول کاش حضرت عمر بھی میزاب کے معاملہ مین سکوت فرماتے اور ام کلثوم کے نکاح کے حسب روایات
اہلسنت بجبر و اکراہ خواہان نہوتے تو چندان بیجا نہوتا **قولہ** معلوم نہین کہ حضرات شیعہ اس نکاح کو قبل از واقعہ
میزاب روایت کرتے ہین **اقول** شیعہ تو اس نکاح سے انکار ہی کرتے ہین مگر بفرض روایات سنیہ

جبر واکراہ کہتے ہین کہ معلوم نہین کہ حضرات سُنیہ اس نکاح جبر واکراہ کو قبل از واقعہ میزاب روایت کرتے ہین یا بعد اگر قبل از میزاب تہا تو سمجہانا عباس کا جو روایات ذخائر العقبیٰ اور روایت سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامۃ مین ہے کہ قال العباس زوّجہ فقد بلغنی منہ کلام بیجا نہ تہا اس لیئی کہ کوئی کلام کسی نا فرجام کا اونکو ایسا پہونچا تھا کہ جس سی اونکو خوف فتنہ و فساد عظیم ہوا اور اگر بعد از میزاب تہا جب بھی بیجا نہ تھا اسلیئے کہ معاملہ میزاب مین کوئی خوف فتنہ و فساد مثل انکار اوس جناب کے نکاح سے نتھا تو نالش کرنا بھی بیجا نہ تہا نکاح امّ کلثوم کے کہ اونکو سننے سے کلام نا فرجام بعض اللیام کے خوف فتنہ عظیم ہوا پہر سمجہانا بہت بیجا اور دور تہا اور خود ہی مخاطب صاحب فرماتے ہین کہ معاملہ میزاب چھوٹی بات تھی اور نکاح بڑی بات اور ظاہر ہے کہ چھوٹی بات مین چھوٹا فساد ہوگا اور بڑی بات مین بڑا فساد ہوگا پہر حکم چھوٹے اور بڑے کا ایک کیونکر ہوگا مگر یہ کہ فرمائین کہ ہمارا یہی دستور ہے کہ ہم چھوٹے بڑے کو ایک حکم مین رکھتے ہین لہذا بڑی بڑی امّ کلثوم یعنی بنت جرول خزاعی اور بنت عقبہ بن معیط اور چھوٹی امّ کلثوم یعنے بنت ابی بکر جو عمر کے مرنیکی وقت سات آٹھ برس کی تہین دونون سی ایک لڑکا اور ایک لڑکی جنواتے ہین شیعہ کہتی ہین بہت ٹھیک بہت ٹھیک بارے شکر خدا کا کہ حضرت عمر اور امّ کلثوم بنت ابی بکر سے بلا ہرج و مرج قریب مرگ کچھ معجزے بزرگ ظاہر ہوئے انا نسخر منکم کما تسخرون لیکن مسخرون سے کہانتک تمسخر کیا جاوے

قال المخاطب المقمقام هداہ اللہ سبل السلام

تیسری تاویل تقیہ اگرچہ جو کچھ ہمنے صبر اور وصیت کی تاویل مین بیان کیا اسکا بھی بطلان بخوبی ہو گیا لیکن خاص اس لفظ سے ہم کچھ بحث کرتے ہین بعض علمائی شیعہ نی فرمایا ہی کہ حضرت امیرؑ کو حکم تقیہ کرنے کا تہا اس لیئی وہ معذور و مجبور تھے اور نکاح کر دینے مین وہ بجا آوری فرمان الٰہی کی کرتے تھے اور امتثال امر الٰہی مقتضی اجر ہے چنانچہ اسی مضمون کو باین الفاظ صاحب نزہۃ اثنا عشریہ نے بجواب تحفہ کے ادا کیا قائلین بہ تقیہ میگویند کہ شارع ضعفا را کہ بطریق تقیہ واقع شود مقام ماموربہ قرار دادہ پس در بجا آوردن آن امتثال امر الٰہی است و این معنی مقتضی اجر است اور اسی طرح پر سید مرتضیٰ ملقب بہ علم الہدیٰ

اور ابن مطہر حلی نے بھی فرمایا ہی کہ یہ تقیہ اوس سی زیادہ نہین ہی جو کہ درباب امامت کے جناب امیرؑ نے کیا اور صاحب تحفہ
کی یہ عبارت بعینہ ترجمہ مصائب النواصب کے اعتراض چہارم کا ہے غرضکہ ان روایات سے یہ امر ثابت ہے کہ
جناب امیرؑ نے تقیہ کے سبب سے نکاح کرا دیا اور چونکہ حضرت امیرؑ ماموربہ تقیہ تھے اسلیئے اس نکاح مین مستحق اجر ہوئے
لیکن تاویل تقیہ کے باطل ہے چند وجوہ سے **وجہ اول** تقیہ خود تہمت حضرات شیعہ کی ہے اہلبیت کرام پر اور
کبھی کسی امام نے نہ تقیہ کیا نہ وہ ماموربہ تقیہ تھے کہ اسکو ہم بحث تقیہ مین ثابت کرینگے انشاء اللہ تعالے **وجہ دوم**
تقیہ کرنیکے دو سبب خیال مین آتے ہین یا خوف جان یا خوف عزت تو اس نکاح کے کر دینے سے جاتی ہی
رہی پھر اسکا خوف تو باقی ہی نہ رہا جسکے لیئے حاجت تقیہ کے ہوتی رہا خوف جان اوسکے سبب سے جناب امیرؑ
ماموربہ تقیہ نہ تھے کہ اسکو علمائی شیعہ نی خود تسلیم کیا ہے جیسا کہ تقلیب المکائد مین علامہ کنتوری لکھتی ہین کہ شیعیان ہرگز
نمیگویند کہ حضرت امیرالمومنین بسبب خوف ہلاکت جان خود ترک قتل و قتال ابوبکر کردہ بود بلکہ میگویند کہ حضرت امیرالمومنین
ہیچیک از فرائض و واجبات را ترک نکردہ و تقیہ بجہت خوف ہلاکت جان خود نبود بلکہ بجہت خوف ہتک عرض و ناموس
بود **وجہ سوم** اگر ہم تسلیم کرین کہ حضرت علی کو خوف جان کا تھا تو خود حضرات شیعہ اسکو قبول نکرینگے اسلیے کہ اونکے
مذہبی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ کئی دفعہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہما
نے حضرت امیرؑ کے قتل کا ارادہ کیا تھا لیکن وہ بسبب شجاعت حضرت امیرؑ کے پورا نہوا جیسا کہ ملا باقر مجلسی حق الیقین
مین لکھتی ہین کہ جب حضرت علی نے معاملہ فدک مین ابوبکر و عمر کو بہت سخت سست کہا اور اونسے معارضہ کیا تب
ابوبکر نے عمر کو بلایا اور کہا کہ تم نے دیکھا کہ آج علی نے کیا کیا اگر ایک دفعہ اور ایسا ہی وہ کرینگے تو ہماری سب کام
درہم و برہم ہو جاوینگے یہ سنکر عمر نے کہا کہ میری صلاح یہ ہے کہ علی قتل کر دیئے جاوین اور اس خدمت پر خالد
ابن الولید کو متعین کیا اور صبح کی نماز کا وقت اونکے قتل کا مقرر ہوا چنانچہ جب صبح کے نماز کو حضرت علی مسجد مین
آئے اور براہ تقیہ ابوبکر کے پیچھے نماز کو کھڑے ہوئے اور خالد تلوار باندھکر حضرت علی کے برابر کھڑے ہوئے
جبکہ ابوبکر تشہد کے لیئے بیٹھے تب اونکو ندامت ہوئی اور فتنہ و فساد سے ڈرے اور شدت اور سطوت
و شجاعت حضرت امیرؑ کی اونکو معلوم تھی تب ایسا خوف ابوبکر پر غالب ہوا کہ نماز ختم نکر سکے بار بار تشہد پڑھتے تھے
اور خوف کے مارے سلام نہ پھیرتے تھے آخر خالد سے کہا کہ جو کچھ مین نے تمسے کہا ہے وہ نہ کرنا چنانچہ بعد نماز کے

حضرت علی نے خالد سے پوچھا کہ تمسے ابوبکر نے کیا کہا تھا اونہون نے کہا کہ تمہارے قتل کو کہا تھا اور اگر وہ مجھے
منع نہ کرتے تو ضرور مین تمکو مار ڈالتا کہ حضرت علی نے غصے مین آکر خالد کو پکڑا اور زمین پر دے مارا جب عمر چلانے لگے
اور لوگ جمع ہوگئے تب حضرت امیر نے خالد کو تو چھوڑ دیا اور گریبان عمر کا پکڑا اور کہا کہ اگر وصیت رسول
خدا کی اور تقدیر الٰہی نہوتی تو تم اسوقت دیکھتے کہ کون ضعیف ہے ہم یا تم اور ایک روایت مین یہ ہے کہ
حضرت امیر نے خالد کو ایک انگلی پر اوٹھا لیا اور ایسا دبایا کہ اوسکی جان نکلنے کے قریب ہوگئی اور خالد نے پاخانہ
پھر دیا اور پاؤن مین رعشہ پڑگیا اور بات زبان سے نہ نکل سکی اور جو کوئی نزدیک جاتا کہ خالد کو چھڑا دے اوسکی طرف
شیر خدا ایسے غضب کے نگاہ سے دیکھتے کہ وہ ڈر کے مارے لوٹ جاتا آخر حضرت عباس آئے اور اونہون نے
قسم دیکر خالد کو چھڑایا فقط ای حضرات شیعہ اس روایت کو دیکھو اور شیر خدا وصی رسول کی شجاعت اور مردانگی
پر خیال کرو اور پھر معاملہ نکاح ام کلثوم پر نظر کرو اور سوچو کہ اگر نکاح بجبر و اکراہ ہوتا اور حضرت امیر کو منظور نہوتا
تو عمر کی یا کسی شخص کی مجال تھی کہ وہ جناب امیر کو ڈرا کر اونکی بیٹی لے لیتا اور حضرت علی قتل کے خوف سے کچھہ
نہ کہتے اگر حضرت امیر کو حضرت عمر نے خوف دیا تھا اور اونکی مارنیکی دھمکی دی تھی تو کیون حضرت علی خاموش ہوگئے
اور کس لیے عمر کو ایک انگلی پر اوٹھا کر زمین پر نہ دے مارا اور اگر کوئی اونکا حامی ہوا تھا تو کیون اوسکی طرف
غضب کے نگاہ سے نہ دیکھا ہم اگر اس روایت کو ملا باقر مجلسی کے قبول کرین تو پھر کبھی ہمارے ذہن مین یہ بات
نہین آسکتی کہ حضرت علی ام کلثوم کے نکاح مین ایسے خوف زدہ اور مضطر ہوجاوین کہ کچھہ نہ فرماوین اور اپنی
معصومہ بیٹی کا غصب ہونا پسند کرین اگر اس روایت پر بھی خاطر جمع نہو تو ہم دوسری سند شجاعت علی مرتضی
شیر خدا کے بیان کرتے ہین کہ ملا باقر مجلسی حق الیقین مین لکھتے ہین کہ بعد از غصب فدک حضرت امیر المومنین بہ ابوبکر
نامہ نوشت و بنہایت شدت و حدت دشنام و وعید بسیار دران درج نمود چون ابوبکر نامہ را خواند بسیار
ترسید و خواست کہ فدک را و خلافت را بہ او رد کند پس اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی کی ایک
خفگی کے خط سے حضرت ابوبکر صدیق ایسا ڈر گئے کہ فدک اور خلافت چھوڑنے پر مستعد ہوئے تو حضرت علی
کو کون مانع تھا کہ حضرت ام کلثوم کے معاملہ مین بھی حضرت عمر کو ایک نامہ لکھتے اور اپنے شجاعت اور مردانگی یاد دلا
اور جو تہور اور سطوت پہلے حضرت نے ظاہر کی تھی اوسکا ذکر کرکے ڈراتے حالانکہ کہیں کسی روایت سے نہین نکلی

ثابت نہین ہوتا کہ حضرت علی نے کوئی خط لکھا ہو یا حضرت عمر کو ڈرایا ہو اگر او رکچہہ نہو تا تو حجت تو تمام ہو جاتی لیکن جناب امیر
کے سکوت اور خاموشی کا سبب ایسے نازک معاملہ مین ہماری سمجھہ مین نہین آتا اور تقیہ کرنیکی کوئی وجہ ایسی بڑی نظر نہین
ہمکو معلوم نہین ہوتی شاید اس معاملہ مین کوئی سر اسرار امامت سے ہوگا جو ہماری سمجھہ مین نہین آسکتا اسلئے کہ اسرار
امامت کو سوائی ملک مقرب اور پیغمبر مرسل کے اور مومن کامل کے دوسرا سمجھہ ہی نہین سکتا ہی جیسا کہ ملا باقر مجلسی حق الیقین
مین لکھتے ہین کہ غرائب احوال وخفایای اسرار ایشانرا خلق نمید انند وتاب شنیدن انہا ندارد مگر ملک مقربے یا
پیغمبر مرسلے یا مومن کاملے کہ حقتعالے دل اورا امتحان کردہ باشد وبنور ایمان منور گردانیدہ باشد مجھے اس مقام پر
ایک حدیث امام محمد باقر علیہ السلام کی یاد آتی ہے جو کہ کلینی نے بسند معتبر لکھی ہے کہ امام کی دس نشانیان ہین منجملہ ان نشانیون
کے نشانی نہم مین وہ لکھتے ہین کہ جو فضلہ امام سے جدا ہوتا ہے اوس سے مشک کی بُو آتی ہے اور زمین کو خدا نے
موکّل کر دیا ہے کہ وہ اوس فضلہ کو نگل جاتی ہے فقط پس نہایت تعجب ہے حضرات شیعہ سے کہ باوجودیکہ امام کے
فضلے کے نسبت تو یہ اعتقاد کرین کہ اوسکو زمین نگل جاتی ہی اور اوس مین بدبُو نہین ہوتی بلکہ مشک کی بُو اوس سے
آتی ہی اور پھر اوسی امام کے جگر کے پارے اور بدن کے ٹکڑے کے نسبت یہ کہین کہ اوسکو ایک غاصب نے غصب
کر لیا ای حضرات شیعہ ذرا تو سوچو کہ فضلہ امام کا زمین کو کس لیئے سپرد ہوا اور خدا نے کیون اوس مین مشک
کی خوشبو رکھی اسی واسطے کہ فضلہ ایک نجس اور ناپاک چیز ہے اگر وہ زمین پر رہیگا کیڑے پڑینگے بدبُو پھیلیگی لوگ
دیکھکر نفرت کرینگے اور چونکہ اوسکو ایک تعلق امام سے ہے گو وہ تعلق نہایت تعلّقات بعیدہ سے ہے اس لیئے
خدا نے امام کی فضیلت ظاہر کرنے کے لیئے فضلہ کو زمین کے سپرد کیا کہ وہ نگلجاوے تو کیا حضرت ام کلثوم جو حضرت
سیدۃ النساء کے ایک جزو تھین اور حضرت علی کے جسم کی ایک ٹکڑا تھین خدا کے نزدیک ایسی بے قدر تھین کہ
خدا کو اونکی کچھہ بھی حفاظت نکی اور اونکو ایک غاصب کے پنجہ سے نہ بچایا کیا اونکو کچھہ بھی بنسبت حضرت علی
سے نہ تھی اور کیا اونکو کچھہ تعلق سیدۂ پاک سے نہ تھا اور کیا اونکی ایسی بے عزتی سے کچھہ لوث دامن پاک
پر جناب امیر کے نہ آتا تھا اور کیا اونکے غصب سے کوئی داغ ائمہ اطہار کے شان مین نہ لگتا تھا ای بہائیو
ذرا سوچو اور شرماؤ اور انصاف کو دخل دو کہ سوائی اسکے کہ تم اقرار کرو کہ حضرت عمر صلاحیت زوجیت
کی رکھتے تھے کسیطرح پر یہ الزام رفع ہو سکتا ہی یا نہین

ہمنے سابق مین بیان کیا کہ تقیہ بصبر تہا اور صبر بتقیہ تھا اور نہ صبر منافی شجاعت ہی نہ تقیہ منافی شجاعت ہان
جبن البتہ منافی شجاعت ہی جسطرح حضرات ثلثہ کہ شدائد حرب وضرب پر صبر نہ کر سکتے تھے اور میدان جنگ سے
بھاگ کھڑے ہوتے تھے اگر صبر منافی شجاعت ہوتا تو خداوندعالم اپنے پیغمبرون کو حکم بصبر بر ایذای کفار و منافقین
پر نہ فرماتا قال اللہ تعالی فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل یعنی جسطرح کل انبیائی اولے العزم نے صبر کیا تو بھی
صبر کر پہر فرماتا ہی واصبر وما صبرک الا باللہ ولا تحزن علیہم ولا تک فی ضیق مما یمکرون یعنے صبر کر اور نہین ہی صبر
تیرا مگر ساتھ اللہ کے اور نہ غمگین ہو اوپر اونکے اور نہ دل تنگ ہو اونکی مکاریون سے بلکہ کل مومنین سے
فرماتا ہے وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لہو خیر للصابرین یعنے اگر عوض لو موذیون سے تو بمقدار
اوسکے لو جو تمنے ایذا پائی ہے اور اگر صبر کرو یعنے عوض نہ لو تو بہتر ہے وہی صبر کرنا واسطے صابرین کے پہر
فرماتا ہے واللہ مع الصابرین یعنی خدا ساتھ صابرین کے ہے بلکہ حکم صبر صاحبان قوت و قدرت و شجاعت
ہی کو کیا جاتا ہے اور جو عاجز اور جبان ہے وہ تو جہک مارکے صبر کریگا اور صبر نہ کریگا تو پہر کیا کریگا باعتقاد کل
اہل اسلام جناب رسولخدا اشجع الاولین والآخرین تھے مگر کیسی ایذاؤن پہ کفار اور منافقین کی صبر کیا
بلکہ باوجود قدرت صبر کرنا اعلائی مرتبہ کی شجاعت ہی نہج البلاغہ مین جناب امیرؑ بھی فرماتے ہین الصبر شجاعۃ
صبر شجاعت ہے کتاب مستطرف ستنیان مین مذکور ہی عن ابی ہریرہ قال قال رضی اللہ عنہ لیس الشدید بالصرعۃ
انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب مثلہ فی المشکوۃ بل ہو متفق علیہ علی ما ذکرہ فی بلوغ المرام یعنے فرمایا
جناب امیرؑ نے کہ نہین شدید و قوی و شجاع ہے زمین پر گرا دینے والا بلکہ شجاع وہ شخص ہے کہ اپنے نفس پر
قادر ہو اور صبر کرے وقت غیظ و غضب اور مثل اسکے مشکوۃ مین بھی ہی بلکہ صاحب بلوغ المرام نے
کہا ہے کہ یہ حدیث متفق علیہ ہی بالجملہ کچھ الو مثل حضرت مخاطب کے سمجھتے ہین کہ ہر جگہ مار ڈالنے اور مرجانے
کا نام شجاعت ہے خواہ اوسکا محل ہو یا نہو حالانکہ اسکو تہور کہتی ہین کہ صفات مذمومہ سے ہے اور شجاعت
جو امر ممدوح ہے وہ یہ ہے کہ جو محل جان دینے اور مارنے اور مرنے کا ہے جسطرح وقت مقابلہ کفار صف جنگ مین

کہ خدا نے فرمایا ہے کہ مارو اور مرو وہان مثل حضرات ثلثہ کے بھاگ کھڑا ہونا جبن و نامردی ہے اور جسجگہ خدا نے
کسی مصلحت سے جان دینے اور لینے کا حکم نہین دیا ہے بلکہ منع فرمایا ہے وہان کتنا ہی غیظ و غضب ہو
اور جان و مال و آبرو پر بنے اور دشمن کے فی النار کرنے پر بھی قدرت تامہ حاصل ہو مگر ابتغاء لرضاء اللہ
صبر کرنا اور نفس کشی کرنا انتہا مرتبہ کی شجاعت ہے کہ جس سے فوق دنیا مین کوئی شجاعت نہین ہو سکتی
اور باتفاق ہمارے اور مخالفین کے جناب امیر کو عہد ثلثہ مین حکم جہاد تھا سنیون کی نزدیک تو اسوجہ سے
کہ کوئی حق جناب امیر کا نتھا اور شیعون کے نزدیک حق انھین کا تھا مگر مصالح خداوندی برائے
چندے ابقائے غاصبین ظالمین مثل ابقاے شیاطین کے امتحاناً للناس اصلح تھا یا بسبب فقدان شرائط
جہاد کے کہ اوسی سے قلت اعوان و انصار ہے حکم جہاد نہوا پس مثل جناب رسولخدا ابتدا مین
ایذاے کفار و منافقین پر صبر کیا اب کوئی بیحیا اس صبر کو بیحیائی کہے اور کوئی رذیل رذالت کہے
اور کوئی ذلیل منافی شجاعت کہے تو یہ سب کہنا دلیل اوسکی حماقت اور بیدینی کی ہے اب اسی پر
قیاس امر تقیہ کو بھی کرنا چاہیے کہ تقیہ بھی وقت تقیہ ایک امر مامور من اللہ ہے پس اوسکی بجاآوری
مین مردان خدا اپنے جو گذر جاے وہ گذر جاے اوسپر صابر اور متحمل ہونا عین شجاعت ہوگی نہ منافی شجاعت
ورنہ جناب رسولخدا کا کبھی غار ثور و تار مین کبھی خانہ زید ارقم مین چھپنا اور بناے خانہ کعبہ کو بطور اصلی
بخوف ارتداد قوم عائشہ ترک کرنا اور خندق گرد مدینہ کھودنا اور مکہ معظمہ چھوڑکر مدینہ کو ہجرت کرنا اور
یار غار کو اپنی جوتیان ابن ربیعہ کی کھانے دینا سب منافی شجاعت سمجھنا چاہیے حالانکہ باعتقاد
کل اہل اسلام وہ حضرت اشجع الاولین و الآخرین تھے پس جسطرح طاعن اوحضرت پر ملحد و زندیق ہے اوسطرح
طاعن جناب امیر پر ملحد و زندیق ہے اور اثبات تقیہ نظر بمصالح تقیہ مقامات متعددہ مین اس کتاب کے
مذکور ہو چکا ہے اور نظر بمصالح وقت کسی وقت مین سکوت کرنا اور خاموش رہجانا کسیطرح منافی قوت
و قدرت نہین ہو سکتا ورنہ خداوند تعالی کا چار چار سو برس مدعیان الوہیت سے سکوت کرنا مثبت عجز
قادر علی الاطلاق ہو جاتا ۔ حالانکہ واللہ اشد باساً و اشد تنکیلا خود خدا فرماتا ہے اور بیٹی کو ایک
بادشاہ وقت سے کہ وہ منافق بظاہر مسلم ہو نظر بمصلحت وقت بخوشی خاطر بیاہ دینے مین کوئی

ہتک عزت و آبرو نہیں ہے پس مدعی ہتک حرمت محض جھوٹا اور دغاباز اور مکار ہے واللہ ہو مین کیا انکا دین و نعم
علی الکاذبین **قولہ** دوسکا بھی ابطال بخوبی ہوگیا **اقول** اوس ابطال کا بطلان بھی بحمد اللہ بخوبی ہوگیا اور بجواب
لکھا ہوا سب جھوٹ ہوگیا اور آگے کیا چلتے ہو اپنے پیچھے کی تو خبر لو **قولہ** غرض کہ ان روایات سے یہ ثابت ہوا
اقول ان روایات کا مشار الیہ معلوم نہوا کہ کون روایات مراد ہین آیا وہ روایات مراد ہین کہ علماے
شیعہ اوسکی تصحیح نہین کرتے بلکہ اوسکے ضعیف اور مجہول اور نامعتبر ہونیکی تصریح کرتے ہین یا وہ روایات مراد
ہین کہ علماے سنیہ اوسکی تصحیح کرتے ہین اور شیعہ اوسکو فرض و تسلیم کرکے جوابات دندان شکن دیتے ہین پس اگر حقیقت میں
وہ روایات جھوٹے ہین جیسا کہ اعتقاد شیعو نکا ہے اور کیونکر جھوٹے ہون حالانکہ مضامین قبیحہ مستہجنہ مثل لبس
کنار و کشف الساق والمنبر پر مشتمل ہین تو پہلے اونکے راویان دجالین و شیاطین کو برا کہو جیسا کہ تمھارے علماے
رجال نے کہا ہے پھر بار دیگر اپنے علماے مصححین کے نام پر ہزار ہزار جوتیان مارو کہ ایسے اخبار واہیہ کی تصحیح کیون
کرتے ہین کہ شیعہ اوسی کو فرض کرکے اولٹی سیدھی جوتیان مارتے ہین **قولہ** وجہ اول تقیہ خود تہمت حضرات
شیعہ کی ہے **اقول** یہ تو جب ہو کہ ہم آیات قرآنی اور احادیث صحاح سنیہ سے اوسے ثابت نکرین اسی
کتاب کے مقامات متعدد میں ہم اسکو عقلاً و نقلاً و بآیات و باحادیث و تفاسیر اہلسنت ثابت کر چکے ہین
فمن لا تقیۃ لہ لا دین لہ والتقیۃ دینی ودین آبائی وصح ذلک عن ائمتنا الکرام علیہم السلام رغماً لانافف اللئام
قولہ ہم بحث تقیہ مین ثابت کرینگے **اقول** یہ حیلہ حوالے اپنے بھائیون کنجڑے قصائیون کے لئے کیجیے
سے آدمی را بچشم حال نگر ٭ از خیال بری و ودی بگذر ٭ ابھی تو آپ جھوٹے ہین آیندہ بھی انشاء اللہ
جھوٹے ہی رہینگے جناب کنیت بطن کنیف سے مقام تقیہ بر وزر کریگا تو دیکھا جائیگا انشاء اللہ اوسکی بھی رد
مسدود کرنے والے ہزارون ہو جائینگے خاطر جمع رکھیے دیکھیے لیجیے گا کبھی کورے نرہیگا **قولہ** وجہ دوم
تقیہ کرنیکے دو سبب خیال مین آتے ہین یا خوف جان یا خوف عزت **اقول** حضور کا خیال تو شیخ
چلی کا خیال ہے ہم پوچھتے ہین کہ وجہ انحصار دو مین کیا ہے کیا احتمالین دایر بین النفی والاثبات ہین
کہ احتمال ثالث محال ہو جناب رسولخدا کا ترک ہدم بیت بنیت بناے ابراہیمی بخوف ارتداد قوم عائشہ
بخوف جان تھا یا بخوف مال تھا یا بخوف آبرو تھا اصل یہ ہے کہ تقیہ کسی خوف سے نہین ہے جز خوف خدا کے

یعنے جس مقام پر جان یا مال یا آبرو دینے کو خدا نے نہین کہا ہے یا جس جگہ فتنہ و فساد جدال و قتال کو خدا نے منع فرمایا ہے وہان جان و مال و آبرو دینا یا فتنہ و فساد ممنوع قائم کرنا خلاف طاعت خدا ہے اور دوستان خدا کو البتہ معصیت خدا سے ڈرنا لازم ہے اور اسیطرح جسجگہ پر خدا نے جان و مال و آبرو پر کھیل جانے کو اور فتنہ و فساد جدال و قتال کفار کے ساتھ عمل مین لانے کو کہا ہے جیسے مقام جہاد مین وہان جان و مال و آبرو بچانا اور فتنہ و فساد سے ڈر کر بھاگ کھڑے ہونا جیسے حضرات ثلثہ کو اتفاق ہوا یہ بھی عین معصیت خدا ہے پس جو شخص کہ معترض جناب امیر پر ہے پہلے وہ حکم خدا و رسول نسبت جناب امیر علیہ السلام بدلیل عقل و نقل ثابت کرے پھر اوسکی مخالفت جناب امیر سے ثابت کرے تب قصد اعتراض کرے اور بغیر اسکے زق زق و بق بق کرنا محض جھک مارنا ہے **قولہ** عزت تو اس نکاح کے کر دینے سے جاتی ہی رہی تھی **اقول** ہمارے سمجھ مین نہین آتا کہ اس نکاح سے مراد کون نکاح ہے کہ جس سے عزت گئی آیا وہی نکاح بجبر و اکراہ کہ عباس کے سمجھانے سے ہوا اور اوسکے روایات کاذبہ کے علمائے سنیہ نے تصدیق کی اور تصحیح کی تو اوس سے عزت جانیکی کیا وجہ اسلیے کہ دنیا سبھی بیٹیان خواہ بخوشی خاطر خواہ بناخوشی خاطر نظر بمصلحت وقت کسیکے سمجھانے سے بیاہ دیجاتی ہین اور کسی کی عزت نہین جاتی خصوصاً جبکہ بیٹی ایک بادشاہ وقت سے بیاہ دیجاوے کہ اہل دنیا اوسکو سرمایہ عزت و افتخار سمجھتے ہین ہرچند وہ بادشاہ اکفر الکفرہ اور افجر الفجرہ ہو کر عزت سلطنت دنیا اور چیز ہے اور کفر و نفاق جو سبب آخرت ہے اور چیز ہے تو اس نکاح مین جناب امیر کی عزت کیون گئی یا مراد وہ نکاح بجبر و اکراہ ہے جسکے روایات چند شیاطین اور دجالین نے باضعیمہ بہتانہا مین وہ ہے مثل ضم الصمد بدو کشف الستار و المنبر نہایت ہتک حرمت جناب امیر کے بنائے اور تمہارے علمائے اوسکی بھی تصحیح کی تو مصححین سے اون احادیث کے پوچھو کہ تمنے ایسے روایات کہ جس سے فسق و تحیر خلیفہ دوم اور ہتک حرمت خلیفہ چہارم لازم آتی ہے کیون کی اور کسی شیعہ نے تو ان روایات واہیہ کو ولو فرضاً بھی قبول نہین کیا تصدیق و تصحیح کے کیا معنی بہر حضرات اہلسنت کو اپنا گناہ دوسرونکے سر منڈھنا مصداق من یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بہتانا و اثما مبینا ہوتا ہے سبحان اللہ تم خود روایات ہتک حرمت کی تصحیح کرو اور شیعونکو الزام دو کہ عزت تو جاتی رہی تھی تو اصل نکاح ہی افترا سے نہ سمجھا اور کسی

روایت کی تصحیح تکی پھر اوسپا الزام کیسا دیکھو ان ہتیا نون پر کہین زمین تمھارے نیچے کی اور آسمان تمھارے
اوپر سے نہ پھٹ جاے **قولہ** رہا خوف جان **اقول** جو لوگ ہمیشہ دعا مانگتے تھے کہ اللھم قتلاً فی سبیلک
توفیق لنا اونکو خوف جان کیسا ہان خوف جان اونکو تھا جو لڑائیون سے لوگ دم بھاگتے تھے البتہ دوستان خدا
کو خوف خدا تھا کہ ایسا نہو کہ جان و مال و آبرو ایسی جگہ پر تلف ہو کہ جہان حکم خدا اوسکے تلف کرنیکا نہو اور فرمانا
صاحب تقلیب کا بھی اسوجہ سے درست ہے کہ شجاعو نکو پیچھے ہٹ دینے خوف جان خود نہین ہو سکتا لیکن
بجہت اسکے کہ پیچھے ہٹ دینے ونکو فی النار کرد نیکا بمصالح خداوندی حکم تھا اسلئے مال و آبرو کا ضرر دینے ہو سکتا تھا
اسلئے کہ دفع ضرر بغیر فی النار کیے ممکن نتھا اور حکم خدا فی النار کرنیکا مثل شیاطین جن کے نتھا تو بجز سکوت
و خموشی کے کیا چارہ تھا **قولہ** وجہ سوم اگر ہم تسلیم کرین کہ حضرت علی کو خوف جان کا تھا **اقول** ہم
مکرر کہہ چکے کہ مرد و نکو پیچھے ہٹ دینے خوف جان کیا ہوگا خصوصاً اونکو جو راہ خدا مین فرما عین سعادت اپنی
جانتے مگر جس مقام پر حکم جان دینے کا اور جدال و قتال کا بسبب فقدان شرایط جہاد کے نہو تو ایسے
وقت مین لڑنا اور جان دینا معصیت خدا تھا اور دوستان خدا اوس سے ہر دم خائف و لرزان تھے
پس بجز صبر و سکوت کیا چارہ تھا اور ہرگز یہ صبر و سکوت منافی شجاعت نہین بلکہ عین شجاعت ہے طرفہ یہ ہے
کہ شجاعت جناب امیر کو ہمارے احادیث سے ثابت کرتے ہین اور سے حضرت حال شجاعت دشمنو نسے
پوچھو ہے کیا کہتے ہو اور اپنی خوش خیالی پر کچھ شرمندہ ہو کہ صبر کو منافی شجاعت کہتے ہو تو لازم آتا ہے کہ
جناب رسول خدا بھی کہ جو صابر اذیت منافقین پر تھے معاذ اللہ شجاع نہون حالانکہ باتفاق امت وہ حضرت
اشجع اولین و آخرین تھے **قولہ** ملا محمد باقر حق الیقین مین لکھتے ہین **اقول** بہت سچ لکھتے ہین مگر تقریر
تمھاری غلط لیکن کچھ الفاظ زائد لغو تکو شرم بھی نہ آئی کہ کتاب کثیر الوجود ہے جو کوئی اصل عبارت کو ترجمہ
اوسکا دیکھیگا تو کتا ہے کہ خالد کو درمیان دو انگلیون کے دبا نیکو خالد کو ایک اونگلی پر اوٹھا لیا کہتے ہو
اگر چہ یہ شخص دو انگلیون پر خیبر اوٹھا لے اوس کو خالد کو ایک اونگلی پر اوٹھا لینا کیا بات ہے مگر بانکا
اپنی طرف سے بنانا اور بات ہے بہر کیف یہ روایت معاضد ہے نقل مخالف و لو اچھا لا جیسا کہ خود اوسی
کتاب مین ہے کہ کسی سائل نے شاگرد امام ابو حنیفہ سے پوچھا کہ امام صاحب کے نزدیک تحدیث واحد اشد

بجاے سلام جائز ہے اوسنے کہا کہ ہان جائز ہے حضرت ابوبکر نے خالد سے قبل از سلام کلام کیا تھا جب سائل نے
پوچھا کہ کیا کلام کیا تھا تو کچھ جواب ندیا جب اوسنے اصرار کیا تو کہا کہ سُکالہ و رافضی معلوم ہوتا ہے الغرض
ابتدا سے روایات مین جناب امیر کا حجت غاصبین خلافت و فدک پر تمام کرنا اور اونکو لاجواب کرنا اور جہنم اور
قہر خدا سے ڈرانا ہے اور آخر روایت مین باغواے شیطان لعین یاد رش بئس القرین آل یہ ہوا کہ غاصبین فکر قتل امیر المومنین
مین رہے گو تدبیر اونکی مطابق تقدیر نہوئی اور بعد اسکے حاصل تقریر یہ تدویر مخاطب یہ ہے کہ جب عمر نے جبر و اکراہ نکاح پر
کیا تھا تو جناب امیر نے عمر کو کیون ڈرادیا جواب اسکا یہ ہے کہ جب جناب امیر نے غصب خلافت پر او غصب فدک پر ڈرایا مگر دشمنون کا
کچھ جز اینکہ قتل جناب امیر پر مستعد ہوئے کیا ہوا خلافت کو پھیر تو ندیا فدک سے دست بردار تو نہوئے بلکہ اسی
مین بھی اگر ڈرا لیتے تو اوسکا ثمرہ بھی یہی ہوتا کہ اہل قساوت اپنی شقاوت سے کبھی باز نہ آتے اور قصد قتل کرتے
بلکہ بغیر ڈرا لیے بھی کیا تو ڈرانا کیا فائدہ دیتا بلکہ خدا نے بمقتضاے انذرتکم نارا تلظی ڈرایا اور رسول نے
بمقتضاے انی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید ڈرایا اور اشقیاے امت کو اس ڈرانے سے کچھ فائدہ نہوا
جز اینکہ حجت خدا تمام ہو گئی اوسی طرح جناب امیر نے بھی بہت ڈرایا مگر جز اتمام حجت کوئی فائدہ نہوا اور اگر کوئی
کہے کہ پھر قتل ہی کیون نکر ڈالا کہ جھگڑا قصہ تمام ہوتا تو ہم کہینگے کہ خدا و رسول قادر تھے اشقیا کے فنا پر
پھر جب اونھین نے قصہ جھگڑا نہ تمام کیا تو جناب امیر علیہ السلام کون تمام کرنے والے تھے بالجملہ نظر بمصالح
و حکم جسطرح دنیا مین اشقیا کو مہلت دینا ضرور تھا اوسیطرح نظر باتمام حجت ڈرانا بھی ضرور تھا اگرچہ اوس سے اونکے
اونکا طغیان اور اونکی سرکشی بڑھتی گئی جیسا کہ فرمایا و نخوفہم فما یزیدہم الا طغیانا کبیرا یعنی ہم اشقیا کو ڈراتے ہین
مگر اس ڈرانے سے جز اینکہ اونکی سرکشی بڑھے اور کچھ نہین ہوتا ہے بس اسیطرح جناب امیر کے ڈرانے سے اونکی
سرکشی بڑھی اور فکر تدبیر قتل مین ہوئے گو تقدیر نے مساعدت تدبیر کی نکی ظاہر معنی آیہ وافی ہدایہ مذکورہ تو
یہی ہین جو ہمنے بیان کیے مگر بعض عرفا نے فرمایا ہے کہ ایک باطنی معنی اسکے اور بھی ہین اور کلام خدا مین ایک
ظاہر ہے اور ایک باطن ہے اور ہر باطن کے لیے بھی باطن ہے یہانتک کہ بعض احادیث مین سبع بطون وارد ہے
بس اسجگہ ایک باطن یہ ہے کہ خداوند تعالے فرماتا ہے کہ شجرہ ملعونہ فی القرآن یعنی بنی امیہ کو ہم ڈراتے
ہین پس نہین ہے نتیجہ یعنی امیہ کا مگر طغیان کبیر یعنی از سرتاپا طغیان ہے جیسے یزید ملعون

ک

ہوتے ہین اور ظاہر ہے کہ یزید و معاویہ و عثمان بلکہ ابوبکر سب بناے ہوئے عمر کے ہین پس اونکا مرتبہ
مراتب عالیہ و مناقب غالیہ نفاق و شقاق مین کہین یزید سے بڑھکر ہے کہ یہ اول ہین اور وہ آخر ہے
اور یہ موسس اساس الظلم ہین اور وہ متمم اوسکا ہے پس فضیلت حضرت عمر ہی کو ہے ع وہو بسبق
فایز تفضیلا ٭ والفضل للمتقدم کیا لطیف اشارہ کیا ہے بعض عرفا نے اسکی طرف فللہ درہ
حیث قال ع رمزے از اصل کا میگویم ٭ گر ترا از جمل خبر باشد ٭ این تنزل کند یزید شود
وان ترقی کند عمر باشد ٭ **قولہ** اگر نکاح بجبر و اکراہ ہوتا اور حضرت امیر کو منظور نہوتا **اقول**
روایت مطلق نکاح کو غلط کہا جن بدبختون نے نکاح بجبر و اکراہ کو کہا ہے اور اسکے روایات کی تصحیح کی ہے
اونہین سے یہ کہو کہ اے بے حیاؤ تم یہ کیا بکتے ہو بلکہ بخاری و مسلم جو غصب خلافت او بیعت نکرنے جناب امیر کے
ایسے شہرہ او غصب فدک کے اور منع قرطاس وغیر ذلک کی تصحیح کرتے ہین اونسے بھی کہو کہ تم کیا
بکتے ہو حضرت عمر نے منع قرطاس کیا اور غصب فدک کیا تب جناب امیر نے عمر کو ایک انگلی پر کیون نہ اوٹھا لیا جب
لوہے کے درخیبر مین انگلی در آئی تو ظاہر ہے کہ حضرت عمر کا جسم لوہے سے سخت نہ تھا ورنہ وقت ہدایت جب
قلعہ سا غلام اونکے بدن کو دبا اٹھا تو کیونکر دبنا تھا **قولہ** دوسری سند شجاعت الی قولہ حق الیقین مین لکھی ہین
اقول حضرت مخاطب بڑے صاحب غیرت و حیا ہین کہ آخر روایت کے لکھنے مین شرمائے اور اوسکو چھوڑ دیا
اسے جزاک اللہ ہم خود سے پوچھتے ہین کہ مآل اس تہدید و تخویف کا کہ حضرت نے انما اللجہ کیا تھا کیا ہوا خلافت
ابوبکر نے چھوڑ دی کہ فدک کو چھوڑ دیا ابوبکر کا ڈرنا کس کام آیا جب عمر مصداق نخوفہم فما یزیدہم الا طغیانا کبیرا کے تھے
رہے جب ابوبکر ڈرے تو عمر اونکے شیدا ان ہوے جب عمر ڈرے تو اور بہت سے اخوان الشیاطین اونکی تشجیع پر مستعد
ہوئے **قولہ** ہماری سمجھ مین نہین آتا **اقول** یہ کیا ضرور ہے کہ تم ہر بات کو سمجھ لین اگر تم مین کچھ بھی سمجھ ہوتی
تو شیعہ سے شعری اور اشعری سے نیچری کیون ہوتے **قولہ** مجھے اہتمام پر ایک حدیث امام محمد باقر کی یاد آئی ۔
اقول مجھے بھی ایک حدیث سنیون کی اسی اہتمام پر یاد آگئی کہ بعض صحابہ خاص مثل حضرت عمر اور ابوبکر کے ایکدن
فضلہ جناب رسولخدا کھا گئے تھے اور فرماتے تھے کہ اونمین بو مشک و عنبر کی تھی جبھی سے زمین کو حکم خدا ہوتا تھا
کہ فضلہ جناب رسالتمآب کو نگل جایا کرے پس جب پیغمبر کے فضلہ کی خدا کے نزدیک یہ قدر و منزلت ہوتی

کہ مسلمین سے چھپایا گیا بنظر اسکے کہ کہین ایسا نہو کہ اسکو کہا کے اپنا فضلہ بنا کے نجس کردین تو اونکی پارہ ہے
جگر یعنے بیٹیان اونکی تحت تصرف منافقین و کفار ہون وہ اسکو عقل عقلا کیونکر قبول کرے اسی سے ثابت
ہوا کہ کل روایات نکاح ام کلثوم صحیح نہین اور انکار فرقہ شیعہ اس نکاح سے بہت صحیح ہے اور اقرار محض
وسوسہ ازالۃ اللجام واللہ ہو العاصم من کل طارق وغاشم

قال المخاطب المقام ہداہ اللہ سبل السلام

چوتھا قول جب کہ حضرت شیعہ نے دیکھا کہ تاویل صبر کی درست ہوتی ہے نہ وصیت اور تقیہ کی توجیہ سے کچھ مطلب
حاصل ہوتا ہے اسلیے بعضون نے ان سبکو چھوڑ کر اور ہی دعوی کیا اور صحبت اور ہمبستری سے انکار کیا چنانچہ صاحب
سیف صارم فرماتے ہین کہ اگرچہ در حقیقت قربت معصومہ طاہرہ یعنی وقوع اتصال و مواصلت جو کہ ظاہر مین ثابت
مناکحت ہی بموجب قرار شیخ فانی اور بہم سبب صغیرہ ہونے معصومہ کے ممتنع الوجود یقینی تھا اور باعتبار ظاہر کے
بھی اور باعتبار باطن کے از روے علم باطنی کے بھی حضرت مولی پر ہویدا تھا اور پھر بعد چند اوراق کے مولف
مذکور لکھتے ہین کہ مواعظ حسنہ جناب غفران مآب غیر مطبوعہ کتب حقہ ہین جو اہل ایمان بقصد تحقیق دیکھا چاہین تو
وہان رجوع کر سکتے ہین صاف واضح ہوگا کہ وصلت و قربت زن و شوئی ہرگز نہین وقوع مین آئی بلکہ علماے
اہلبیت طاہرہ روایات صحیحہ مخبر ہین اس بات کی کہ ظاہر مین یہ بیچ و صعوبت بیشک مولاے مومنین نے
اپنے سر لیا لیکن حقیقت مین قربت و مواصلت با معصومہ ہرگز وقوع مین نہین آئی بلکہ از راہ اعجاز یہ ثابت کیا کہ
کارساز ایک جنیہ کا تھا بشکل جناب معصومہ حوالہ کی گئین اور جناب معصومہ تا حیات شیخ فانی نظر سے لوگون کے غائب
کی گئین وزید التصریح فی المبسوطات انتہی بلفظہ جو کہ مولف سیف صارم نے بعد اس عبارت کے بڑی بڑی
کتابون پر حوالہ دیا ہے اس سے مشتاقین کو اشتیاق اونکے دیکھنے کا بھی پیدا ہوگا تاکہ معلوم ہوے کہ اونکے
بڑون نے کیا نکات و اسرار لکھے ہین اس لیے مین اونکے علماے اعلام کے قول کو بھی نقل کرتا ہون اور رسالہ معین
کے لیے حالت منتظرہ باقی نہین رکھتا ہون واضح ہو کہ قطب الاقطاب اونکے مولف خمسہ جرایح نے
دعوی کیا ہے اور جناب مولوی دلدار علی صاحب قبلہ نے مواعظ حسنیہ مین اوسکو ان لفظون سے بیان
فرمایا ہے گفت عرض نمودم بخدمت حضرت صادق علیہ السلام کہ مخالفین بر ما حجت می آرند و میگویند کہ چرا

علی دختر خود را بخلیفہ ثانی داد پس حضرت صلوات اللہ علیہ کہ تکیہ کردہ نشستہ بودند درست نشستہ فرمودند
کہ آیا چنین حرفہا میگویند بدرستیکہ قومیکہ چنین زعم میکنند لا یہتدون سواء السبیل سبحان اللہ حضرت امیر را
این قدر قدرت نبود کہ حائل شود میان خلیفہ و دختر خود دروغ میگویند کہ اگر چنین نبود بدرستیکہ چون خلیفہ
ثانی پیغام عقد را بحضرت امیر داد حضرت انکار نمودند پس خلیفہ ثانی بعباس گفت کہ اگر دختر علی را بمن عقد نمیکنی
سقایت و زمزم از دست تو بگیرم پس عباس بخدمت حضرت امیر آمدہ حقیقت حال را گفت حضرت انکار
نمودند چون عباس با ابرام الحاح نمود حضرت امیر باعجاز خود جنیہ را از اہل نجران طلبیدند و او یہودیہ بود پس او
بموجب امر بصورت ام کلثوم متمثل گردید و حضرت امیر ام کلثوم را باعجاز خود از نظرہا مستور گردانیدند پس
تا مدت دراز جنیہ بمثل او ماند تا اینکہ یک روز بعضے از قرائن دریافت نمود کہ زن او ام کلثوم نیست بلکہ
از بنی آدم ہم نیست گفت ندیدہ ام ساحر تر از بنی ہاشم کسے را و چون خواست کہ این امر را اظہار نماید خود
کشتہ شد پس جنیہ بخانہ خود رفت و ام کلثوم ظاہر گردید انتہی اے حضرات شیعہ اپنے قطب الاقطاب اور اپنے
قبلہ و کعبہ کے علم و عقل و فہم کی داد دو اور شکر اونکے احسان کا ادا کرو کہ ایک نکتہ مین سب مشکلین حل
کردین اور سنیون اور ناصبیون کے اعتراض کو ایک لطیفہ مین دور کر دیا اور معصومہ کی عصمت و عفت
بچانے کے لیے اونکی مقارنت سے ساتھ حضرت عمر کے انکار کیا اور حضرت امیر کی قدرت اور معجزہ دکھانے کے
واسطے ایک جنیہ کا بشکل ام کلثوم متشکل کرونیکا دعوی کیا حقیقت مین اس تقریر سے تمام اعتراض ناصبیون کے
باطل ہو گئے اب نہ کوئی معصومہ کی عصمت پر حرف رکھ سکتا ہے نہ اہلبیت کے نہ کوئی حضرت امیر کو عاجز
کہہ سکتا ہے نہ کوئی خلیفہ دوم کی فضیلت بیان کر سکتا ہے نہ اہلبیت کے ننگ و ناموس پر کوئی انگشت
اوٹھا سکتا ہے لیکن اس جواب مین یہ اعتراض کرینگے ہی کہ اگر جنیہ بشکل ام کلثوم کے بنا کر خلیفہ دوم
کے پاس بھیجی گئی تو اولاد بھی اوس سے پیدا ہوئی تھی یا کہ وہ ام کلثوم سے وہ زید بن خطاب جو بالغ ہو کر مرا
ماں اوسکی وہی جنیہ تھی یا ام کلثوم

بقول المتمسک الی علی ابن ابیطالب علیہ السلام

یہ جواب بھی بفرض و تسلیم روایات نکاح جبر و اکراہ شیعیان ہے نہ کہ بقول اہلسنت کے ام کلثوم اور خلیفہ ثانی ہونے جا بجا

وکرہ مذموم کا ہے اور علماے معتبرین اہلسنت نے اون روایات کی تصحیح کی ہے اور ہمنے ابتداے بحث مین اون روایتون کا
ذکر کیا ہے اونمین سن چار پانچ برس کا ہے اور تین برس کے بعد حضرت عمر اپنے سفر او سدھارے پس وہ لڑکی عمر کے مرنیکے وقت
سات آٹھ برس کی ہوئی پس ایسے صغیرہ سن سے ہمبستری عقل من حیث العادۃ محال جانتی ہے چہ جاے اینکہ ایک لڑکا اور ایک
لڑکی بھی پیدا ہو مگر یہ کہ فرمایے کہ یہ خرق عادات بکرامات حضرت عمر جائز ہین تو معتقدین حضرت عمر تو آمنا وصدقنا کہینگے مگر شیعہ
جو امنا باللہ وکفرنا بالجبت والطاغوت کہتے ہین کب ماننیگے باقی رہا جواب اثبات جنیہ کا پس ابتدا اوسکا بالصراحۃ دلالت
کرتا ہے کہ حقیقۃً نکاح ام کلثوم سے نہین ہوا اور مدعیان نکاح بالکل دروغ گو ہین خواہ نسبت حقیقی علی ہو خواہ نسبت مجازی
پس اولاً مطلق نکاح سے انکار ہے اور ثانیاً بفرض وتسلیم روایات نکاح کے کہا اگر روایت نکاح صحیح ہو اور یہ نکاح سمجھا جاے
عباس کے بروایات اہلسنت ہوا ہو تو ظاہر مین ہوا ہوگا نہ حقیقت مین اسلیے کہ جناب امیر قادر تھے اس بات پر کہ درمیان اپنی بیٹی
حقیقی یا مجازی کے اور درمیان عمر کے حائل ہون بنا بر اسکے ہم کہتے ہین کہ جناب امیر نے فلان جنیہ یہودیہ کو بلوا کر کہ وہ
متشکل بشکل انسان ہوئی تھی عمر سے نکاح کر دیا پھر حقیقۃً ام کلثوم کے ساتھ نکاح ہونیکا ثبوت نہین ہو سکتا ہے اور کلام کا بر تقدیر
فرض وتسلیم بحذف شرط وادوات شرط ہونا اور محتمل الوقوع کو بلفظ وقوع بیان ہونا اور منکر کو مقر اور مقر کو منکر قرار دینا کلام فصحا
وبلغا مین شائع وذائع ہے وقد مثلہ من علماے اہل السنۃ فی تاویل حدیث ارکا ذنب العادر والخاین فی الاثم کما فی شرح صحیح المسلم
فتذکر اور جائز ہے کہ مقصود کلام امام کو راوی نے سمجھا ہو اور جو خود سمجھا ہو اوسی کو بیان کیا ہو باقی رہا استبعاد جنیہ کا متشکل بشکل
انسان ہونا پس کافی ہے واسطے دفع استبعاد کے حدیث صحیح بخاری کی کہ جسمین بندریا کا زنا اور رجم ہے پس جب علماے
اہلسنت نے اوسکی توجیہ مین جنات کو بشکل بندر وبندریا متشکل ہونا جائز تحریر کیا ہے تو ہم اگر بشکل انسان متشکل ہونا
جائز کرین تو کیا جاے استبعاد ہے اور جب حضرت عمر سے یہ خرق عادت جائز ہو کہ سات برس کی لڑکی سے ایک لڑکا اور
ایک لڑکی جنوائین تو جناب امیر کے اعجاز سے اگر جنیہ متشکل بشکل انسان ہوئی تو کیا بعید اور سابق مین ہمنے بیان کیا ہے کہ بتصریح
صریح معتبرین علماے اہلسنت زید بن عمر بیٹا ام کلثوم بنت جرول خزاعی کا تھا کہ جس مان بیٹے پر امام حسین نے نماز پڑھی
اور عہد معاویہ مین مرے نہ بیٹا اوس ام کلثوم کا جو چار پانچ برس کی لڑکی تھی اور نہ بیٹا ام کلثوم بنت فاطمہ کا کہ بعد امام
حسین علیہ السلام مقید ہو کر شام کو گئین اور نہ بیٹا اوس جنیہ کا تعجب ہے کہ طالب الامقام سے کہ شروع بحث مین دعوی
کیا تھا کہ ہم نکاح عمر با بنت فاطمہ ثابت کرتے ہین اگر کتب شیعہ سے نہ ثابت ہو سکا تھا تو کہین کتب اہل سنت ہی سے